یادگار

فہرست مضامین

سرورق تصاویر عارف کامل سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایم۔اے مرحوم و مغفور۔

(۱) دیباچہ و تمہید

(۲) مضامین رام

(۳) حالات و ماتم
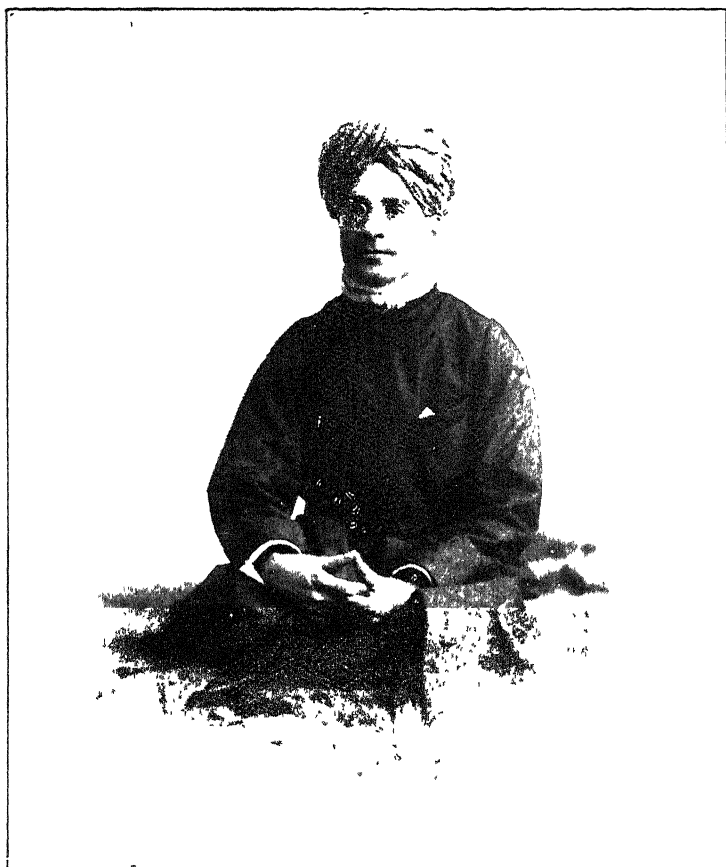
Swami Ramtirethji.

c. s. p.

THE LATE SWAMI RAM TIRATH M A

یادگار رام

دیباچہ

یعنی

سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کے مشن پر ایک سرسری نظر

از

منشی گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر ہندوستانی

سوامی رام تیرتھ - سوامی رام - یا رام بادشاہ کہ جن نامون سے وہ
سنیاسی مشہور تھے جنھنے دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء مین امریکہ سے واپسی اور تین سال قبل روانگی شمال
ہند اوربخصوص ہمارے صوبہ جات اور اُسکے حصّہ جانب کہسار مین غلغلہ سا پیدا کر دیا تھا
کون بزرگ تھے اور اُنکا کیا مشن تھا - ہر ایک سنیاسی کے گرہست آشرم کی نسبت واقفیت
کی جستجو کرنے والی طبیعتین کچھ نہ کچھ پوچھتی رہتی ہین پس کوئی حیرت نہین ہے کہ سوامی رام
تیرتھ مہاراج کی نسبت یہ سوال مختلف مقامات سے پوچھا جائے - اس سوال کا جواب دینا
کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ سوامی جی مہاراج نے کبھی اپنی گرہست آشرم کی زندگی پر پردہ
نہین ڈالا اور نہ اوسکے ذکر سے پرہیز کرتے تھے - جسطرح سے ہر نوجوان کی زندگی گذرتی
ہے آپ کی بھی گذری - کسی کی کم آپ کی زیادہ کامیاب - دولتِ علم سے یہانتک
مالامال کہ ملک کے چند اعلےٰ درجہ کے ذہین ریاضی دانون مین آپ کا شمار تھا -
ملازمت سرکاری مین جو شاخ آپنے پسند کی تھی اُسمین بحیثیت پروفیسر وہ عروج حاصل کیا

جس حدتک آپکی عمر کا کوئی نوجوان حوصلہ کرسکتا تھا یا پہونچ سکتا تھا خوش قسمتی سے گرہست
آشرم کے چھوڑنے کے وقت تک والدین کا سایہ سر پر رہا - اور مثل خوش نصیب
والد کے لایق اولاد سے خود مالامال تھے - گجرانوالہ کے باشندہ - گوسائین
خاندان کے فخر - اور پھر کس خاندان کے ؟ جسکے مرید تمام پنجاب مین ہزارون کی
تعداد سے پھیلے ہوے ہین - یہ وقت سوامی جی کی سوانح عمری لکھنے کا نہین ہے -
سوانح عمری لکھنے والے اس عارف کے درجنون مختلف زبانون مین پیدا ہونگے وہ
اُنکے موجودہ شریر کے ۲۶ سالہ گرہست آشرم - لڑکپن - طالبعلمی - سن بلوغ - ملازمت وغیرہ
کے زمانے واقعات پر بحث کرینگے اور دکھلاوینگے کہ کیونکر اوائل عمر ہی سے آنیوالے
حیرت انگیز تبادلات اور تغیرات کی خبر معلوم ہوتی تھی - کیونکہ زندگی کا ہر معمولی وقعہ اُس روحانی
زندگی کا پتہ دیتا تھا جو سوامی جی نے اختیار کی تھی کیونکہ گرہست آشرم کا ذکر کرکے
ہمکو یہان یہ دکھانا مقصود ہے کہ دنیا مین ناکامی یا کسی سخت غم نے سوامی رام تیرتھ مہاراج
کو اُس زندگی کیطرف متوجہ نہین کیا تھا جو انھون نے عین ابتداے شباب مین ۲۶
یا ۲۷ برس کے سن مین اختیار کی - سرور روحانی مین مست اپنے بھائیون کو جو آپ
ہی کے آپ سروپ مین اگیان اور جہالت مین مبتلا دیکھکر اُس سرور مین جو صرف خدا والون
ہی کو حاصل ہوتا ہے بیداری اور حقیقت سے واقف کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا جسکے لئے
اس دنیا مین آپ نے خاکی جسم قبول کیا مشن آپ کا کیا تھا ؟ انسان کو بیدار کرنا
کہ وہ جسم جسمانیت تک اپنے تئین محدود نہ سمجھے بلکہ اس حقیقت کی واقفیت سے کہ
وہ آنند سروپ ہے - آنند کا بھنڈار ہے خود دائمی سرور حاصل کرے اور دوسرون کو
دنیاوی تردددات و تفکرات سے اصلی آزادی کا وہ راستہ بتاے جو راستہ کسی خاص
قوم یا مذہب کے لئے مخصوص نہین ہے اور نہ صرف پڑھے لکھون عالمون یا واعظون کی
میراث ہے - یہ سمجھ کر انسان مین لا انتہا شکتی موجود ہے وہ ان شکتیون کو دیکھکر اپنی تئین
جسمانی یا روحانی طور پر کسی کا غلام نہ سمجھے اور یہ محسوس کرے کہ اُسکے خیالات کی دنیا
ظہور ہے - اُسکے گرد و نواح اسباب اُسی کے پیدا کیے ہوے ہین - اگر خراب سامان
ہین تو اُسی کے خراب جذبات کا نتیجہ ہین اُن خرابیون کے دفع کرنیکی کوشش کرے
جس سے وہ دنیا کے ظاہری دُکھ اور رنج کم کرسکتا ہے - سوامی رام تیرتھ کوئی نئی تعلیم

سکھا نے نہین آئے تھے یہ تعلیم ویسی ہی پُرانی ہے جیسے ہندوستان مین ہمالیہ پہاڑ اور
دریا ے گنگ اور مین بُہا لے جین مگر یہ اتفیہ تعلیم انکا نرالا اور عقل کو اپنی ہی غلامی سے آزاد
کرنیوالا تھا دائمی آنند و سرور کیلئے انانیت کا مٹانا ۔خودی کا دور کرنا لازمی تھا جو سوامی
جی نے اپنے جسم سے بالکل ہی نیست و نابود کر دی کہ اُس کا پتہ ہی نہین چلتا تھا ۔ادنیٰ جسم اُنکے
کی غلامی کا نام و نشان باقی نہ تھا ۔غصہ ۔نفسانی خواہشات ۔طمع جلا کر نابود کر دیگئی تھین
جنھون نے آواز مین وہ اثر ۔چہرے پر وہ جلال اور جسم مین وہ قوت پیدا کی تھی کہ ہر طبیعت
جسپر پریم کے رنگ نے ذرا بھی اثر کیا ہے فوراً موثر ہوتی تھی اور ہزارہا بندگان خدا سے
جو باہم مذہبی اختلاف رکھتے ہین یہ کہلا لیا تھا کہ اگر پرمیشور کے درشن بغیر مورتی پوجن کے
نہین مل سکتے ہین تو ہم کیون نہ اس جیتی جاگتی ۔اپنی جاگتی مورت کی ساکار پوجا کرین یا اغربکہ مین
راسخ الخیال عیسائیون کی زبان پر یہ فقرہ آ ہی تو گیا کہ ہم بائیبل مین حضرت عیسیٰ کا ذکر سنتے
ہین کیون نہ ہم اس عیسیٰ نما انسان سے محبت کرین ۔تمام خواہشات دنیاوی سے آزاد
اپنے جسم سے جو ان تمام آرامون اور آسائشون سے بنا ہوا جو ایک شریف متوسط درجے
کے گھرانے کو مل سکتا ہے ۔مگر وہ تمام صعوبات برداشت کیے ہوے کہ جو جسم برداشت کر سکتا
ہے گرمی مین گرمی نہ ماننے والا اور سردی مین سردی برداشت کرنے والا ہر گھڑی حالت
وجد یا سرور مین مست ۔سوامی رام تیرتھ وہی کام کر رہے تھے جو بڑے بڑے پیشوایان مذہب نے
کیے تھے گو اسکو کسیقدر مبالغہ کہا جاے مگر اسکے اسقدر کہنے مین ہرج نہین ہے کہ تاریخ پر مثل دیگر
بڑے پیشوایان مذہب کے ملک کی بہتری کیلیے زمانہ کے دامن پر آپ اپنا نشان لگا گئے
ہین ۔

پیشوایان مذہب سے یہ مطلب نہین ہے کہ وہ کوئی نیا مت قائم کر گئے وہ کوئی
جدید گروہ پیدا کر گئے ۔نہین ۔انانیت سے وہ دور تھے ۔اُنکا مشن صرف یہ تھا کہ
ہندوستانی صرف اپنی پچھلی غلطیون سے واقف ہو کر بیدار ہون اور اپنی روحانی بہتری اور
ملک کو موجودہ مصائب سے اپنی لا انتہا قوتون کو کام مین لا کر خود خوش ہون ۔چونکہ مشن
عشق و پریم کی بنیاد قائم کرتا ہے وہ کسی خاص ذات و مذہب پر محدود نہین ہے ہر ایک گروہ
مین محبت پیدا کرانے کی دعویدار ہے ۔چونکہ دنیا کی راحتون کو اصلی راحت دنیا کی نیکنامی
اور شہرت کو اصلی نیکنامی نہین سمجھنے والا ہے ۔لہذا ان قومی تعصبات کو مٹانے والا ہے جنکے

ملبوس ہوکر لوگ سایہ کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہین - اوا ے فرض بہترین مذہب قرار دیکر
سوامی جی مہاراج لوگونکو کرم کانڈ کے بکھیڑون سے آزادی دلاکر چاہتے تھے کہ اگر کرم
کانڈ یایگ کرنی ہے تو یہ یگ کیجاے کہ اپنے سے کم واقف اپنے ہی سرویون کو جو ذات
واحد سے جدا نہ ہوکر بھی ناواقفیت سے جدا سمجھ بیٹھے ہین حقیقت سے واقفیت کے لیے
بیدار کیا جاے - اپنی قسمت یا پراربدھ کے خود بنانے والے ہوکر انسان سے سوامی جی
مہاراج کہتے ہین کہ سوشل مذہبی اور پولیٹکل غلامی محض بیجا خواہشات کا نتیجہ ہے لہذا ان
خواہشات کی کمی کیجائے اور بلا غرض ادائے فرایض کو بہترین مذہبی خدمت سمجھکر اُسکی
سچی عبادت معبود سمجھی جاے اپنی انانیت مٹاکر اپنا وجود علیحدہ نہ سمجھکر انسانیت کی بہتری اور ترقی کیواسطے جسمانیت
نثار کردینا زندہ جاوید ہے - یہ تعلیم سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی تھی جو شبہ شبہ چھپاتے ہوے وہ کھوتے تھے
ویدانت کے خلاف بڑا الزام یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ انسان کو مردہ بنا دیتا ہے مگر سوامی جی
کی تعلیم نئی زندگی پیدا کرنے والی اور نئی روح ڈالنے والی تھی - گھر مین دوا بھری بوتلین
رکھنے سے جسطرح سے کوئی مریض صحت کلی حاصل نہین کر سکتا ہے اسیطرح سے تمام خواہشات
مین مبتلا - انسان زبان سے اپنے تئین برہم کہکر آزاد نہین قرار دے سکتا ہے اسیطرح
کرم کانڈ کی پابندی مذہبی کتب کے حوالہ جات آئین اختیار لانے سے بلا صفائی قلب
اور بلا اس خیال پر عمل لائے ہوے کہ وہ جسم و اسم سے بری ہے وہ جسمانیت نہین ہے
ہرگز اصلی انند کو حاصل نہین کر سکتا ہے - جسم کو کسی اعلیٰ غرض کے حصول کے نثار
کردینا یہ یقین کرکے کہ ہم نہ کبھی مرے ہین اور نہ مرینگے - جسم کے ساتھ ختم نہون گے -
اس جسم کی پروا نہ کرنا اور نشکام لگا دینا ایک ذریعہ حقیقت کی واقفیت حاصل
کرنے اور آنند حاصل کرنے کا ہے -

ضرورت ہے انسان محسوس کرے کہ وہ خود وہی نور ہے جسنے تمام دنیا
کو منور کر رکھا ہے - ضرورت ہے کہ وہ سمجھے کہ پڑوسی ہندو یا مسلمان غیر نہین ہے
بلکہ اپنا نور ہے - یہ سمجھکر کہ خدا کا اعلیٰ مندر یا معبد گاہ جسم و اسم انسانی ہے کہ
وہ کسی جسم انسانی کی بے عزتی دیکھکر - اپنے سے حقیر دیکھکر بجاے خوش ہونے کے
اپنے انند مین خلل سمجھے - عملی زندگی نہ کہ زبانی دعوے کی ضرورت ہے - مذہب
مذہب پکارنے سے نہین بلکہ عمل کرنے سے انسان سرور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے

مذہب سے بے خبر رہکر بھی انسان اپنی انانیت مٹا کر اپنے تئین علحدہ سمجھکر روحانی آنند حاصل
کر سکتا ہے۔ سوامی جی کی خود ذات نے اس تھوڑے سے عرصہ مین ایک ہلچل سی پیدا کر دی
تھی۔ ہندوستان اور امریکہ مین آپ کے سچے بھگتون کی تعداد ہزارون تک پہونچگئی جنکی
زندگی پر آپ نے گہرا اثر پیدا کیا تھا۔ اس گروہ مین اُن لوگون کا شمول جو دنیا کی مستعدیون
پورا حصہ لے رہے ہے اس الزام کو جھٹلا رہا ہے کہ ویدانت لوگونکو مردہ بناتا ہے۔ پرمہنس رام
کشن اور سوامی ویکانند مشن کلکتہ کی تین شاخین بنارس مین سادھوون کا آشرم کنکھل
مین ہسپتال۔ مایاوتی مین آشرم بتلاتے ہین کہ یہ الزام غلط ہے کہ ویدانت لوگونکو بیحس و
حرکت کر دیتا ہے۔ سوائے مذہبی جوش۔ خیال خدمت اور اس کامل یقین کے کہ خدمت
ہی مین راحت ہے۔ کون شے دنیا چھوڑے ہوئے تعلیم یافتہ سنیاسیون کو راضی کرتی
ہے کہ وہ طاعون زدہ مریضون کی خدمت کرین۔ گلیان صاف کرین۔ غربا کی تیمارداری
اور سنیاسیون اور جاتریون کی مدد کرین۔

یہ موقع نہین ہے کہ تمام اعتراضات کا یہان ذکر کیا جائے جو تعلیم ویدانت
پر کیے جاتے ہین صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ سوامی جی کا ویدانت اُس ویدانت سے
بالکل مختلف تھا جو بے حرکتی کی تعلیم دیتا ہے۔ سوامی جی تو جانتے ہی تھے کہ ترقی کا نام ہی
زندگی ہے جو انسان حتی کہ جانور ترقی کی خواہش نہین کرتا ہے وہ دنیا سے مفقود ہو جاتا ہے
جن اقوام نے اپنی حالت پر اطمینان کر لیا ہے۔ جنہون نے ترقی کی کوشش نہین کی ہے
جنہون نے آگے بڑھنے کی خواہش نہین کی ہے وہ مٹ گئین اور مٹتی جاتی ہین۔ جب
وحدانیت سے جدا ہو کر انسان کے سامنے ترقی کیلیے میدان وسیع ہے تو جو اقوام یا
لوگ اپنے تئین کسی خاص مرکز تک پہونچکر آگے بڑھنا نہین جانتے ہین گرتے ہین اور
بہتے ہوے دریائے زمانہ مین گم ہو جاتے ہین۔ حرکت ترقی کے لیے ہر گھڑی اور ہر ساعت
ضروری ہے اور جب کبھی اس سے غفلت کی گئی ہے قومین اور ملک تباہ ہو گیے ہین کیسی
ہی حالت مین کوئی قوم ہو۔ ماتحتی مین یا آزاد۔ اسکے لیے ترقی کا میدان وسیع ہے۔
اگر جسم ماتحتی مین ہے فکرون مین مقید ہے تو روح آزاد ہے اور اُسکی ترقی کو جسپہ تمام ترقی کا
دارومدار ہے۔ کوئی روک نہین سکتا ہے۔ نشکام کرم یعنے بلا خواہش نتیجہ نیک اعمال ترقی
کے لیے بہترین سیڑھی ہین جو سوامی رام تیرتھ مہاراج سب کے سامنے پیش کرتے اور چاہتے تھے

کہ کسی کی شہادت پر نہین خود محسوس کر کے۔ کسی کتاب یا کلام کی پیروی مین نہین بلکہ اپنی عقل پر بھروسہ کر کے اُس سے لوگ کام لین اور ہندوستان کو اُن تمام ممالک کے ساتھ ترقی کے میدان مین لائین جن ممالک مین دیکھنے کو چاہے ہمارے یہان کے مثل مذہب مذہب کی پکار نہو مگر روزمرہ زندگی مین حقیقت پر عمل ہے۔ جو قومین جسقدر فروعی پابندیون سے آزاد ہین جو ضرورت کے وقت قائم کی گئی تھین۔ جو قومین اپنی بنائی ہوئی خود غرضی کی دیوارون سے جسقدر کم ایک انسان کو دوسرے انسان سے علیحدہ سمجھتی ہین جو کم خود غرضی کی زندگی گزارتی ہین وہی روحانی ترقی کرتی ہین اور حسب خواہش مادی ترقی مین قدم آگے بڑھاتے ہین۔ خود غرضی۔ انانیت اور تعصب قومون کو اُسی طرح تباہ کر دیتا ہی جسطرح کسی خاندان یا شخص کو۔ تیاگ۔ ایثار نفس ترقی کے ذرائع ہین۔ جن لوگون مین جتنی قوت تیاگ ہے اتنی ہی کامیابی حاصل ہوتی ہے لہذا تیاگ دنیاوی پدارتھون کا بہترین ذریعہ ترقی ہے۔

سوامی جی مہاراج کسی نئی گروہ یا فرقہ کی بنیاد ڈالنی نہین چاہتے تھے۔ مت متانتر کی ملک مین کمی نہین ہی وہ نہین چاہتے تھے کہ کوئی نیا مت قائم ہو وہ اسکے خلاف تھے کہ نئی چاردیواری کھڑی کر کے وہ اُس تعلیم سے ایسے لوگون کو محروم کرین جو چاردیواری کے اندر نہین رہ سکتے ہین۔ مگر ساتھ ہی اسکی ضرورت تھی کہ ارگانیزیشن کی خوبیون سے جس کے فتوحات نے مغرب مین بہت اثر کیا ہے سوامی جی فائدہ اُٹھانے اور ایک جتھہ مرکز قرار دیکر اُن تین گروہون مین بیداری پیدا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیتے جنھین بیداری پر ملک کی ترقی منحصر ہے۔ بچہ۔ عورتین اور سادھو مہاراج کی خاص توجہ کے مستحق تھین انھین کی اصلاح سے ملک کی اصلاح ہوتی۔ جس روز سے آپ نے گرہست آشرم چھوڑا زر کی طرف آپ نے نگاہ نہین اُٹھائی تمام دنیا کا سفر کر آئے مگر روپیہ کو ہاتھ نہین لگایا روپیہ ہر جگہ غلامی کرنے کو خود حاضر تھا۔ وشنو خوش لکشمی ہر جگہ آپ کی تابعداری کو حاضر تھی۔ لکشمی امریکن مردون اور عورتون۔ ہندوستان کے مہاجنون زمین دارون اور والیان ملک کی صورت مین مہاراج کی زبان کے اشارے کیطرف دیکھ رہی تھی کہ مین کوئی خدمت کر سکون ملک کے نوجوان تعلیم کے بھوکے صدہا کی تعداد مین سجدہ کرنے کے منتظر تھے۔ سادھو آپکی صحبت مین وقت گزارنا اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ بہ دوار رکھی کیش۔ اور تر کاشی۔ مین کون لکھا پڑھا سادھو ہے جسکے دلپر مہاراج نے کچھ نہ کچھ

اثر نہین کیا کتنے سادھو ہین جو خدمت انسان مین زندگی صرف کرنے کو تیار نہین تھے۔ میدان چھ سات سال کی کوشش مین تیار ہو گیا تخم ریزی کی ضرورت تھی۔ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج نے اپنی جسمانیت اُسپر نثار کر دی تھی اس سے بڑھکر کون جگ ہو سکتی تھی۔ اس جگ کے بڑے بڑے پھل حاصل ہون گے چارون طرف اس جگ کی دھوم ہے۔ اس جگ مین اپنی انانیت کی آہوتی ڈالکر شریک ہونے کیلیے ملک کے نوجوان تیار ہون۔ سوامی جی کا ایڈیل پیش نظر رکھکر اپنے تئین مادری ملک پر نثار کرنے والے بنین۔ وہ دن آئیگا کہ اس قسم کی جگ ہر شہر مین ہو گی اور ایثار نفس کرنے والے لوگ ہر دیہ اور ہر قصبہ مین پاے جائین گے مگر جگ کرانے والون کی ضرورت ہے۔ جبتک سوامی رام تیرتھ مہاراج اس دنیا مین رہے اُنھون نے اس ضرورت کو پورا کیا ہزار ہا بلکہ ہم کہہ سکتے ہین لاکھون آنکھین آپکی طرف لگی ہوئی تھین پریم سے پریم اور آنند سے آنند پیدا ہوتا ہے۔ آپ کے چہرے کو دیکھکر بشاشت اور آپ کے سچے عشق کو دیکھکر طبیعت بھر آتی تھی اُس دن کا انتظار ہے کہ پریم اور آنند کی دھارین ایک جگہ سے تمام ملک مین بہین اور ملک کی حقیقت کیطرف بیداری مین مصروف ہون۔ ہندوستان کا ہر فرد بشر سمجھے کہ اسمین لا انتہا ترقی کرنیکی قوت موجود ہے۔ کوئی قوت اُسکو ترقی سے نہین روک سکتی ہے۔ کوئی رکاوٹ اُن بہادرون کو آگے بڑھنے سے نہین روک سکتی ہے جنھون نے عزم کر لیا ہی کہ ہم آگے قدم بڑھائینگے جو سمجھتے ہین کہ آگے قدم مارنے مین اگر یہ جسم نہ بھی رہے تو ہرج نہین ہے کہ ہم اس جسم کے ساتھ نہین مرینگے۔ ہندوستان جسمین آج بھی ہزار ہا انسان ہر سال دائمی سرور کے حصول مین جان دیدیتا ہے۔ بہترین ذریعہ نجات کے حصول مین سخت سے سخت محنت برداشت کرتا ہے۔ صعوبتین اُٹھاتا ہے۔ تمام عمر کی کمائی نثار کر دیتا ہے سمجھ۔ خالی سمجھے ہی نہین بلکہ عمل کرکے دیکھ لے کہ نجات ہر انسان کے ہاتھ مین ہے بشرطیکہ وہ جانے کہ مین کون ہون اور میری حقیقت کیا ہے ؟

از

راے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب بی اے

یہ عام قاعدہ ہے کہ دھرم ہر زمانہ کا مختلف ہوتا ہے جو دھرم ست جگ مین تھا وہ اب نہین ہے۔ یہ قاعدہ گرہستون سے بھی اُسیقدر متعلق ہے جیسا کہ سنیاسیون سے۔ چنانچہ پہلے زمانہ مین سنیاسی جنگلون مین رہکر اپنے ششون (شاگردون) کو برہمہ ودیا پڑھاتے تھے پھل پھول۔ کھاکر گذران کرتے تھے۔ لوگ اُنکے پاس برہمہ ودیا سیکھنے جاتے تھے اور وہ کبھی کبھی راجاون کی سبھاؤن مین جاکر اُن کو اوپدیش کرتے تھے اور انکے نقص ظاہر کرتے تھے۔ یعنی وہ کام کرتے تھے کہ جو آجکل اخبار کرتے ہین۔ مثلاً نارد جی نے راجہ جودشٹر سے جب اُنکو اندرپرست یعنی دہلی کا راج ملا۔ جاکر تفصیل کے ساتھ پوچھا کہ تم اپنی رعایا کی حفاظت کیلیے کیا کیا کرتے ہو آیا تم مین وہ چودہ عیب کہ جن سے ریاستین تباہ ہوگئین ہین یا نہین۔ یعنی۔ ناستک پن (کفر) جھوٹھ۔ غصہ۔ غفلت۔ تساہل۔ لیئق آدمیون سے اجتناب۔ سستی۔ طبیعت کا یکسو نہ ہونا۔ صرف ایک آدمی کے مشورہ پر اکتفا کرنا۔ ایسے لوگون سے مشورہ کرنا جو مشورہ دینے کے ناقابل ہون۔ ایک مقرری بات کو چھوڑنا۔ افشاے راز کرنا نیک کام کو پورا نہ کرنا۔ بلا سوچ کسی کام کو کرنا۔ ان برائیون سے وہ ریاستین بھی کہ جو مضبوط تھین تباہ ہوگئین۔

اب وہ زمانہ نہین رہا نہ وہ سنیاسی ہین۔ نہ گرہست ہین۔ بلکہ آجکل کے سنیاسیون کو بھی مثل گرہستون کے زمانہ کے ساتھ چلنا پڑیگا۔ یعنی۔ اپنے خیالات کو نہ صرف مشرقی بلکہ مغربی سائنس اور فلسفہ سے پر کرکے نہ صرف گوشہ نشینی مین۔ یاد الٰہی مین یا مباحثات لفظی مین یا مٹھون یا دعوتون مین ہمیشہ اپنا وقت صرف کرنا۔ بلکہ دنیا مین پھر اسکے

لوگون کو اپنے نیک برتاؤ و نصیحتون سے بہرہ ور کرنا پڑیگا - ایسے سادھوؤنمین سوامی رام تیرتھ جی تھے - اُن کو جو تجربہ غیر ملکون مین حاصل ہوا وہ ان لیکچرون مین جو اس رسالہ مین شایع کیے جاتے ہین اس غرض سے ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی ترقی مین اُس سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے -

سوامی جی مہاراج ایک معزز برہمن خاندان پنجاب کے رہنے والے تھے آپ نے ۱۸۹۵ عیسوی مین پنجاب یونیورسٹی مین ڈگری پائی اور علم ریاضی کے پروفیسر ہوکر ایک عرصہ تک لاہور مین رہے - سنہ ۱۹۰۱ء مین آپ نے محض اس غرض سے کہ برہمہ ودیا کتابی بات نہین ہے بلکہ علمی چیز ہے تمام تعلقات کو چھوڑ کر ہمالیہ کے جنگلون مین اور نیز گوپھاؤن مین علیحدہ رہنا اختیار کیا اور ایک عرصہ کی ریاضت سے یہ جان لیا کہ جو شاستر کتابون مین لکھی ہے وہ محض خیالی نہین ہے بلکہ اصلی اور عملی ہے - پھر پہاڑ سے اُتر کر متھرا آگرہ - لکھنؤ وغیرہ مین بہت سے ویاکھیان دیئے اور اگست سنہ ۱۹۰۲ء مین آپ جاپان ہوتے ہوے امریکہ مین پہونچے وہان پر آپ ڈھائی برس کے قریب رہکر پھر ہندوستان مین تشریف لاے آپ کو یورپ کے سائنس اور فلسفہ سے ویسی ہی واقفیت تھی کہ جیسے ہمارے یہان کے شاسترون سے - پس جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سب تجربہ کا نتیجہ تھا اور امید ہے کہ اُنکا اوپدیش پر ہم سب لوگ عمل کرنیکی کوشش کرینگے -

سوامی جی مین بھگتی یعنی عبادت اور گیان دونون اس خوبصورتی سے تھین کہ جو اکثر لوگون مین کم دیکھنے مین آتے ہین - اُنکو تصنیفات مولانا روم - و شمس تبریز - و حافظ - وغیرہ مین اتنا ہی درک تھا کہ جتنا - کینٹ - ہیگل - فکٹی - سوپن ہار - اسپینوزا عقلاے جرمنی مین - و - سقراط - و افلاطون - و ارسطو - یونان مین - و کارلائل - و ورڈسورتھ - وغیرہ انگلستان مین - ایمرسن - و - ہتھورو - و - والٹ ڈھمین وغیرہ امریکہ مین - و - اوپنشدو اور اُسکے شرح کرنے والے - شنکر - و نانک - و کبیر - و تلسی داس - و بلّاشاہ وغیرہ ہندوستان مین ہین - انھون نے جو نتیجے ان سب کے کلامون پر غور کر کے نکالے وہ یہ ثابت کرتے ہین کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی اگر حقیقت کے معلوم کرنے کیطرف متوجہ ہو تو وہ معلوم کر کے دوسرون پر کس خوبصورتی و خوش اسلوبی سے اُسکو ظاہر کرسکتا ہے یہ حقیقت تمام ملکون مین تمام زمانون

ایک ہی ہے اور ایک ہی رہیگی صرف اسکے ظاہر کرنیکے طریقے مختلف ہو سکتے ہین اور جو کچھ نقص اُسکے اظہار مین ہو سکتا ہے وہ اسوجہ سے کہ انسان اسم و جسم مین مقید رہکر اُس کو ظاہر کرتا ہے۔ پس اگر اس شخص کا جو اُس حقیقت کو ظاہر کرنا چاہے آئینہ دل ایسا میلا ہو کہ جسمین اُسکا عکس صاف نہ پڑ سکے تو اُسکا اظہار بھی اُس حقیقت کا ناقص ہوگا۔ اگر اُسکا آئینۂ دل صاف ہوگا تو اُسکا اظہار ویسا ہی صاف ہوگا۔ یہی فرق اُن لوگون مین ہے کہ جو مشاہدہ سے حقیقت کو ظاہر کرتے ہین اور اُن لوگون مین کہ جو مطالعہ یا سماعت سے۔

انسان کے لیے محض وہ اشیا جو حواس خمسہ سے جانی جاتی ہین اصلی نہین ہین بلکہ اُن سے زیادہ تر ایک اور چیز اصلی ہے کہ جو نہ حواس خمسہ کے حیطۂ اختیار مین ہے نہ زبان سے کہی جا سکتی ہے۔ نہ خیال مین آسکتی ہے۔ وہ شئے کیا ہے؟ اُسکو کوئی ظاہر نہین کرسکتا صرف اسکو دور سے استعارون ہی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاسکتا ہے یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ یہ نہین ہے یہ نہین ہے یہی طریقہ ہمارے یہان کے تمام شاسترون مین ویسا ہی اختیار کیا گیا ہے جیسے کہ یورپ کے فلسفہ مین۔ چنانچہ مہابھارت مین کہا گیا ہے کہ وہ شئے جو حقیقت ہے ویدون سے نہین جانی جاتی۔ تاہم وید اُسکے تبلانیکے ذریعے ہین۔ جیسے کہ دویج کے چاند کو دکھلانے کیلئے کسی درخت کی شاخ دکھلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اُس شاخ سے پرے جو ہے وہی چاند ہے ایسے ہی یہ تمام فلاسفہ اور مذہبی کتابین اور ہادیان مذہب صرف شاخ نظر جمانے کیلئے ہین اُس سے آگے ہر شخص کو خود اپنی صفائی دل و ریاضت سے حقیقت کو پہونچنا پڑتا ہے۔ اسی غرض سے تمام مذہبون مین ترک و راستی و ایمانداری و نیک برتاؤ و ریاضت پر اسقدر اصرار کیا گیا ہے مطلب سب کا یہ ہے کہ انسان۔ اول اپنے فرائض دنیاوی کو بلا لحاظ ذاتی فائدے و نقصان کے ادا کرے محض یہ سمجھ کر کہ اُن کا ادا کرنا اس کا فرض ہے۔ دویم وہ جو کچھ کرے وہ ایشور کے ارپن یعنی (خدا کی) راہ مین کرے۔ تیسرے ہمیشہ اُسیکا خیال۔ اُسی کی عبادت۔ اور اُسیکے ذکر سے اپنے دلکو دنیا سے ہٹاکر اُسکی طرف مضبوط باندھے۔ اور چوتھے۔ تمام محسوسات کو بھول کر آخر مین اُس سا یعنی وہی ہو جاے یہی تمام دنیا کے مذاہب کا اصلی و آخری منشا ہے۔ چنانچہ مہابھارت مین کہا گیا ہے کہ۔ دھیر۔ یعنی۔ عارف لوگ وہین پر قیام کرتے ہین کہ جہان سب کا

جز ہے بیچ مین قیام نہین کرتے - سب کے آخر مین ٹھہرنا ہی اصلی بہبودی ہے جو کچھ خفیف ہے وہ بیچ مین ہی ٹھہرنے مین ہے - پس چھوڑ دو - خیال دھرم وادھرم کو - چھوڑ دو خیال راستی وجھوٹھ کو - اور ان دونون کو چھوڑ کر اس خیال کو بھی چھوڑ دو کہ جس سے انکو چھوڑ اتھا یعنی سب خیالات کو اپنے دل سے ہٹا کر دھرم او - ادھرم راستی وجھوٹھ کو دل سے ایسا دور کر دو کہ وہ شئے جو حقیقت ہے اسین محو ہو جاے اور پھر یہ خیال کیا وہ محو ہو گیا اُسکو بھی اُڑا دو - یہی مذہب و فلسفہ کی علت غائی ہے اسی پر تمام عبادت وعلم کا اختتام ہے اور (اسی کو ان کو لکچرون مین ظاہر کیا گیا ہے) نقد دھرم - سے جیسا کہ سوامی رام تیرتھ جی کہتے تھے مراد یہ ہے کہ اپنے فرض کو فرض جان کر بلا لحاظ ذاتی نقصان وفائدے کے ادا کرو - اور فرض اولی یعنی آتم کریا سے یہ مراد ہے کہ اپنے آتما کو جو حقیقت ہے اُسکو سب کی آتما یعنی سب مین حاضر وموجود دیکھو اور وہ پردہ خودی خودبینی کا جو تمکو دوسرون سے علیحدہ کرتا ہے اُسکو توڑ کر نام وروپ - یعنی - اسم وجسم کی قید سے آزاد ہو کر جیسے تم دراصل ہو ویسے ہی ہو جاؤ - جتنا تفرقہ یا مغائرت ایک قوم یا ایک فرقہ مذہب کا دوسرے قوم یا فرقہ مذہب سے ہے وہ محض اسوجہ سے ہے کہ انسان نے خود اپنے جہل سے اپنے تئین اُس قید مین کہ جسمین اُسکو نہین ڈالنا چاہیے ڈال لیا ہے اسی سے یہ تمام قصہ میرے تیرے کا ہے جب یہ جہل علم حقیقی کی شمع سے مثل کافور کے کافور ہو جائیگا تو پھر یہ کہنا کہ تم ہندو ہو اور مین مسلمان ہون وہ عیسائی ہے اور وہ یہودی ہے کہان رہیگا - یہی مطلب سوامی رام جی کے مضمون اکبر دلی کا ہے یعنی اپنے دل کو ایسا فراخ کر لو کہ کوئی جگہ ان چھوٹے ومحدود خیالات کی کہ تمہارا مذہب اور ہے و میرا مذہب اور ہے - مین تم نہین تم مین نہین - باقی نہ رہے - یہی طریقہ برتاو تمام دنیا کے رشیون و پیغمبرون وموجدان مذہب کا رہا ہے دنیا کے لوگ اُن کو از خود رفتہ کہتے ہین بیشک وہ از خود رفتہ تھے یعنی خودی سے وہ گذر گئے تھے لیکن دنیا اُن کو اُنکی زندگی مین نہ سمجھی بلکہ اُنکی بعد اُنکو سمجھی اسیوجہ سے - سری کرشن جی مہاراج کو شیشو پال - جریودھن وغیرہ نے مکار اور شقی کہا - بُدھ - کو ناستک بتلایا شنکر کو خفیہ ناستک کہا سقراط کو زہر کا پیالہ پلایا گیا - مسیح کو صلیب پرا ور منصور کو دار پر کھینچا گیا - یہ لوگ اُسوقت تو دیوانے خیال کیے گئے مگر انہین کی دیوانگی کے چشمے کی ایک لہر ایسی ہے جو انسان

کو زندہ و قائم رکھتی ہی پس ایسے لوگون کو تو دنیا کچھ کہے انکا کام اُنکے جسم سے علیحدہ ہونیکے بعد پھیلتا ہے - اسیوجہ سے کہا گیا ہے کہ سچا سنیاسی وہی ہی کہ جو اپنے جسم کو بہبودئ انسان کے درخت کی کھاد بنائے -

سوامی رام تیرتھ جی نے جتنے روز کہ وہ امریکہ وجاپان مین رہے اپنی وہی عادت نفس کشی کی رکھی کہ جو ہندوستان مین تھی - یہان تک کہ عرصہ تک محض سبزی ترکاری کھاکر اور دودھ پیکر گذارہ کیا - ہندوستان مین واپس آکر بھی اُنھون نے وہی طریقہ جو رشیون کا تھا جاری کیا - یعنی اس بات کو روا نہ رکھا کہ ویدانت کا جاننے والا سرب بھکشی - یعنی بلا قید - ہر چیز کا کھانے والا - یا سرورتی - یعنی بلا لحاظ سوسائٹی کی اصولون کے نیک و بد کی تمیز چھوڑکر جیسا چاہے ویسا عمل کرنے والا ہو - مگر اس سے ایک بڑا سبق ملتا ہے جو اس زمانہ کے سادھوؤن کو سیکھنا چاہیے - چنانچہ یوگ باشیشٹ مین کہا گیا ہی کہ گیانی کی یہی علامات ظاہری ہین کہ اُسکے - کام یعنی خواہش نفسانی - کرودھ یعنی غصہ لوبھ یعنی - طمع موہ یعنی جہل - روز بروز کمی پر نظر آوین -

اسوقت ہمارے یہان مذہبی فرقون اور اختلافات قومی کی کچھ کمی نہین اور زمانۂ حال کی تعلیم و نئے نئے خیالات کے بدولت ہر فرقے ہر مذہب کی لوگ اپنے اپنے سوشیل اور مذہبی حالت کو درست کرنے پر آمادہ ہوگئے ہین ہر جگہ سوسائٹیان اصلاح مذہبی اور قومی کی موجود ہین - سیکڑون کتابین ان معاملات پر روز شائع ہوتی ہین - ہر سال ہر فرقہ کے لوگ جلسے کرتے ہین لیکن جہان تک دیکھا جاتا ہی سوسائٹی اور مذہب کی حالت مین چندان بہتری نظر نہین آتی پہلے زمانہ مین جب اتنی سوسائٹیان اور اتنی کتابین و اخبار و لکچر نہین تھے ایک آدمی ملک کو ہلا سکتا تھا - گوتم بدھ کی وقت کون سی سوسائٹیان اور اخبار تھے مگر بودھ مذہب آج دنیا کے سب مذہبون سے زیادہ پھیلا ہوا ہے - شنکر جی مہاراج ۹ برس کی عمر مین گھر سے باہر نکلکر اکیلے لنگوٹی بند - امرکنٹھ مین نربدا کے کنارے گوبند آچاری کے شش ہوے اور پھر پندرہ برس کی عمر تک بدری ناتھ مین رہکر وہ سولہ شرحین (بیاس) اوپنشدون - بھگوت گیتا و برہم سوترون وغیرہ پر کین کہ جو جب تک دنیا قائم ہے رہینگی - اور نارد کنڈ مین غوطہ لگا کر بدری ناتھ کی مورتی نکالی - راقم نے اُس جگہ کو دیکھا ہے وہان پر جیٹھ کے

مہینے مین اسقدر سردی تھی کہ پانی مین ہاتھ ڈالنا ناممکن تھا اور گنگا کی تیزی اور پانی
کا بھنور ایسا تھا کہ خیال مین بھی نہین آسکتا کہ کیسے کوئی شخص غوطہ لگائے گا - پھر سولہ
اور چھبیس برس کی عمر کے درمیان ایسے مشہور اور لائق پنڈت جیسے کہ منڈن مشر و
پربھاکر - و کمارل بھٹ وغیرہ کو مباحثہ مین جیت لیا اور تمام مندرون کو کہ جو غارت
ہوگیے تھے از سر نو قائم کیا - یہی حال راما نج - و نانک - و کبیر کا تھا - یہ لوگ نہ سیاہون
مین کام کرتے تھے نہ ان کے پاس روپیہ تھا نہ کوئی دنیوی سامان تھا نہ ان کا کوئی مددگار
تھا بلکہ ہر طرف سے مخالفت ہوتی تھی - سورداس نے نابینائی کی حالت مین ایک لاکھ
کے قریب بھجن سری کرشن جی کی بھگتی کے لکھے جو ہر شخص کی زبان پر اب تک مین تلسی داس
کو انکی زوجہ نے یہ کہکر کہ تم میرے اس ناپاک جسم پر فریفتہ ہو ویسے اگر تم سری رام
چندر جی کے اوپر فریفتہ ہو جاؤ تو تمہاری موکش ہو جاے ایسا بھگت اور گیانی
بنا دیا کہ اُن کے کلام کا ہر کہ ومہ پر اب تک اثر موجود ہے - زمانہ حال مین بھی
کیشب چندر سین و سوامی دیانند جی - و ایشور چندر دیا ساگر بھی بلا کسی دنیوی سامان
کے ایسے ہوے کہ جنھون نے ملک کی حالت مین کچھ نہ کچھ تغیر پیدا کر دیا - اس کی وجہ یہ تھی
کہ ان سب لوگون کو ایک بات کی دھن لگی تھی اور وہ اس دھن مین ازخود رفتہ
ہوگیے تھے اسی وجہ سے وہ لوگون کو اپنے ساتھ کھینچے لئے چلے جاتے تھے ادھر چونکہ
اس زمانے کے ریفارمرون اور جلسہ کرنے والون مین ایسی دھن کمتر ہے اس لئے
اُن کے کلام کا اثر بھی ویسا ہی ہے - ہر طرف سے یہی غل و شور سنائی پڑتا ہے کہ
دھرم کو بڑھاؤ دھرم کو بڑھاؤ - لیکن دھرم ویسے کا ویسا ہی کمزور و بیجان ہے پہلے
وقتون مین اتنا غل تو نہین سنائی دیتا تھا مگر دھرم کچھ نہ کچھ بڑھجاتا تھا وجہ یہ تھی کہ
جو دھرم کے بڑھانے والے تھے اُنھون نے پہلے خودی کو مٹا دیا تھا اپنی اصلاح
کر لی تھی تمام دنیا کو اپنا سمجھ لیا تھا اور پھر کمر باندھ کر اصلاح قومی کے میدان مین
کودے تھے - اسوقت جہان تک نظر ڈالی جاتی ہے ایسے آدمی نہ سادھوؤن مین
نظر آتے ہین نہ گرہستیون مین - سادھو بیچارے تو اپنے ہٹھون اور نزاع لفظی -
و دعوتون مین ایسے مشغول ہین کہ ان کو دوسرون کی بہتری کے سوچنے کی فرصت
ہی نہین ہے - گرہستیون مین جو بیچارے غریب و مفلس ہین اُن کو نہ پیٹ کی روٹی ہے

نہ تن کو کپڑا ہے اور تمام عمر پیٹ کے دھندون مین ہی پسنکر مرجاتے ہین - اوسط درجے کے لوگون کو اپنے تجارت و پیشہ - وافسوس کے ساتھہ کہا جاتا ہے کہ مقدمہ بازی و نزاعات سے اتنا وقت نہین ملتا کہ وہ آیندہ کی کچھ سوچین - وہ لوگ جو تعلیم یافتہ شمار کیئے جاتے ہین وہ بیچارے بھی ادھر اپنی روٹی کے فکر مین مصروف ہین اُدھر حال کی تعلیم نے اُنکو لوگون سے ایسا علیٰحدہ کر دیا ہے کہ منجملہ سیکڑون قومون کے جو ہندوستان مین ہین ایک قوم تعلیم یافتہ لوگون کی بھی ہوتی جاتی ہے کہ جس کو عوام سے بہت کم تعلق ہے رئیسون اور بڑے آدمیون اور راجاؤن کو بشتر عیش و عشرت سے فرصت نہین ملتی پس اگر صلاح قومی یا مذہبی نہ ہو تو کون تعجب کی بات ہے - اور جب تک اِن سب خرابیون کی جڑ دور نہ ہوگی یہان کے لوگ اپنے تئین اُس نقد دھرم کے مقلد اور اُس آتم کرپا کے مستحق اور اُس اکیر دلی کر رکھنے والی جو سوامی جی مہاراج نے کہین ہین نہ بنا دین گے اصلاح ملک کی امید نہین ہوسکتی - ہمارے تمام شاسترون کا اختتام اس بات پر ہے کہ وہی دیکھتا ہے جو مثل اپنے سب کو دیکھتا ہے - تمام دھرم کا لب لباب یہی رکھا گیا ہے - کہ ست کرد وہ کام دوسرون کے لیے کہ جس کو خود اپنے لیے کرنیکو تیار نہ ہو - عقلی دلائل و مباحثون کی کچھ حد نہین ہے - ہر فرقے اور ملت کی ہدایتین بھی علیحدہ علیحدہ ہین - ہر عاقل اپنی اپنی کہتا ہے - پس دھرم کی اصلیت کا جاننا بہت مشکل ہے لیکن اُس کا معیار یہ ہے کہ وہ شئے کہ جس پر تمام دنیا کے لوگون کو اختلاف نہ ہو اور جسکو سب بالاتفاق مانین وہی سچا ہے وہ دھرم وہ ہے کہ جو اوپر کہا گیا ہے اور اُسی کو ان لکچرون مین بھی ظاہر کیا گیا ہے - امید ہے کہ ان سے لوگون کو فائدہ ہوگا - دنیا دار لوگ اپنے فرائض کو بہتر طور پر ادا کرنا سیکھین گے - تعلیم یافتہ اپنے غیر تعلیم یافتہ بھائیون سے مغایرت کا پردہ اُٹھاوینگے سادھو سنیاسی نزاع لفظی و مٹھو شاگردون و دعوتون پر ہی اکتفا کرنا چھوڑ کر ملک کی بہتری مین مشغول ہون گے اور اپنے آتما کو سب کا آتما جانین گے - اگر ان لکچرون سے یہ منشا کچھ بھی پورا ہوگا تو گویا سوامی جی کی ایک زندہ اور دائمی یادگار قائم ہوگی !!

مضامین

(۱)

ویدمین لکھا ہے کہ ست ہی کی جے ہوتی ہے جھوٹ کی کبھی نہین یعنی سانچ کو آنچ نہین دروغ کو فروغ نہین جہان کہین دنیا مین دولت و اقبال ہے دھرم ہی اُسکا اصلی سبب ہے۔ ہندو کہتے ہین کہ لکشمی وشنو کی استری ہے اور وہ پتی برتا ہے یعنی جہان وشنو جی یعنی ست۔ راستی۔ ہون گے وہین لکشمی ہونگی۔ ایشور کو کسی شخص کا لحاظ نہین اقبال حدود جغرافیہ کا پابند نہین یعنی کسی مقام پر محدود نہین۔ جو لوگ یورپ اور امریکہ وغیرہ کے ترقی کو وہان کی سرد آب وہوا سے منسوب کرتے ہین (اور بعض اور ملکون کی پستی کو وہان کے حدود اربعہ سے متعلق بتاتے ہین) غلطی کرتے ہین۔ ابھی ہزار سال نہین ہوے انگلستان کے باشندے روسا وغیرہ مین بردے اور غلام بنے بکتے تھے۔ آج انگلینڈ اتنے بڑے بڑے ملکون کا راج کر رہا ہے۔ کیا انگلینڈ اپنے حدود اربعہ سے بھاگ کر کہین آگے نکل گیا ہے؟ پانسو سال پہلے امریکہ زمین کی اسی موقع پر تھا جہان آج ہے۔ لیکن اس عرصے مین وہان کے باشندونکی حالت مین تفاوت کا اندازہ لگائیے۔ روما۔ یونان۔ مصر۔ اور ہسپانیہ مین تو ہین جہان اُس زمانے مین تھے جبکہ تمام دنیا مین انکے علم وفضل کی دھاک تھی خوشحالی ملکون اور انسانون کا لحاظ نہین کرتی جو لوگ ست یا راستی پر چلتے ہین صرف اُنہین کی فتح ہوتی ہے۔ اور جب تک ست دھرم پر چلتے رہتے ہین اُنکی جے رہتی ہے۔

پیارے ناظرین معاف کرنا رام آپ کا ہے اور آپ رام کے ہین تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین۔ پورے پریم کے ساتھ سامنے آؤ جو کچھ ہم کہین گے محبت کے ساتھ کہین گے لیکن خوشامد نہین کرین گے محبت اس بات کی

مقتضی ہے کہ خوشامد نہ کرے - رام جاپان مین رہا امریکہ مین رہا یورپ کے بعض ملک دیکھے رام نے ہر جگہہ ست کی جے پائی - امریکہ جو ترقی پا رہا ہے وہ دھرم پر چلنے سے پا رہا ہے - دھرم پر کسیکا اجارہ نہین ہر جگہہ عمل مین آسکتا ہے دھرم دو قسم کا ہوتا ہے ایک نقد اور دوسرا اُدھار چنانچہ ایک مثل سنو ایک آدمی نے کچھ مال زمین مین دفن کر رکھا تھا اُسکے لڑکے کو معلوم ہو گیا اُسنے روپیہ کھود کر نکالا اور صرف کر ڈالا لیکن تول کر اُسیقدر وزن کے پتھر وہان چھوڑ دیے چند روز کے بعد جب باپ نے زمین کھودی اور روپیہ نہ پایا - تو رونے لگا کہ میری دولت کہان گئی لڑکے نے کہا کہ باباجان روتے کیون ہو آپ کو اُسسے برتاؤ مین تو لانا ہی نہ تھا اور رکھ چھوڑنے کو دیکھ لو اُتنے ہی وزن کے پتھر وہان موجود ہین -

برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

مذہبی لڑائیان اور رونے جو ہوتے ہین وہ نقد دھرم پر نہین ہوتے اُدھار دھرم پر ہوتے ہین نقد دھرم وہ ہے جو پس مرگ سے نہین بلکہ موجودہ زندگی سے تعلق رکھتا ہے - اور اُدھار دھرم اعتباری ہوتا ہے نقد دھرم یقینی - اُدھار دھرم کہنے کے لئے ہے - نقد دھرم کرنے کے لئے - وہ حصہ دھرم کا جو نقد ہے اُس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے ست بولنا اپنے جسم و جان کو تعلیم و تربیت دینا خود غرضی سے پاک ہونا - پرائے مال کو - پرائی عورت کو دیکھ کر حرام دل نہ ہونا - دنیا کے لالچ اور دھمکیون کے جادو مین آکر حقیقت اصلی (ذات مطلق) کو نہ بھولنا مضبوط دل اور مستقل مزاج ہوتا وغیرہ وغیرہ اس نقد دھرم پر کہین دو رائین نہین ہوسکتین - جھگڑے اُس دھرم پر کرتے ہین جو دبا کر رکھتے ہین - اُدھار کے دعوے مدعی پیشہ لوگون کو سونپ کر خود فرض موجودہ (نقد دھرم) پر چلنے والے عروج اور ترقی کو پاتے ہین اس بات کا عملی یقین اور ملکون مین جانے سے ہوا -

ہندوستان اور امریکہ مین کیا فرق ہے یہان دن ہے تو وہان رات ہے اور وہان دن ہے تو یہان رات ہے جن دنون ہندوستان کا ستارہ عروج

پر تھا امریکہ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا آج امریکہ عروج پر ہے تو ہندوستان کی پوچھ
نہین ہندوستان مین بازار وغیرہ مین بائین رخ چلتے ہین وہان دائین رخ۔
پوجا اور تعظیم کے وقت یہان جوتا اُتارتے ہین وہان ٹوپی ۔ یہان گھر و نمین
راج مرد ونکا ہے وہان عورتون کا اس ملک مین شکایت ہے کہ بیوہ ہی بیوہ ہین
اُس ملک مین کنواری عورتین زیادہ ہین ۔ اس ملک مین گدھا اور الو بیوقوفی
کی علامت ہین اُس ملک مین گدھا اور اُلو نیکی اور عقلمندی کی نشانی ہین ۔
اس ملک مین جو کتاب لکھی جاتی ہے اگر نصف کے قریب پچھلے بزرگون کے
حوالے سے نہ بھری ہو تو اُسکی قدر نہین ۔ اُس ملک مین کتاب کی کل باتین نئی نہون
تو اُسکی قدر نہین ۔ یہان کوئی کارآمد بات معلوم ہو جاوے تو اُسکو چھپا کر رکھتے ہین
وہان مطبع مین مشتہر کر دیتے ہین ۔ یہان مذہب پرستی بے انداز ہے وہان نقد دھرم
بہت ہے ۔ ہماری یہان اس بات مین بڑائی ہے کہ اور وںسے نہ ملین اپنے ہی ہاتھ
سے پکا کر کھائین سب سے الگ رہین ۔ وہان پر جتنا اوروں سے ملین اُتنی ہی قدر
ہے یہان پر غیر ملکون کی زبان پڑھنا کچھ معیوب سا مانا جاتا ہے ۔
(नपठेत् यावनी भाषा) وہان جسقدر غیر ملکونکی زبان سے واقفیت حاصل کرو اتنی ہی زیادہ
عزت ہوتی ہے ۔

جب رام جاپان کو جا رہا تھا تو جہاز پر امریکہ کا ایک عمر رسیدہ پروفیسر دوست
بنگیا وہ روسی پڑھتا تھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ گیارہ زبانین پہلے بھی
جانتا ہے اُس سے پوچھا گیا کہ اس عمر مین یہ نئی زبان کیون سیکھتے ہو ؟ جواب دیا
کہ مین جیالوجی (علم طبقات الارض) کا پروفیسر ہون روسی زبان مین جیالوجی پر
ایک نادر کتاب لکھی گئی ہے اگر اُسکا ترجمہ کر سکونگا تو میرے اہل ملک کو فائدہ
کثیر پہونچے گا ۔ اس لئے روسی زبان پڑھتا ہون ۔ رام نے کہا کہ اب تم موت کے
قریب ہو اب کیا پڑھتے ہو اب خدا کی خدمت کرو (प्रभु कृकार रो) مین
کیا دھرا ہے ؟ جواب دیا کہ بندون کی خدمت خدا کی خدمت ہے ۔ نیز اگر
بالفرض محال یہ کام کرتے دوزخ مین جاؤن تو جاؤن کچھ پرواہ نہین اگر مجھے جہنم کے دکھ
ملتے ہین تو ہزار جان سے قبول ہین بشرطیکہ بھائیون کو سکھ ۔ لا بد ۔ ملجا ے اس

زندگی مین لذت خدمت گذاری کا حق مین موت کے اُس پار کے ڈر سے نہین چھوڑ سکتا۔

ع
گذشتہ خواب و آیندہ خیال است
غنیمت دان ہمین دم را کہ حالل است

یہی نقد دھرم ہے۔ بھگوت گیتا مین بڑی خوش اسلوبی سے ارشاد ہے کہ کام تو کرتے ہی جاؤ لیکن پھل اور نتیجہ پر نگاہ مت رکھو۔

لارڈ مکالے کی دعا تھی کہ مین مرون تو کتب خانہ مین مرون۔ مرون تو یار کے کوچے ہی مین مرون۔ ع

دفن کرنا مجھکو اے یار مین
قبر بلبل کی بنے گلزار مین

مرین تو فرض ادا کرتے مرین۔ مسلح مرین۔ میدان کارزار مین مرین ہمت آنند۔ اوستھا کے ساتھ جان دین۔ ایک شخص باغ لگا تا تھا کسی نے پوچھا بڈھے میان کیا کرتے ہو تم اسکا پھل کھاؤ گے ایک پاؤن گویا پہلے ہی گور مین ہے کیا تمھین وہ فقیر کی بات یاد نہین ہے۔ ع

گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین ناصحا
آئے جب فردور مجھکو گورکن یاد آگئے

باغبان نے جواب دیا اورون نے بویا تھا ہمنے کھایا اب ہم بوئین گے اور کھائین گے۔ اسیطرح دنیا کا کام چلتا ہے۔ جتنے بزرگ ہو گئے ہین یعنی حضرت عیسیٰ وحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ کیا ان حضرات نے اُن درختون کا پھل خود کھایا جو وہ بو گئے۔ ہرگز نہین اِن بزرگون نے تو فقط اپنے جسمون کو گویا کھاد بنا دیا پھل کہان کھاے؟ جن درختون کا پھل صدیون کے بعد لوگ آج کھا رہے ہین وہ اُن رشیون کی خاک سے پیدا ہوتے ہین۔ یہی اصول مذہب کی اصل جان ہے یہی اُس پروفیسر کے عمل مین جو روسی زبان پڑھتا تھا پایا گیا۔

محنت سے عار نہین جسوقت رام جاپان سے امریکہ کو جارہا تھا جہاز مین کوئی ڈیڑھ سو لڑکے جاپانی تھے جنمین بعض امیرون کے گھر کے بھی تھے پر انمین شاید ہی کوئی ایسا تھا جو اپنے گھر سے روپیہ لیچلا ہو اکثر تو ایسے تھے کہ جہاز کا کرایہ بھی

انھون نے گھر سے ادا نہ کیا تھا کوئی اُن مین سے امیر مسافرون کے بوٹ صاف کرنے پر کوئی جہاز کی چھت دھونے وغیرہ پر نوکر ہو گیا تھا اور یون جہاز کا خرچ ادا کر رہے تھے دریافت کرنے سے اون کا یہ خیال پایا گیا کہ اپنی قوم کا روپیہ غیر ملکون مین جاکر کیون خرچ کرین - جہاز کا کرایہ بھی محنت کے ذریعہ سے ادا کرتے ہین - امریکہ مین جاکر اُن مین سے بعض لڑکے تو امیرون کے گھرون مین دن بھر محنت مزدوری کرتے تھے اور رات کو نائٹ اسکولون مین پڑھتے تھے اور بعض ریل کی سڑک پر بازارون مین روڑے کوٹنے پر یا کسی اور کام پر لگ گئے یہ لوگ گرمیون مین مزدوری کرتے تھے اور جاڑون مین کالج کی تعلیم پاتے تھے -

پئے علم چون شمع باید گداخت

اسی طرح پر سات آٹھ سال بسر اوقات کرکے اپنے دماغ کو امریکہ کر علم وہنر سے اور اپنی ہمیبون کو امریکہ کے روپیہ سے بھرکر یہ جاپانی اپنے ملک مین واپس آتے ہین - ہر جہاز مین بیسون اور کئی دفعہ سیکڑون جاپانی امریکہ وغیرہ کو جاتے رہتے ہین - ہزارہا بلکہ لکھوکھا جاپانی ہر سال جہازون مین جرمنی و امریکہ کو جاکر وہان سے علم لیکر واپس آتے ہین اسکا نتیجہ آپ دیکھ ہی رہے ہین پچاس سال ہوے جاپان ہندوستان سے بھی پست تھا آج یورپ سے بھی بڑھ گیا - تمہارا ہاتھ خوب گورا چٹا ہے اور اسکا خون بالکل صاف ہے اگر کلائی پر پٹی باندھ دوگے تو خون باقی جسم تک نہین پہونچے گا ہاتھ کا ہاتھ ہی مین رہیگا لیکن گندہ ہوجاے گا اور ہاتھ سوکھ جاے گا - پس جن ملکون نے یہ کہا کہ ہم ہی اچھے ہین ہم ہی بڑے ہین ہم ملیچھون یا کافرون سے کیون سروکار رکھین اور اپنے آپ کو الگ تھلگ کرلیا تو اونھون نے اپنے آپ پر گویا پٹی باندھکر اپنے تئین خود سکھالیا - مثل مشہور ہے -

بہتا پانی نرملا کھڑا سو گندا ہوے

آب دریا بہی تو بہتر   انسان روان رہی تو بہتر

اگر غور سے دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ جن ملکون نے ترقی کی سب وہ چلتے ہی رہنے سے کی سب امریکہ کے لوگون کی کیفیت دیکھئے ؟ تقریباً ۵۴ ہزار امریکن

روزانہ پیرس مین رہتے ہین گروہ کے گروہ آتے ہین اور جاتے ہین - کوئی ذراسی
اختراع وایجاد فرانس مین دیکھی تو جھٹ اپنے ملک تک پہونچادی - پرانے فنون
اور ہنر سیکھنے مین بھی کوئی فروگذاشت نہین - ہر موسم مین کوئی ۸۰ (اسی) ہزار امریکن
مصر کو آتے ہین - مینارون کو دیکھتے ہین ۴۰ (چالیس) فیصدی امریکن ساری دنیا
گھوم چکنے ہین - اسیطرح سے یہ لوگ جہان علم ہوتا ہے وہان سے لاکر اپنے ملک
مین پہونچا دیتے ہین جرمنی والون کی بھی یہی کیفیت ہے - امریکہ سے آتے وقت
رام جرمن جہاز پر سوار تھا - قریباً تین سو فرسٹ کلاس مسافر تھے انمین پروفیسر
ڈیوک - بیرن اور سوداگر لوگ شامل تھے دن کے وقت عموماً جہاز کے بالاترین
چھت پر جاکر رام بیٹھتا تھا تنہائی مین پڑھتا لکھتا تھا یا دھیان بیچار مین لگ جاتا تھا
لیکن جہاز کے اوپر کی چھت پر جرمن لوگ چڑھکر رام کو نیچے لاتے تھے اور رام کی
لکچر کراتے تھے - رام کو غیر ملک کا سمجھکر کا فر یا ملیچھ کا سلوک تو نہ تھا بلکہ یہ خیال تھا کہ
جتنا بھی علم اس غیر ملک والے سے ملسکتا ہے لے لین - اضلاع متحدہ مین سب سے
پہلا شہر جو رام نے دیکھا سیاٹل واشنگٹن ہے وہان واشنگٹن یونیورسٹی نے
ہندو فلسفہ پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا لکچر کے بعد ایک جوان پروفیسر سے ملاقات
ہوئی جو ابھی جرمنی سے واپس آیا تھا - رام نے پوچھا کہ جرمنی کیون گئے تھے اوسنے
کہا کہ علم نباتات اور علم کیمیا مین اپنی یونیورسٹی سے مقابلہ کرنے گیا تھا - اور
عام طور پر نتیجہ یہ سنا یا کہ دس سال کا عرصہ ہوا اہل جرمنی ہمسے بڑھکر تھے لیکن آج
ہم اُن سے کم نہین ہین - پیر شو پیا ہوز - جانفشانی کے ساتھ غیرون سے سیکھ
سیکھکر اُن لوگون نے ودیا (علم) کو پایا اور بڑھایا ہے -

یہ خیال صحیح نہین ہے کہ امریکہ کے لوگ ڈالر (روپیہ) کے غلام ہین بلکہ
ودیا کے پیچھے ڈالر خود آتا ہے - جو لوگ امریکہ والون کو یہ الزام لگاتے ہین کہ
اُن کا دھرم نقد دھرم نہین بلکہ نقدی دھرم ہے وہ یا تو امریکہ کی حقیقی حالت سے
واقف نہین یا بالکل بے انصاف ہین - کیلی فورنیا (California) مین
ایک عورت نے اٹھارہ (۱۸) کروڑ روپیہ دیکر ایک یونیورسٹی قائم کی اسیطرح
علم کے بڑھانے پھیلانے کے لئے کرورون روپیہ کا دان دیا جاتا ہے ہندوستان

کی برہم وویا کی وہان یہ قدر ہے کہ جیسا ویدانت امریکہ مین ہے ویسا عملی ویدانت ہندوستان مین آجکل نہین ہے۔ مگر گو اُن لوگون نے ویدانت کو پچا لیا ہے اور اپنے جسم و جان مین داخل کر لیا ہے لیکن ہندو نہین بن گئے ویسی ہی ہم ان کے علوم وفنون کو پچا کر بھی اپنی قومیت قائم رکھ سکتے ہین۔ درخت باہر سے کھاد لیتا ہے مگر خود کھاد نہین ہو جاتا باہر کی مٹی پانی ہوا روشنی کو کھاتا ہے اور ہضم کرتا ہے لیکن مٹی پانی ہوا وغیرہ نہین ہو جاتا جاپانیون نے یورپ اور امریکہ کے علوم وفنون پچائے لیکن جاپانی ہی بنے رہے۔ دیوتاؤن نے اپنے کچ کو راکشسون کے یہان بھیجکر اُن کی جان بخش وویا سیکھ لی لیکن اس سے راکشس نہین ہو گئے اسیطرح تم یورپ و امریکہ جاکر اُن کے علم سیکھنے سے غیر ہندو یا غیر ہندوستانی نہین ہو سکتے جو لوگ علم کو جغرافیہ کی حدبندی مین ڈالتے ہین "کہ! یہ ہمارا علم ہے وہ غیر لوگون کا علم ہے۔ غیر لوگون کا علم ہمارے یہان آنے مین گناہ ہوگا۔ اور ہائے! ہمارا علم اور لوگ کیون لیجائین" ؟ اس خیال کے لوگ اپنے علم کو جہالت مطلق مین بدلتے ہین۔

اس کمرے مین روز روشن ہے۔ یہ روشنی نہایت دل پسند اور سہانی ہے۔ اگر ہم یہ کہین "یہ ہماری روشنی ہے۔ ہائے کہین باہر کی روشنی سے ملکر ناپاک نہ ہو جائے! اور بدین خیال اپنی روشنی کی حفاظت کرتے ہوئے چلمین گرا دین پردے ڈال دین۔ دروازے بند کر دین کھڑکیان لگا دین۔ روشندان بند کر دین۔ تو ہماری روشنی ایکدم کافور ہو جائیگی۔ اندھیرا ہی اندھیرا پھیل جائے گا۔ ہائے! ہم لوگون نے ہندوستان مین یہ غلط پالیسی کی چال کیون اختیار کی!

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر

گھسکر خود تو خار ہو جانا اور ملک کو خارستان کر دینا حب وطن نہین ہے عموماً ایک ہی قسم کے درخت جب اکٹھے گنجان جھنڈون مین اُگتے ہین تو سب کمزور رہتے ہین ان مین سے کسی کو ذرا الگ بُو دو تو بہت مضبوط اور قد آور ہو جاتا ہے یہی حال قومون کا ہے۔ کشمیر کے بابت کہتے ہین۔ شعر

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

لیکن وہ کشمیری لوگ جو اپنے فردوس کو چھوڑنا گناہ سمجھتے ہین۔ کمزوری۔

نا داری وجہل مین ضرب المثل ہو رہے ہین اور وہ بہادر ان کشمیری پنڈت جو
اس پہاڑی فردوس سے باہر نکلے گویا سچ مچ فردوس مین آگئے اُنھون نے جہان
گئے باقی ہندوستانیون کو ہر بات مین مات کر دیا - اور اُن مین سے سب
اعلیٰ اعلیٰ عہدون پر ممتاز ہین - جب تک جاپانی جاپان مین بند رہے کمزور و پست
تھے جب غیر ملکون مین جانے لگے ہوا لگی مضبوط ہو گئے - یورپ کے غریب
نادار اور عموماً ادنیٰ لوگ جہازون پر سوار ہو کر امریکہ جا بسے اب وہ لوگ دنیا
کی سب سے قوی طاقت ہین چند ہندوستانی بھی باہر گئے - جب تک اپنے ملک مین
تھے کچھ پوچھ نہ تھی - اور ملکو نمین گئے اُن بڑھی قومون مین بھی اول درجے مین
شمار ہوے ناموری حاصل کی -

۱ پانی نہ بہے تو بو آئے
خنجر نہ چلے تو مورچہ کھائے

۲ گر سے بڑھا مہر و مہ کا سایا
گردش سے فلک نے اوج پایا

جیسے درخت سب رکاوٹون کو کاٹ کر اپنی جڑین اُس طرف بھیج دیتا ہے
جدھر پانی ہو اسیطرح - امریکہ - جرمنی - جاپان - انگلینڈ کے لوگ سمندرون کو چیر کر
پہاڑون کو کاٹ کر روپیہ خرچ کر کے ہر طرح کی تکلیفین جھیل کر وہان وہان پہونچے
ہین جہان سے تھوڑا بہت خواہ کسی قسم کا کچھ بھی علم میسر ہو سکا - یہ ایک باعث ہے
اُن ملکون کی ترقی کا - اب اور سنئے -

ایک جاپانی جہاز مین چند ہندوستانی لڑکے سوار تھے جہاز مین جو اس درجے
کے مسافرون کو کھانا ملتا وہ خاص وجہ سے اُنھون نے نہین لیا - ایک غریب جاپانی لڑکے
نے دیکھا کہ یہ ہندوستانی بھوکے ہین سب کے لئے دودھ اور پھل وغیرہ خرید کر لایا
اور سامنے رکھ دیا ہندوستانیون نے پہلے تو انکار کیا جیسے ہندوستانیون کا عام
دستور ہے بعد کو کھا لیا جب جہاز سے اُترنے لگے تو شکریہ کے ساتھ قیمت اُن
چیزون کی دینے لگے جاپانی نے نہین لی لیکن رو کر التجا کرنے لگا کہ جب ہندوستان مین
جاؤ گے تو کہین یہ خیال نہ پھیلا دینا کہ جاپانی لوگ ایسے نالایق ہین کہ اُن کے جہازون

جاپانی اخلاق

ادنیٰ درجہ مین غیر ملک کی مسافرون کیلئے کھانے پینے کا انتظام خاطر خواہ نہین ہی۔ ذرا
خیال کیجے گا ایک غریب مسافر لڑکا جسکا جہاز کے ساتھ کوئی تعلق نہین وہ اپنی جان کا
پیسہ قربان کرر ہا ہے کہ کہین کوئی اُسکے ملک کے جہازران کو برا نہ کہی۔ یہ لڑکا اپنی تئین
علیحدہ ہستی نہین مانتا۔ ساری ملک کی ہستی کو عملی طور پر اپنی ہستی جان رہا ہی۔ کیا محبت ہی!
کیا جان نثاری ہی! یہی عملی وحدت یہی نقد دھرم اس عملی توحید کے بعد اور کوئی صورت
فلاح و بہبودی نہین ہے

مرنا بھلا ہی اُسکا جو اپنے لیئے جئے — جیتا ہی وہ جو مرچکا انسان کیلئے!

آپ کو یاد ہوگا کہ جاپان مین جب ضرورت پڑی کہ روسیون کی تاخت کو روکنے
کیلئے کچھ جہاز سمندر مین غرق کئے جائین مکاڈو نے کہا کہ مین رعیت مین کسیکو مجبور نہین
کرتا لیکن جنکو ایسے جہازون کے ساتھ غرق ہونا منظور ہی خود درخواست کرین اور عرضیان
پیش کرین ہزارون عرضیان ضرورت سے زیادہ ایکدم آگئین اب انتین انتخاب کی ذرا
دقت تھی۔ اسپر جاپانی جوانون نے اپنے بدنون سے خون نکالکر خون کی لکھی ہوئی درخواستین
حاضر کین کہ جلدی منظور ہو جائین آخر خون کی عرضیون کو ترجیح دی گئی۔ جب جہازونکے
ساتھ یہ لوگ غرقاب ہو رہے تھے۔ تو ان مین اگر چاہتے بعض تو اپنی جان بچا سکتے تھے
کسی نے کہا! کپتان صاحب! آپ کام تو کر چکے اب جان بچا کر جاپان چلے جاؤ۔
تو موت کی ہنسی اُڑاتے ہوے کپتان نے حقارت سے جواب دیا: کیا میننے واپس
جانے کیلئے یہان آنے کی عرضی دی تھی۔ ع۔ اینجا جز اینکہ جان بہ سپارند چارہ نیست
مردانگی کا درجہ وہ نہین ہے کہ واپس لوٹا جاے۔ مصرع
شمشیر یدھا پیرتا ہے وقت رفتن آب مین
یہ ہے نقد دھرم۔ یہ ہے عملی توحید۔

नै नछिं दं ति शा स्त्राणि नै नं द हति पा व का

مجھکو کاٹے کہان ہی وہ تلوار؟ — داغ دے مجھکو ہے کہان وہ نار؟
غرق مجھکو کرے کہان پانی؟ — بادمین تاب کب ہے کھانے کی؟
موت کو موت آنہ جائیگی؟ — قصد میرا جو کرکے آئیگی؟

عملی تحقیقات کے لئے زندہ انسان کی جراحت کی ضرورت پڑی امریکہ

مین نوجوان اپنی چھاتیان کھو لکر حاضر ہو گئے کہ لو کاٹو ہمین چیرو۔ انچہ انچہ کرکے ہماری جان جائے۔ واہ ری ہکیشن (جراحت زندہ) ہزار بار مبارک ہے۔ اگر اس سے علم کو ترقی ہو اور دوسرون کا بھلا ہو۔ اب اسے ہم پریم کہین یا بہادری؟ یہ درا صل نقد دھرم اور عملی ویدانت ہے!

امریکہ کے پریسیڈنٹ ابراہم لنکن کا تذکرہ ہے کہ ایک مرتبہ اپنے مکان سے دربار کو آرہا تھا راستے مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک سؤر دلدل مین پھنسا ہوا نیم جان ہو رہا ہے بہت ہی زور کر رہا ہے مگر کسیطرح نکل نہین سکتا درد سے کراہ رہا ہے پریسیڈنٹ سے دیکھا نہ گیا سواری سے اُتر کر سور کو باہر نکالا اور اسکی جان بچائی تمام لباس پر کیچڑ کے چھینٹے پڑ گئے لیکن پرواہ نہ کی اور اُسی حالت سے دربار مین آیا لوگون نے پوچھا جب وہ قصہ معلوم ہوا تو سب نے بڑی تعریف کرتے ہوے کہا کہ آپ بڑے رحم دل اور خدا ترس ہین۔ پریسیڈنٹ نے کہا کہ بس بس زیادہ نہ بولو مین نے رحم وہم کچھ نہین کیا مرض متعدی کیطرح اُس سور کے درد نے مجھ مین اپنا اثر پیدا کیا پس مین تو فقط اپنا درد دور کرنے کے لیئے اُس سور کو نکالنے گیا تھا۔ واہ کیسی محبت عالمگیر ہے کیسی وحدت ہمدردی ہے۔ ع خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلیٰ کی جو لی

پتی کو پھول کے لگا صدمہ نسیم کا
شبنم کے قطرے آنکھ سے اُسکی ٹپک پڑے

زندہ مذہب (نقد دھرم) کی روح یہ ہے کہ تم سارے ملک کے وجود (آتما) کو اپنا وجود (آتما) سمجھو یہ مذہب کی جان جن ملکون مین عملاً ہے وہ ترقی کر رہے ہین۔ جن قومون مین یہ نہین وہ گر رہے ہین۔ اپنے ملک کی بابت ایک بات بڑے درد سے کہنی پڑے گی۔ ان دنون ہانگ کانگ مین سکھو نکی فوج ہے اسکے پہلے پٹھانون کی فوج تھی ہانگ کانگ مین سکھون کو (ہمین ٹھیک یاد نہین) شاید ایک پونڈ فی کس مشاہرہ ملتا ہے اور عام فوجی سکھون کو اس سے بھی کم شاید دس روپیہ ماہوار (دو تہائی پونڈ) ملتا ہے ہانگ کانگ مین پٹھانون کو گورون کے برابر فی کس شائد تین تین پونڈ ملتا تھا جنگ چین کے موقع پر جب سکھ لوگ وہان گئے تو پٹھانون کی یہ چند سے بھی زیادہ تنخواہ نہین ناگوار گذری برٹش پارلیمنٹ کے یہان عرضیان پیش کین کہ پٹھانون کو جو تین تین

پاؤ بھر ملتا ہے کیون نہین ہمین آجکل کے دو تہائی پاونڈ کے بجاے ایک پورا پونڈ ماہواری دیا جاتا اور ہمین اُن کی جگھ بھرتی کیا جاتا ؟ اِن درخواستون کے خانگی اور بیرونی، گورنمنٹون کے یہان پھرنے گھومنے کے بعد پٹھانون سے پوچھا گیا کہ کیا تم لوگون کو بجاے تین کے ایک پونڈ مشاہرہ لینا منظور ہے ؟ ایک پٹھان نے بھی قبول نہ کیا۔ پس کل کی کل فوج پٹھانون کی موقوف کی گئی۔ سب پٹھان بے روزگار ہو گئے بھولے سکھون نے اتنا نہ دیکھا کہ آخر یہ پٹھان بھی ہمارے ہی ملک کے ہین۔ درد نہ آیا کہ انکا رزق مارا گیا رحم نہ آیا کہ بھائیون کا گلا کٹ گیا۔ ہاے رشک اور ملکی پھوٹ ! یہ بھو کون مرتے پٹھان تلاش روزگار مین افریقہ گئے اور سومالی لینڈ کے مُلّا کے ساتھ ہو کر اُنھین سکون سے لڑے ! اس لڑائی مین بغیر لڑے آب وہوا کی سختی وغیرہ ہی سے سکھون کا وہ حال ہوا کہ الٰہی توبہ ! لقوے ہو گئے۔ گردنین ڈھلگئین۔ بدن سوکھ گئے۔ تپ وغیرہ نے نڈھال کر دیا۔ سچ کہا ہے جو اورون کی موت کی تدبیر کرتا ہے وہ اپنی ہی تدابیر سے مرتا ہے۔ کردنی خویش آمدنی پیش۔ چاہ کندہ را چاہ درپیش۔ جو آدمی خندق کھودتا ہے وہ خود گریگا۔ جاپان مین ایک ہندوستانی لڑکا تعلیم پاتا تھا۔ علم جرثقیل کی ایک کتاب لائبریری سے رعایتاً لیگیا باقی عبارت یا اُسکے مطلب کو تو اپنی کاپی پر اُتار لیا لیکن مشینون نکے نقشون یا تصویرون کی نقل نہ کرسکا اب یہ نہ سوچا کہ اور طالب علم بھی اس کتاب سے فائدہ اُٹھانیوالے ہین۔ یہ نہ خیال کیا کہ اس حرکت سے میرا ملک بدنام ہوگا جھٹ کتاب سے وہ اوراق جن پر تصویرین تھین پھاڑ لئے اور کتاب واپس کر دی کتاب ضخیم تھی بھید نہ کھُلا۔ لیکن چھپے کیسے سانچ بھی کبھی چھپا ہے ؟ ایک روز ایک جاپانی طالبعلم اُسکے کمرے مین آیا میز پر اُس کتاب کے اوراق پڑے تھے دیکھکر اُس نے افسر کو اطلاع کر دی اور وہان قانون ہو گیا کہ اب کسی ہندوستانی لڑکے کو کوئی کتاب نہ دیجاے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے ایک تو آپنے اُس جاپانی لڑکے کی بات سنی جو جہاز پر ہندوستانی لوگون کے لئے کھانا لایا تھا اور ایک اس ہندوستانی لڑکے کی کیفیت دیکھی۔ جاپانی اپنے ہیچ کا سب کچھ دیدینے کو حاضر ہے کہ ملک پر دھبا نہ آجاے اور ہندوستانی نیچ کا بھلا چاہتا ہے سارا ملک پڑا بدنام ہو۔

ہاتھ یہ نہین کہ سکتا کہ مین اکیلا یا علیحدہ ہون میرا خون اور ہے اور سارے جسم کا خون اور ہے اس غیر بینی (بھید باد) سے یہ خیال پیدا ہوگا کہ "ہاے! کماؤن تو مین اور سارا جسم کیون کھا جاے!" اِس خود غرضی کو پورا کرینگی صرف ایک ہی صورت ہوسکیگی وہ یہ ہے کہ روٹی جو کمائی ہے بجاے سارے جسم کے لئے منہ مین ڈالنے کے ہاتھ اسے اپنی ہتیلی پر باندھ لے یا ناخونون مین گھسیڑ لے۔ پر کیا یہ خود غرضی کی ایسی کارآمد ہوگی؟ البتہ ایک صورت اور بھی ہے کہ شہد کی مکھی یا بھڑ سے ہاتھ اپنی انگلیان ڈسوالے اسطرح سارے جسم کو چھوڑ کر خود اکیلا ہاتھ بہت موٹا ہو جائیگا پر یہ فربہی تو سوجن ہے بیماری اسطرح جو لوگ قوم کا بھلا اپنا بھلا نہین سمجھتے اپنی ذات خاص کو قوم کے وجود (آتما) سے جدا مانتے ہین ایسے خود غرضون کو سواے سوجن بیماری کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا۔ ہاتھ وہی مضبوط اور طاقتور ہوگا جو کان ناک آنکھ پیر وغیرہ سارے جسم کی آتما کو اپنی آتما مانکر عمل کرتا ہے۔ اور آدمی وہی پھلے پھولے گا جو ساری قوم کی جان کو اپنی جان مانتا ہے۔

امریکہ مین پہلا تعجب کا ماجرا یہ دیکھا گیا کہ ایک جگہ خاوند تو پروٹسٹنٹ کا تھا اور عورت رومن کتھلک۔ دل مین خیال آیا کہ اس قسم کے اختلاف مذہب والے لوگ ہمارے ہند مین مثلاً (آریہ سماجی اور سناتن دھرمی) تو ایک محلہ مین مشکل سے کاٹتے ہین۔ ان لوگون کی ایک گھر مین کیسی گذرتی ہوگی دریافت سے معلوم ہوا کہ بڑے پیار سے رہتے سہتے ہین۔ اتوار کے روز خاوند پہلے عورت کو اسکے رومن کتھلک گرجا مین ساتھ جاکر چھوڑ آتا ہے ازان بعد خود اپنے دوسرے گرجا مین جاتا ہے خاوند سے بات چیت ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ جی! میری بیوی کے مذہب کا سوال تو اسکے اور خدا کے درمیان ہے مین کون ہون دخل در معقولات دینے والا؟ میرے ساتھ اُسکا حساب بالکل پاک ہے! خدا کے ساتھ اپنے سودے کی وہ جانے۔

امریکہ مین اتحاد ملکی کے سامنے اختلاف مذہبی کی کچھ حقیقت نہین۔ ہندوستان کا آریہ سماجی۔ سکھ ہو۔ مسلمان ہو۔ عیسائی ہو۔ امریکہ مین ہندو ہی کہلاتا ہے۔ اُن کے دلون مین وحدت ملکی اسقدر سما رہی ہے کہ وہ ہمارے

امریکہ کا دستور عام
[illegible]

یہان کے ایسے بھاری مذہبی تفرقون کو نظر انداز کرتے کچھ دیر نہین لگاتے۔
ہندوستان کے بعض فرقون کے لوگ اگر یہ جانتے کہ انجام کار اور مہذب
ملکون مین ہمکو ہندو ہی کہلانا ہے تو ہندو لفظ پر اتنے جھگڑے نہ کرتے اور
اس نام سے اسقدر عار نہ مانتے۔

ایک باعث اُس ملک کے زبردست ہونے کا یہ بھی ہے کہ وہان
برہمچریہ ہے (عصمت) طاقت انسانی کو زائل نہین ہونے دیتے عموماً بیس
(۲۰) برس تک تو لڑکے یا لڑکی کو خیال بھی نہین آتا کہ بیاہ کیا چیز ہے اسکا
ایک سبب بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ لڑکے لڑکیان بچپن سے اکھٹے کھیلتے کودتے
ایک چھت کے نیچے پڑھتے لکھتے اور ساتھ ساتھ رہتے سہتے ہین اور پھر پہلو
بہ پہلو کالجون مین تعلیم پاتے ہین بدین وجہ آپسمین بھائی بہن کا سا رشتہ
پیدا ہو جاتا ہے اور دل عفت اور پاکیزگی سے بھرے رہتے ہین وہان لڑکیان
بلحاظ جسم لڑکون کے برابر مضبوط ہوتی ہین اس لئے جوانی مین انکی
اولاد بھی طاقتور ہوتی ہے مرد اگر مضبوط ہے اور عورت کمزور ہے تو اس کا اثر
قریباً نصف کے اولاد پر ہوگا۔

ایک مرتبہ جھیل (لیک جینوا) کے کنارے پر رام رہتا تھا ایک تیرہ
سال کی لڑکی جھیل مین تیرتے تیرتے تین میل تک چلی گئی کشتی پیچھے پیچھے تھی
مبادا ڈوبنے لگے تو مدد کیجائے مگر کہین مدد کی ضرورت نہ پڑی جب لڑکیون
کا یہ حال ہے تو بعد مین اُن کی اولاد کیون قوی نہ ہوگی۔ اور جب بدن مین
صحت ہے تو دلون مین صحت یعنی پاکیزگی کیون نہ ہوگی اور ان کے برہم
چریہ کی یہ بھی ایک وجہ ہے۔ کمزوری سے پاپ ہوتا ہے بدبختی [illegible] کی
ہوتی ہے معدہ صحت مین نہ ہو تو خواہ مخواہ کی چنتا اور فکر دامنگیر رہتی ہین
جب صحت درست نہین ہے تو بات بات مین غصہ آتا ہے۔ وید مین لکھا ہے
کہ کمزور اس آتما کو نہین جان سکتا۔

नाय मात्मा बलहीनेन लभ्य

کمزور کی دال ایشور کے گھر مین بھی نہین گلتی جس کے [illegible] جسمانی او[illegible]

روحانی بل (یا طاقت) نہین ہے وہ برہم چریہ کو کب قائم رکھ سکتا ہے ؟ -

وہان کالجون مین کیا کیفیت ہے بی اے - ایم اے اور ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری تک جسمانی تعلیم ساتھ دیجاتی ہے - جنگی تعلیم اور زراعت - لوہار - بڑھئی یمعمار کا کام برابر سکھلایا جاتا ہے -

آدمی کے اندر تین بھاری محکمے ہین - ایک کرم آندریہ دوسرا گھیان اندریہ اور تیسرا انتھکرن - ان کو ہارے والے تین لفظون سے تعبیر کرسکتے ہین - ہینڈ ہیڈ اور ہارٹ - گیان اندریون (حواس خمسہ) سے باہر کا علم اندر جاتا ہے - اور باہر کی اشیا اندر اثر کرتی ہین - کرم اندریون مثل ہاتھ پیر سے اندر کی طاقت باہر اثر کرتی ہے کرم اندریہ - وگھیان اندریہ - اگر تناسب نشو نما اور ترقی پاوین تو بہتر ہے - اگر باہر سے علم ٹھوستے جاوین اور اندر کے علم وطاقت کو باہر نہ نکالتے رہین تو حالت وہ ہوجاتی ہے کہ آدمی کھاتا تو رہے لیکن اسکے بدن سے اخراج نہ ہوسکے - اس کا نتیجہ ہوگا عقلی بدہضمی اور روحانی قبض یہ تعلیم نہین ہے بیماری ہے - امریکہ مین یونیورسٹی کی تعلیم کا یہ مقصد اور غرض ہے کہ ملک کی چیزین کام مین لائی جاوین زمین - معدنیات - نباتات اور اجناس وغیرہ کا استعمال اور زیادہ قیمتی بنانا معلوم ہوجاے - جتنے فنون سکھلاے جاتے ہین براہ راست کارآمد اور مفید مطلب کوئی لڑکا بے فایدہ کمسٹری نہین پڑھیگا اگر اس کو اس علم کیمیا کو استعمال مین لانیکا ہنر مثل کیمیکل انجینرنگ وغیرہ بھی ساتھ نہ سیکھنا ہو -

ایک مذہبی کالج مین رام کا لکچر ہوا - لکچر کے بعد کالج کے لوگون نے اپنی جنگی قواعد دکھلائی اور کالج کے جنگی نعرون وغیرہ سے لکچرر کی سلامی کی - رام نے پوچھا یہ کیا ؟ مذہبی تو کالج اور جنگی تعلیم ! پرنسپل صاحب نے جواب دیا مذہب کے معنی ہین جسم وجسمانیت کو صلیب پر چڑھا دینا - خودی کو مٹا دینا - جان کو ملک کی خاطر ہتیلی پر اٹھاے پھرنا اور یہ جانثاری اور سچی بہادری کی روح جنگی تعلیم سے آتی ہے -

اب نرم دلی اور پاک باطنی (انتھکرن کی شدہی) کے تعلیم کی کیفیت دیکھئے - کہ ایک یونیورسٹی مین رام گیا جو طالب علمون اور استادون

کی کمائی سے چل رہی تھی۔ طالب علم وہان فیس وغیرہ کچھ نہین دیتے علاوہ اور تعلیم کے پروفیسرون کے زیر اہتمام کالج کی زمین پر یا میشنون پر کام کرتے ہین۔ پروفیسر ایجاد و اختراع کرتے ہین اور کرنا سکھلاتے ہین۔ زمین کی انوکھی ڈھنگ کی نرالی پیداوار نئی کاری گری کی آمدنی سے سب اخراجات ادا ہوتے ہین۔ رام کی موجودگی مین ایک کمرے مین طالب علمون کی آپس مین تکرار ہوئی پریزیڈنٹ کے پاس مقدمہ گیا پریزیڈنٹ نے اس کمرے مین سب کام بند کرادیا پیانو باجا بجانا شروع کرادیا ۱۵ منٹ مین مقدمہ فیصل ہوگیا یعنی خود بخود صلح ہوگئی۔ واہ! جن کے اندر شانت رس بھرا ہے باہر کی موسیقی ان کے اندر کی صلح اور امن کو اکسانے کیلئے کافی بہانہ ہے اور کیا انتظام ہے ہوا مین ستوگن بھر دیا۔ دلون کی کھٹ پٹ آپ ہی رفع ہوگئی۔

شگاگو یونیورسٹی کے ایک انڈر گرایجویٹ نے رام کے فلسفہ پر چند لکچرون کے نوٹ لئے اور تھوڑے دنون مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کے بعد ان کی ایک کتاب بنا کر یونیورسٹی مین پیش کی۔ اس طالب علم کو ایک جماعت کی ترقی فی الفور دی گئی۔ یہ نہین دیکھا کہ آیا کہ اس طالب علم نے مل اور ہمیلٹن وغیرہ کی کتابون سے اپنے دماغ کو لیٹر بیگ بنایا ہے کہ نہین بے شک اصلی تعلیم کا معیار یہ ہے کہ ہم اندر سے کسقدر علم باہر نکال سکتے ہین یہ نہین کہ باہر سے کسقدر اندر ڈال چکے ہین۔

رام ایک دفعہ وہان کوہستان شاستا کے جنگلون مین رہتا تھا۔ کچھ آدمی ملنے آئے انکے ساتھ ایک بارہ برس کی لڑکی تھی۔ سب رام کے اپدیش بغور سنتے رہے۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے لڑکی الگ جا کر بیٹھ گئی۔ جب واپس آئی تو ایک کاغذ پیش کیا۔ یہ کیا تھا؟ رام کا کل اپدیش جسے وہ کل انگریزی نظم مین پرو لائی۔ بعد مین یہ پوتھی وہان کے اخبارون مین چھپ بھی گئی۔ بچون کی یہ ذہانت اور لیاقت انکو آزاد رکھنے کا نتیجہ ہے۔

انسان خواہ بچہ ہو خواہ بزرگ "حیوان ناطق" کہلاتا ہے ان دو اجزا مین نطق تو سوار ہے اور حیوانیت گویا سواری کا گھوڑا۔ جب ہم بچون کی نطق کو
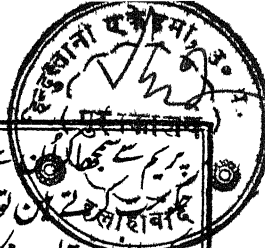
پریم سے سمجھا کر اُن سے کام نہین لیتے بلکہ زجر و توبیخ جھڑک ملامت سے اُن پر حکومت کرتے ہین تو یہ گویا حیوانیت کے گھوڑے کو لاٹھی کے زور سوار (النطق) کے رانون تلے سے نکال لیجانا ہے ایسی حالت مین بچہ کے اندر والے کو غصہ کیون نہ آئے۔ بچون کو ڈانٹنا اِن مین اُس جزو کی ہتک کرنا ہے جس کے بدولت انسان اشرف کہلاتا ہے۔ جبر ملامت کرنا ان کے اندر بیٹھے بزرگ کی توہین ہے۔ بلا سمجھائے یا وجہ تبلائے بچے پر حکم بھی نافذ کرنا کہ ایسا مت کرو ویسا مت کرو اُسے وہ کام کرنیکی تحریک بالواسطہ کرنا ہے: جسوقت خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمایا کہ فلان درخت کا پھل مت کھانا تو اُسی روک کے باعث حضرت آدم کے دل مین خیال پیدا ہوا۔ اُس باغ جنت مین ہزارون درخت تھے لیکن جب قید لگائی کہ یہ نہ کھانا تو خواہ مخواہ اُس کے کھانیکی خواہش پیدا ہوئی۔ بہت ہی ضروری اشتہارونکا اخبارون مین یہ عنوان ہوتا ہے: "اسکو مت پڑھنا"

کسی شخص نے ایک فقیر سے منتر چاہا مہاتما نے منتر تبلا کر کہا کہ تین مالا جپنے سے منتر سدھ ہوجائیگا مگر شرط یہ ہے کہ خبردار مالا جپتے کہین بندر کا خیال نہ آنے پائے۔ تھوڑے تجربہ کے بعد وہ بیچارہ فقیر سے آکر کہنے لگا: پیرو مرشد! بندر میرے تو کہین خواب مین بھی نہ تھا لیکن آپ کے خبردار کرنے سے ابتو بندر کا خیال مجھے چھوڑتا ہی نہین یہ اثر معکوس والی اُستادی کا ڈھنگ امریکہ مین نہین۔ بچون کی تعلیم وہان کنڈرگارٹن (گلزار نونہال) کے طریق پر ہوتی ہے: اُستاد بچون کے ساتھ کھیلتے کودتے ناچتے پڑھاتے چلے جاتے ہین۔ اور بچے دل لگی کے طور پر کمال حاصل کرتے جاتے ہین۔ مثلاً لڑکون کو جہاز کا سبق دینا ہے ایک ایک لکڑی کا جہاز بنا ہوا ہر لڑکے کی کرسی کے آگے رکھا ہوا ہے اور بانس کی پھانکین وغیرہ پاس دھری ہین جس سے نیا جہاز بن سکے۔ بچون کے ساتھ ملے ہوئے اُستادیا اُستانیان کہتی ہین ہم تو جہاز بنادین گے۔ ہم تو جہاز بنادین گے۔ بچے بھی دیکھا دیکھی کہنے لگتے ہین۔ ہم بھی جہاز بنادین گے۔ ایلو سب بیٹھ گئے ایک لڑکے نے جہاز بنادیا۔ وہ دوسرا ابھی کامیاب ہوگیا

پھر تیسرے نے بنالیا - جسکو ذرا دیر لگی اور بچون نے یا اُستانی نے مدد دی پھر بچون نے بڑے شوق سے اُستانی سے خود سوال کرنے شروع کئے - اس حصے کا کیا نام ہے - وہ حصہ کیا کہلاتا ہے - یہ کیا ہے - وہ کیا ہے ؟ اُستانی مستول وغیرہ سب کا حال و نام بتلاتی جاتی ہے اور بچے جہاز کے متعلق سب باتین گویا خود سیکھ گئے ہمارے یہان لڑکے پڑھتے ہین کیل - کیل - معنی جہاز کی پینیدی - سرپین کیل ٹھگ گئی - مگر لڑکے کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیل کیا چیز ہے - وہان بستے (پدارتھ) سے واقفیت پہلے کرائی جاتی ہے نام (پد) پیچھے بتلایا جاتا ہے یہان پد (نام) پہلے یاد کراتے ہین - پدارتھ (بستے) کا خواہ ساری عمر پتا نہ لگے - وہان بچے سوال کرتے ہین (جیساکہ بچون کا سب جگہ دستور ہے) اور استاد کا کام ہے اُن کو پورے پورے جواب دیتے جانا - یہان اتنے بڑے اُستادون کو شرم نہین آتی ننھے ننھے بچون کو سوال پوچھ پوچھ کر حیران کرتے ہین - پڑھنا وہ کیا ہے جس سے لذت روحانی نہ ہو - یہان بچون کی مارے دہشت کے اُستاد کو دیکھ جان جاتی ہے وہان بچون کی جو محبت اُستادون سے ہی مان باپ سے نہین - جو خوشی اسکول مین ہے گھر مین نہین - اسکولون مین ٹان فیس نہین لیجاتی اور کتابین سب کو مفت دیجاتی ہین -

اب دوکانون کی حالت ملاحظہ ہو

شگاگو مین رام ایک دوکان پر مدعو ہوا جس کے فرش کا رقبہ ایک تہائی غازی پور سے کم نہ ہوگا اور دوکان کے نیچے اوپر پچیس منزلین تھین جس منزل پر جانا ہو بالاکش (ایلیویٹر) جھٹ لیجائین گے ہر منزل مین نئی قسم کا مال بھرا ہوا تھا کروڑون کے گاہک روز آتے ہین لیکن دوکان والون کا سلوک سب کے ساتھ یکسان ہے - چاہے لاکھ کا خریدار ہو چاہے پیسہ کا - قیمت ایک ہی ہوگی جو ہر چیز کے اوپر لکھی ہے اس سے کوڑی کم نہین کوڑی زیادہ نہین - اور خندہ پیشانی سب کے ساتھ یہان تک کہ جو کچھ بھی نہ خریدے اور دس چیزون کی قیمت پوچھ پوچھ کر چلا جاے اُسے بھی دروازے تک پہونچا جاتے ہین اور حسب دستور سلام کرتے ہین - اس بڑی دوکان پر ہی نہین - معمولی دوکانون پر بھی یہی سلوک ہوتا ہے -

امریکہ - جاپان - انگلینڈ - جرمنی مین پولیس از حد شایستہ اور رعایا

کی خدمت گا رہے پرچار کشنک ہے - پرچا بھشک نہین - بعض حاضرین شاید یہ لمیز کہہ رہے ہون گے کہ بس! اب بند کرو - امریکن لوگون کی ثنا خوانی کر لی - اُنکے گیت کہان تک گاے جاؤگے ؟ کیا ہمین امریکن بنانا چاہتے ہو ؟ اس وہم والون سے رام کہتا ہے کہ امریکن رام نہین! ہر! ہر! ہر! ہر! دور ہو یہ خیال جسکے دل مین بھی آیا ہو دفع ہو یہ امید جس کسی نے کبھی کی ہو! رام کا یہ خیال ہرگز نہین ہے نہ ہوا ہوگا - البتہ بعض باتین اُن ملکون سے لینا ہملوگون کے لیے ضروری ہین اگر ہم ہستی کے جنگل سے بچنا چاہتے ہین اگر ہمین ہندو بنے رہنا منظور ہے تو ہمین اُن کے علوم و فنون لینے ہونگے - لیلو نگا خواہ جس قیمت پر لین - رام کی نیت تو یہ ہے کہ آپ ہندوستانی بنے رہکر امریکہ وغیرہ والون سے بڑھجائین اور یہ اُن قومون سے گریز کرتے ہوے نہین ہوسکتا - آج برق اور دخان - ریل - تار وغیرہ زمان و مکان (فاصلہ اور وقت) کو گویا ہڑپ کر گئے ہین - دنیا ایک چھوٹا سا ٹاپو بن گئی ہے جنکو کبھی علیحدہ ملک گنتے تھے وہ شہر ہوگئے ہین اور اگلے شہر گویا گلیان بن رہی ہین آج اگر ہم اپنی اینٹین الگ تھلگ رکھنا چاہین اور قومون سے جدا مان کر اپنے ہی ڈھائی چاول کی کھچڑی پکائین - آج بیسوین صدی مین اگر ہم بیسوین صدی قبل از مسیح کے رسم و رواج بر تین - آج اگر ہم مغربی فنون کا مقابلہ کرنا نہ سیکھین اور اگر آج ہم اُدھار دھرمون کو چھوڑ کر نقد دھرم کو نہ برتین تو ہم اسطرح اُڑجائین گے جسطرح برق و دخان سے فاصلہ اور وقت - اپنی حالت کو پہچانو -

کنچن ہوے کیچ مین بکہ مین امرت ہوے
ودیا ناری نیچ مین تینون لیجے سوے

جب رام امریکہ مین رہا سر پر پگڑی ہندوستانی تھی لیکن بازارون مین برف ہونے کے باعث پاؤن مین جوتہ اُسی ملک کا تھا لوگون نے کہا کہ کیون جوتہ بھی ہندوستانی نہ لیا رام نے جواب دیا کہ سر تو ہندوستانی رکھونگا - مگر پاؤن تمہارے -

جب ہندوستان مین اقبال تھا تو اپنے کو ان تالاب کا مینڈک نہین بنا رکھا تھا -

جب پشکر مین جگ ہوا - تو حبشی - چینی - اور ایرانی قوموں کے
لوگون کو دعوت دیگئی راجسو جگ کے بہلے - بھیم - ارجن - نکل - سہدیو -
دور دور کے غیر ملکون مین گئے خود رام چندر مریادا پرشوتم اوتار نے سمندر پار
جانیکی مریادا باندھی ہے -

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

اُن دنون تو ہندوستان کسی غیر ملک کا محتاج بھی نہ تھا لیکن آج ملکون
کے فنون سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ان کے بغیر جان جاتی ہے - چاہے تو
امریکہ - یورپ - جاپان وغیرہ باہر کی دنیا سے اپنے تئین خود چھینک نہ دے
(خارج نہ کرے) باہر کی ہوا لگنے سے جان مین جان آئیگی ہندو باہر جائین گے
تو سچے ہندو بنجائینگے باہر جانے سے اپنے شاستر کی قدر معلوم ہوگی اور بہت
اچھی طرح معلوم ہوگی اور شاستر عمل مین آنے لگے لگا پرانون مین سنا کرتے
تھے اور پڑھا کرتے تھے کہ فلان رشی کے بریا شاپ سے فلان شخص کی حالت
بدل گئی - یوگ بششٹ مین سلا (پتھر) مین سرشٹی (دنیاے نو) دکھانے
کا ذکر آتا ہے لیکن امریکہ مین اس قسم کے نظارے آنکھون کے سامنے شاہد ہے
سے گذرے - یونیورسٹی کے مکان اور ہسپتالون مین اس قسم کے تجربے کئے
جاتے ہین - ہزارون بیمار صرف قوت خیال سے راضی کئے جاتے ہین -
پروفیسر کی تحریک سے میز کا گھوڑی نظر آنا - جمیز صاحب کا ڈاکٹر پال
ہوجانا (شخصیت کا بدل جانا) پرانے جیمزپن کا اڑجانا اپنی آنکھون دیکھا -
سنسکرت مین ویدانت (توحید) کے ازحد سنا نہ سنتے ہین - وتاتریا
کے چرتر بھگوت گیتا - اسٹاوکر - شنکر اچارج کے استوتر - یا بعض
حصے یوگ باشیشٹ کے فارسی مین سب سے بڑھکر توحید کا کلام شمس تبریز
کا ہے اُس سے اُتر کر مثنوی شریف - شیخ عطار - مغربی وغیرہ لیکن امریکہ مین
والٹ وہیٹ مین کے اوراق گیاہ وہی توحید کی سنی آزادی لاتے ہین جو
ابدہوت گیتا - اشٹاوکر ترانہ ہاے شنکر - شمس تبریز - اور بلھاشاہ کا کلام ملکا ہے

بھی کہین بڑھکر ہے

ڈٹ کر کھڑا ہون خوف سے خالی جہان مین — تسکین دل بھری ہی مری دل مین جان مین
سو گھین زمان مکان مین میری پہ شل شنک — مین کیسے آسکون ہون قید نشان مین

حبشی غلامون کو آزادی دینے کے لئے امریکہ کی خانہ جنگی کے دنون یہ وہیٹ من ہر لڑائی مین سب سے آگے موجود تھا - دونون طرف کے زخمون کو مرہم پٹی کرنا پیاسون کو پانی پلانا سسکتی جانون کو اپنے تبسم سے جان مین جان لانا - اور اسی موقع کی اپنی تازہ تصنیف (نغمہ اوراق گیاہ) کو رات دن گاتے پھرنا دلگی کا کام تھا اس ہنگامہ شور و شیون مین معرکہ کے کارزار مین بلا کے جنگ و جدل مین - یہ وہیٹ من ایسا بشاش و مطمئن پھرتا تھا جیسے شیو شنکر بھوت پریت کے گھمسان مین یا جیسے کرشن بھگوان کورچھتر کے میدان مین مبارک تھے ان لگاتار لڑائیون کے نیم بسمل جو ایسے مسیحا کے درشن کرتے جان بحق تسلیم ہوے ہے

شب ہو پیاس و بھوک ہو طوفان ہو جھڑ جھاڑ
جنگل کے پیڑ کب انہین لاتے ہین دھیان مین
گردش سے روزگار کے ملجائے جس کا دل
انسان ہو کے کم ہے درختون سے شان مین

اسی درجہ کا برہم نشٹھ (عارف باعمل) امریکہ میں ہنری تھورو بھی ہوا ہے - سچے برہم چاری ؟ سنیاسی کی زندگی جنگلون میں بسر کرتا تھا البتہ ستی پرست سادھو نہ تھا - امریکہ کا سب سے بڑا مصنف ایمرسن اس تھورو کی بابت لکھتا ہے کہ شہد کی بھڑین اوسکی چارپائی پر ساتھ سوتی ہین لیکن اس نڈر پریم کے پتلے کو نہین ڈستین جنگل کے سانپ اسکے ہاتھون اور ٹانگون کو چمٹ جاتے ہیں لیکن وہ کنگن اور پازیب کیطرح انکی پروا نہین کرتا - کیا دیال بھوشن ہے ! ایمرسن نے رستہ چلتے چلتے پوچھا کہ یہان کے پرانے لوگون کے تیر کہان ملتے ہین ؟ تو حسب دستور جھٹ جواب دیا "جہان چاہو" اور اتنے مین جھک کر اسی جگہ سے مطلوبہ تیر اٹھا کر دیدیا کیسی درشٹی سرشٹی بادسلر (دید پدید) کی کیا عملی مشق ہے ! خود ایمرسن

جسکی تصنیفات نے نئی دنیا مین نئی روح پھونکدی بھگوت گیتا - اور اوپ نشدون کا
نہ صرف عالم بلکہ بہت بڑا عامل تھا - اوس نے اپنے مضامین مین اوپ نشدن اور
گیتا کے اکثر جگہ حوالے دیئے ہین اور اُسکے بچ کے دوستون کی زبانی معلوم ہوا کہ
اوسکے خیالات پر بالخصوص گیتا - اور - دیگر اوپ نشدون کا اثر تھا مہاتما تھورا
اپنے والڈن مین لکھتا ہے : علی الصباح مین اپنے دل و دماغ کو بھگوت گیتا کے پوتر
گنگا جل مین اشنان کرتا ہون - یہ وہ معظم اور عالمگیر ہے کہ اسکو تحریر مین آئے دیوتان
کے سالون کے سال بیت گئے ہین لیکن اسکے برابر کوئی تصنیف نہین نکلی - اس کے
مقابلہ مین ہماری موجودہ دنیا مع اپنے علم ادب کے حقیر اور ناچیز معلوم ہوتی ہے
اسکی بزرگی ہمارے قیاس و گمان سے اس قدر برتر ہے کہ مجھے کئی دفعہ خیال
آتا ہے شاید یہ فلسفہ کسی اور ہی یگ مین لکھا گیا ہوگا ایک موقع پر مصر کے عالیشان
میناروں کا ذکر کرتے تھورو لکھتا ہے کہ " پچھلی دنیا کی تمام یادگارون مین بھگوت
گیتا سے عجیب ترین کچھ نہیں - یہی بھگوت گیتا اور اُپ نشدون کی تعلیم عمل میں آئی ہوئی
عملی ویدانت یا نقد دھرم ہو جاتی ہے اسکو رگون پٹھون مین لاکر وہ لوگ ترقی
پارہے ہین آپ کے یہان یہ قیمتی نوٹ (ہنڈوی) موجود ہے - پر کاغذ کے
نوٹ کی خواہ کتنا ہی قیمتی ہو بھوک نہین جاتی پیاس نہین بجھتی - بدن کا جاڑا
دور نہین ہوتا - اس ہنڈوی کو بھنا کر نقد دھرم مین بدلنا پڑیگا - آج وہ لوگ
اس نوٹ کی قیمت دے سکین گے - آج وہان پر یہ ہنڈوی کھری ہو سکتی ہو
جاؤ اون کے پاس -

جب سیتا جی اجودھیا سے بن باس کو سدھارین تو اونکے پیچھے
رونق دور ہو گئی ماتم پھیل گیا رعیت بے چین ہوئی راجہ کا سر پھوٹ گیا -
رانیون کو رونا پیٹنا پڑ گیا - تخت چودہ برس تک گویا خالی رہا - اور جب سیتا جی
کو سمندر پار سے لانے کے لئے مہاراج رام چند کھڑے ہو گئے تو پرندے
(گدڑ اور جٹائیو) بھی مدد کو تیار ہو گئے - جنگل کے حیوان (بندر ریچھ وغیرہ) لڑنے
مرنے کے لئے خدمت میں حاضر ہو گئے - کہتے ہیں کہ اپنی چھوٹی حیثیت کے مطابق
گلہریان بھی منہ مین ریت کے دانے بھر بھر کر پل باندھنے کے لئے سمندر مین ڈالتی

لگین! ہوا اور پانی بھی موافق بنگئے - پتھر بھی جب سمندر مین ڈالے تو سیتا کی خاطر اپنی عادت کو بھول گئے اور بجائے ڈوبنے کے تیرنے لگے ؂

کنم صد سر فدائے پائے سیتا
چہ یکتا سرچہ دانا سرچہ سیتا

یہان سیتا سے مراد اوجیانتم رامائن نہین ہے بلکہ "برہم ودیا" ہم کہین گے عملی اور اصلی عمل برہم ودیا (تقدد ھرم) کو الوداع کہنے سے ہندوستان مین سب طرح کی تباہی وارد ہوئی - کیا کیا مصیبت نہین آئی - کس کس دُکھ اور بیماری نے ہمین تختہ مشق نہین بنایا؟ ہائے! یہ سیتا سمندر پار چلی گئی! عملی برہم ودیا کو سمندر پار سے آج لانے کے لئے کھڑے تو ہوجاؤ اور دیکھو: تمام کائنات کی طاقتین آپس مین شرطین باندھ باندھکر تمہاری خدمت بجالانے کو دست بستہ حاضر کھڑی ہین قدرت کے قانون قسمین کھاکھاکر تمہاری مدد کو کمربستہ تیار کھڑے ہین -

اپنی خدائی مین جاگو تو سہی اور پھر دیکھو ہوتا ہے کہ نہین - ؂

سارے جہان سے اچھا ہندوستان ہمارا
ہم بلبلین ہین اوسکی وہ گلستان ہمارا

اوم! اوم! اوم!

فرض اولیٰ یا آئم کریا

شرتی (وید) کا کلام ہے "شرے اور ہے اور پرے اور ہے"
فرض کچھ کہتا ہے لیکن غرض اور طرف کھینچتی ہے۔ شرے۔ فرض۔ ڈیوٹی
تو کہتے ہیں "ویدو! تیاگ!" "ویدو! تیاگ!"
لیکن پرے یا غرض ترغیب دیتی ہے "لو! ایلو! یہ ہمارا حق ہے
ادھکار ہے"۔
دنیا میں اپنے حق وادھکار پر زور دینا تو عام ہے اور آسان ہے
لیکن اپنے دھرم یا فرض کے ادا کرنے میں زور دینا مشکل اور بےمزہ معلوم
ہوتا ہے۔ حقیقت پر غور کریں تو فرض اور غرض (یعنی "حق") میں وہی رشتہ
ہے جو درخت کے بیج کو اس کے پھل کے ساتھ ہوتا ہے بڑے تعجب کی
بات ہے پھل تو سب لوگ کھانا چاہتے ہیں لیکن بیج کے بونے اور اسکی
پرورش کرنے کی محنت سے گریز کرتے ہیں۔ بات یوں ہے کہ جب ہم
لوگ اپنی ڈیوٹی بجا لانے پر زور دیتے چلے جائیں تو ہمارے حق ہمارے پاس
خود بخود آئیں گے جب ہم لوگ صرف اپنے حق پر زور دینگے اپنے رائٹ
پھڑکائیں گے تو ہم بےبہرہ منہ تکتے رہجائیں گے۔ حق بھی باطل ہو جاوینگے۔
قدرت کا قانون ایسا ہی ہے۔
کہا جاتا ہے کہ ڈیوٹی چار طرح کی ہے۔ ایک ڈیوٹی پرمیشر کیطرف۔
دوسری ڈیوٹی نوع انسان کی طرف۔ تیسری ڈیوٹی ملک کی سیوا میں ہے
چوتھی ڈیوٹی اپنی طرف۔ سب ڈیوٹیاں انجام کا۔ ایک ہی ڈیوٹی میں سما جاتی
وہ کیا ہے جو آپ کی ڈیوٹی اپنے آپ کی طرف ہے۔ جو لوگ اپنا رن (قرض)

اپنے آپ کو پورے طرح سے ادا کر دیتے ہین اُنکے باقی تینون رن (قرض) خود بخود ادا ہو جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ کرپا (نوازش) تین طرح کی ہے - ایشور کرپا - گرو کرپا - اور آتم کرپا - (یعنی فضل الٰہی - توجہ مرشد - اور ہمت ذاتی) ایشور کرپا اوسپر ہوتی ہے جسپر گرو کرپا ہوتی ہے - دیکھیٔ ایک لڑکا جو اسکول مین پڑھتا ہے اگر اپنی ڈیوٹی کو اچھی طرح سے پورا نہ کرے تو گرو کرپا اُسپر نہ ہوگی اور جب سبق اچھی طرح سے یاد کرے تو گرو کرپا اسپر خود بخود ہوگی اور گرو کرپا ہونے سے ایشور کرپا ہو ہی جاتی ہے -

ملک کی سیوا وہ آدمی نہین کرسکتا جسنے پہلے اپنی سیوا نہین کی - جو اپنا بھی حق ادا نہین کرسکا وہ ملک کی خدمت کیا خاک کریگا - جس کسی نے کوئی علم حاصل نہین کیا کوئی ہنر نہین سیکھا - کسی بات مین کمال نہین کیا - کسی صنعت یا حرفت مین دسترس پیدا نہین کی اور دم بھرنے لگا خیر خواہ ملک ہونے کا تو بھلا بولو اُس سے کیا بن پڑے گا ؟ البتہ یہ ضرور ہے کہ جسکے دلمین صداقت بھر جاے وہ بے کمال بھی کچھ نہ کچھ تو ملک کی سیوا کر سکتا ہے - ملک کی خدمت کوئلہ بھی جلکر لکڑی بھی کٹ کر - نا و بنکر - کر سکتے ہین - جب لکڑی اور کوئلہ بھی کٹ یا جلکر ملک کی خدمت کر سکتے ہین تو وہ شخص بھی جسنے کوئی علم یا ہنر نہین پڑہا یا سیکھا ملک کی خدمت صداقت کے زور سے کچھ نہ کچھ کیون نہین کر سکتا ؟ مگر اُسکی خدمت صرف کوئلہ اور لکڑی کی خدمت سے نسبت دی جاسکتی ہے - نیز صداقت والا انسان بے کمال کیسے کہلا سکتا ہے ؟ صداقت (سچائی) تو بذات خود کمال ہے - وہ شخص جسنے اپنی ڈیوٹی اپنی طرف کسیقدر ادا کر دی اور اپنی تینٔن روحانی یا عقلی بچپن کی حالت سے آگے بڑہا دیا مثلاً کچھ نہین تو ایم - اے - یا شاستری وغیرہ درجون کی سی لیاقت حاصل کر لی یہ شخص جس حد تک روحانی یا عقلی زور پیدا کر چکا ہے اُسی اندازہ سے قوم کی گاڑی کو ترقی کی سڑک پر آگے کھینچ سکتا ہے - ایسا شخص ریفارمری (مصلح پن) کا دم اگر نہ بھی بھرے اور ظاہر مین پوری خدمت بھی ملک کی نہ کرے تاہم اُسکو دیکھکر اور یاد کر کے بہت سے آدمی جوش مین آجاوین گے کہ ہم بھی ایم - اے

پاس کرین ہم بھی لیاقت پیدا کرین - یہ شخص اپنے اعمال سے لوگون کو اوپدیش کر رہا ہے - اور ملک کا زور بڑھا رہا ہے - ع

دامن آلودہ اگر خود ہمہ حکمت گوید　　از سخن گفتن زیباش بدان بہ نشوند
وانکہ پاکیزہ دل است ارنشنید خاموش　　ہمہ از سیرت صفا فیش نصیحت شنوند

سر آیزک نیوٹن جسکو خیال بھی نہ تھا کہ ملک اور دنیا کی خدمت و سیوا کرونگا اس طرح سے علم کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ جس طرح سے شمع کی او پر پتنگے دوڑتے ہین - سر ایزک نیوٹن جو اپنی طرف ڈیوٹی ٹھے اسکو ادا کرتا ہوا آتم کرپا کرتا ہوا محسن دنیا ثابت ہوا - اگر ایک شخص میدان مین کھڑا ہوکر چلاوے تو تھوڑی دور تک دیکھ سکتا ھے اور چند آدمیون کو اپنی آواز پہونچا سکتا ہے جب اونچا مینار یا پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جاتا ہے تو اپنی آواز بہت دور تک چارون طرف پہونچا سکتا ہے -

رام کے ساتھ ایک مرتبہ تھوڑے سے آدمی گنگوتری کے پہاڑ جا رہے تھے راستہ بھول گئے جھاڑیون اور کانٹون سے بدن چھل گئے ساتھیون مین سے اگر کوئی پکارتا تو اسکی آواز دوسرے تک نہین پہونچ سکتی تھی مشکل کے ساتھ آخر چوٹی پر پہونچ کر رام نے جب آواز دی تب سب آگئے - اسیطرح سے جب تک ہم خود نیچے گرے ہوے ہین دور کی آوازین سنائی نہین دینگی اور جب چوٹی پر چڑھکر آواز دین تو سب کے سب سنین گے -

اس جوگی کو جو رام (سوامی جی) کے ساتھ آکر ہلانا چاہین گرانا چاہین اسکی طرف پانچھین ہاتھ ڈالین اور مارین تو نہین ہلیگی لیکن نزدیک سے مقام سے ہاتھ ڈالکر ہم سارے جوگی کو کھینچ سکتے ہین - دنیا کے ساتھ انسان کا تعلق بھی ایسا ہی ہے - شعر

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

تمام دنیا کو اگر تم ہلانا چاہتے ہو تو دنیا کا حصہ جو نزدیک ترین ہے یعنی اپنا آپ اسکو ہلاو اگر اپنے آپ کو ہلاوگے تو تمام دنیا ہلجائیگی - نہ ہلے تو ہم ذمہ دار

جس قدر آپ آپکو ہلا سکتے ہو اُسیقدر دنیا کو ہلا سکتے ہو۔ بعض لوگ تو اصلاح (ریفارم) کے کام مین ہزار جتن کرتے ہین۔ رات دن لگے رہتے ہین اور نہین ہو سکتا۔ بعض ایسے ہین کہ اُن کے جیتے جی یا مرجانیکے بعد اُن کی یادگار مین اُن کے نام پر لوگ خود بخود کالج بناتے ہین۔ سوسائٹیان قائم کرتے ہین۔ اور سیکڑون یادگارین رائج کرتے ہین۔ جیسے بدھ۔ شنکر۔ نانک۔ سوامی دیانند وجہ کیا ہے؟ بس یہی کہ مابعد الذکر مہاتما اپنے صلح (ریفارمر) خود بنے۔

یونان مین ایک بڑا ریاضی دان گذرا ہے۔ ارکمیڈیز اُس کا قول ہے "کہ مین اپنی تھوڑی سی طاقت سے تمام دنیا کو ہلا سکتا ہون۔ بہ شرطیکہ مجھے ایک قائم انصاب (مستقل مقام) لیور (بیرم کے سہارے کو) جائے" مگر غریب کو کوئی قائم نصیب نہ ملا! پیارے وہ قائم نقطہ جسپر کھڑے ہو کر دنیا کو ہلا سکتے ہو وہ قائم نقطہ آپکا اپنا ہی آتما ہے وہان جم کر۔ اپنے سروپ مین ثابت ہو کر جو جنبش اور حرکت سرزد ہو گی وہ تمام دنیا کو ہلا سکتی ہے۔ جب ایک جگہہ کی ہوا سورج کی گرمی جاذب کرتے کرتے لطیف ہو کر اوپر اُٹھ جاتی ہے تو اُسکے جگہہ لینے کو خود بخود چارون طرف سے ہوا چلی پڑتی ہے (اور بعض دفعہ اندھی بھی آجاتی ہے) اسی طرح جو شخص خود ہمت (حرارت الٰہی) کو جذب کرتا کرتا اوپر جھکیا وہ خواہ مخواہ ملک مین چارون طرف کے فرقون کو قدم آگے بڑھانے کا باعث ہو جاتا ہے۔ طلبات کا ریفارمر ہے اب یہ دکھلایا جائے گا کہ کیونکر اپنی ڈیوٹی اپنے آپ کی طرف نباہتے ہوئے ہماری ڈیوٹی خدا کی طرف بھی پوری ہوتی ہے۔

مسلمانون کے یہان ایک روایت ہے۔ ایک شخص طالب حق تھا تلاش پریشہ مین پریم کا مارا چارون طرف دوڑتا تھا کہ کاش! کوئی عارف کامل مل جائے کہ جس کی زیارت سے جگر کی آگ بجھے دل کو ٹھنڈک ہو جائے۔ یون ہی تلاش کرتا ہوا نا امید ہو کر جنگل مین چلا پڑا کہ اب نہ کچھ کھائین گے۔ نہ کچھ پئین گے جان دیدین گے۔ ؎

بیٹھے ہین تیرے در پہ تو کچھ کر کے اُٹھین گے ۔۔۔ یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اُٹھین گے

اُس زمانہ کے عارف کامل حضرت جنید تھے اور اوس دن حضرت جنید دجلہ مین گھوڑے کو پانی پلانے جارہے تھے گھوڑا رکتا تھا اور دجلہ کیطرف نہین جاتا تھا۔ گھوڑے کو اڑتا ہوا اور سرکش سا دیکھ کر جنید نے جانا کہ اس مین کچھ حکمت ہی ہوگی آخر گھوڑے کے ساتھ ضد چھوڑ دی اور کہا "چل جہان چلتا ہے چارون طرف میرے ہی خدا کا ملک تو ہے سب میری ہی ولایت ہے" گھوڑا دوڑتا ہوا اُس جنگل مین خاص اُسی مقام پر آپہونچا جہان وہ بچارا طالب صادق۔ پریم کا متوالا عشق کا جلا ہوا۔ پریشر کا بھوکا پیاسا پڑا تھا۔ جنید گھوڑے سے اُتر کر اُس شخص کے پاس آکر حال پوچھنے لگے اور تھوڑی ہی صحبت سے وہ طالب صادق مالامال ہوگیا۔ جب جنید جانے لگے تو اُس شخص سے کہا اگر پھر کبھی قبض وارد ہوجاے اور مرشد کامل کی ضرورت ہو تو بغداد مین آجانا میرا نام جنید ہے کسی سے پوچھ لینا۔ اُس ست نے جواب دیا کیا مین اب حضور کے پاس گیا تھا ؟ مجھے اب بھید معلوم ہوگیا اب مین آنے جانے کا کہین نہین اگر آیندہ ضرورت ہوگی تو اب کی طرح پھر بھی خواہ حضور خود خواہ اور کوئی گردن سے پکڑا ہوا گھسیٹتا آئے گا۔

اثر ہی جذب الفت مین تو کھنچکر آہی جائینگے
ہمین پروا نہین ہے اگر وہ تن کر بیٹھے ہین

واہ رے کشش روحانی کیمیائی اثر

بیہودہ چرا در پئے او میگردی
بنشین اگر او خداست خود می آید

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

گرد خود گرد غنی چند کنی طوف حریم
رہبرے نیست درین راہ بہ از قبلہ نما

یہ ہے آتم کرپا کا بل (طاقت)

"یہ ہماری قسمت مین نہین" "خدا کی مرضی" ! آجکل مرشد نہین ملسکتا۔

صحبت "نیک نہین" دنیا بڑی خراب ہے" وغیرہ ایسے کلمے سب ہمارے دلکی حرام زدگی پر دال ہین ے

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتین ہزار ہین

آپ نے بیسون کتابین سنی ہونگی کہ کس کس طرحسے دہرو۔ پہلاد۔ ابھیمنو۔ وغیرہ چھوٹے چھوٹے لڑکون نے پرمیشر کو بلا لیا۔ پرگٹ کرلیا۔ ایک ذرا سا لڑکا نام دیو اپنے نانا کو ٹھاکر پوجن کرتے ہوے دیکھا کرتا تھا۔ اُسکے من مین بھی آنے لگا کہ مین بھی پوجا کرونگا۔ چپکے چپکے ٹھاکر جی ٹھاکر جی جپا کرتا تھا۔ اُسکی نگاہ مین سالگرام کی پرتما سچے ٹھاکر جی تھے۔ جب اُس کا داون لگتا سالگرام کی مورتی کے پاس آکر بڑے تپاک سے کہا کرتا "ٹھاکر جی! جہات" مگر اُسی ٹھاکر جی کو نہلانے اور پوجا کرنے کی اُس کا نانا اجازت نہین دیتا تھا۔ ایکدن اُسکے نانا کو کہین باہر جانا تھا اور بلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا بچے نے نانا سے کہا کہ اب تم تو جاتے ہو تمہارے پیچھے مین ہی ٹھاکر پوجن کرونگا۔ اُسنے کہا کہ اچھا تو ہی کرنا۔ لیکن تو تو صبح کو بغیر منہ دھوے روٹی مانگتا ہے تیرا ایسا نادان پوجن کیا کریگا؟ اگر پوجن کیا چاہتا ہے تو پہلے ٹھاکر جی کو بھوگ لگانا تب خود کھانا خیر! نانا جی تو چلے گئے رات کو مارے پریم کے لڑکے کو نیند نہ آئی۔ بچہ اُٹھ اُٹھ کر اپنی ماتا سے کہتا تھا۔ صبح کب ہوگی؟ ٹھاکر جی کی پوجن کب کرونگا؟ صبح ہوتی ہے بچہ گنگا جی پر اشنان کے لئے گیا اور اشنان کے بعد اُسکی مان نے ٹھاکر جی کی پرتیکی کو اُتار کر نیچے رکھدیا اور بچے نے مورت کو نکال کر گنگا جل کے لوٹے مین جھٹ ڈبو دیا اور پھر پرتیکی مین ٹھاکر مان سے دودھ مانگنے لگا جلدی دودھ لا جلدی دودھ لا ٹھاکر جی نہا بیٹھے ہین اُنکو بھوک لگی ہے۔ اُسکی مان دودھ کا کٹورا لائی لڑکے نے ٹھاکر جی کے آگے رکھدیا اور کہنے لگا کہ مہاراج پیجئے دودھ پیجئے۔ اُس پرتما نے دودھ نہین پیا لڑکا آنکھین بند کرکے آہستہ آہستہ ہونٹ ہلانے لگا اور منہ سے رام رام یا ٹھاکر ٹھاکر کا نام بڑبڑانے لگا۔ اس خیال سے کہ میری اس بھکتی سے پرسن ہوکر تو ضرو

دودھ پی لینگے لیکن بیچ بیچ مین آنکھین کھول کر دیکھتا بھی جاتا تھا - ٹھاکر جی دودھ پینے لگے یا نہین ؟ بہتیرا منتر پڑھکر منہ بلایا - رام رام - ٹھاکر جی - ٹھاکر جی کہتا مگر دودھ ٹھاکر جی نے نہ پیا - آخر دق ہو کر بیچارہ بالک نام دیو مارے بھوک پیاس - رات کی تھکاوٹ اور مایوسی کے رونے لگا - ٹھنڈی لمبی سانس آنے لگی روم کھڑے ہو گئے - گلا رکنے لگا - ہچکیوں کا تار بندھ گیا - ہونٹ خشک ہو گئے - ہائے ! ارے ٹھاکر ! آج تیرا دل پتھر کا کیون ہو رہا ہے - کیون ان ننھے بچے کی خاطر دودھ نہین پیتا - ایسے بھولے بھالے معصوم سے بھی کوئی ضد کرتا ہے

سیمین بری تو جانان لیکن دل تو سنگ است

در سیم سنگ پنہان دیدم - نہ دیدہ بودم

ہائے چاندی کے بدن مین دل پتھر کا کہان سے آگیا بیچارہ بچہ روتا ہوا نڈھال ہو رہا ہے - آنکھون سے ندیان بہ رہی ہین - روتے روتے غش آگیا - لوگون نے گلاب چھڑکا جب ہوش آیا - لوگون نے سمجھانا چاہا کہ بس ! "اب تم ہی لو ٹھاکر جی نہین پیا کرتے وہ صرف باسنا کو بھوکے ہین" بچے مین ابھی عقل نہین آئی تھی کہ پرمیشور کو بھی جھٹلا لے - ٹھاکر جی کو دھوکا دینا نہین سیکھا تھا - وہ نہین جانتا تھا کہ جھوٹ موٹ بھوگ لگایا جاتا ہے - بچہ تو سچا تھا - صداقت کا پتلا تھا - مچلکر چلایا کہ اگر ٹھاکر جی دودھ نہین پیتے تو کھانے پینے یا جینے کی پروا ہمکو بھی نہین -

آتما کمزور دل کو کبھی پراپت نہین ہوتا ہائے ننھے سے نامدیو تجھمین کسقدر زور ہے - کیسا آتم بل ہے ! اس ننھے سے بچے نے وہ ضد جو باندھی تو ایک لمبا سا چھرا نکال لایا (ہندوستان مین اُن دنون ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ تھی) اور اپنے گلے پر رکھ لیا اور چیخ کر بولا "ٹھاکر جی پیو نہین تو مین نہین" چھرا چل رہا تھا - گلا کٹنے کو تھا اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ٹھاکر جی ایک دم مورتیمان ہو کر (پرتیکش ہو کر) دودھ پینے لگے -

آپ لوگ کہین گے کہ گپ ہے - رام کہتا ہے کہ آپ لوگون کا بشواش (یقین) کہان گیا -

رام امریکہ مین کالجون مین اسپتالون مین اپنی آنکھ سے ایسے نظارے دیکھ آیا ہے کہ بشواس (یقین) کی تحریک سے اس چوکی کو جو آپ کے سامنے ہے گھوڑا دکھا سکتے ہین۔ دیکھو علم کا سائیکالوجی کی تجربے علانیہ اس قسم کے معاملات کو راست ثابت دکھا رہے ہین تو کیا سچے معصوم پورے بھگت بچارے نام دیو کے یقین کا بل (زور) ٹھاکر جی کو مورتی مان نہین کر سکتا تھا؟ پرمیشور تو سرب بیاپی (سب جگہہ حاضر و ناظر) ہے۔لیکن آتم کریا یقین کامل وہ شے ہے کہ اسکے بدولت پرمیشور ساتوین نہین چودھوین آسمان سے۔ بہشت سے۔ ہزارون سورگ سے گئو لوک سے بیکنٹھہ سے۔ اس سے بھی پرے سے۔ غرض جہان بھی ہو وہان سے کھنچکر آسکتا ہے۔ ع

(۱) تھامے ہوے کلیجے کو آوگے آپ سے
مانوگے جذب دل مین بھلا کیون اثر نہین

(۲) وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہین سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہین سکتا

(۳) کیڑا اور ایسا اور وہ پتھر مین گھر کرے
انسان وہ کیا جو نہ دل دلبر مین گھر کرے

اے حضرت انسان! آپ کے اندر وہ دولت عظیم اور طاقت لا انتہا ہے کہ اسکا باقاعدہ اظہار ہی ملک۔ دنیا۔ اور خدا تک خوش کرتا ہے۔ اے گل نو بہار! تو اپنی ذات مین خندان ہو۔ اس نج کے فرائض کو ادا کرہین تیرے باقی سب فرض ادا ہو جائین گے۔ پرندے انسان اور ہوا تک سب خوش ہو جائین گے۔ ع

توخوشی تو خوبی دکان خوشی
تو چرا خود منت بادہ کشی

نج کا فرض ادا کرنے کے لوازمات ایک لڑکا اسکاٹ لینڈ کے ایک یتیم خانے مین پلتا تھا۔ تھوما بچون کے دستور کے موافق یہ لڑکا کھلاڑی تھا۔ او

شریر بھی تھا - ایک دن اس غریب خانہ سے بھاگ نکلا - اور رستہ کو دیہات
مین روٹیان مانگ گزارہ کرتے ہوے لندن آپہونچا - وہان کے سب سے
زیادہ دولتمند لارڈ میئر کے باغ مین ٹہلنے لگا (لارڈ میئر بہت ہی امیر ہوتا ہے)
اور لارڈ میئر عموماً وہ لوگ ہوتے ہین جن سے امیر لوگ - راجا لوگ - اور بادشاہ
لوگ ضرورت کیوقت قرض لیا کرتے ہین) یہ غریب لڑکا باغ مین ٹہل رہا تھا -
ایک بلی کو دوڑتے پایا اُسکے ساتھ کھیلنے لگا اور واہی تباہی باتین کرنے لگا اُسکی
پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا تھا اور دُم کھینچتا تھا اور لڑکپن کی ترنگ مین چھیڑخانی کرتا تھا
پڑوس مین گرجے کا گھڑیال بج رہا تھا - لڑکا بلی سے پوچھتا تھا "یہ پاگل گھڑیال
کیا بکتا ہے ؟ کہو" پاگل اسلئے کہ گھڑیال عموماً کوئی چار بجا کر بند ہوجاتا ہے
کوئی آٹھ چند بارہ بجا کر تو اکثر گھڑیال رک جاتے ہین لیکن گرجے کا گھڑیال بجتا ہے
چلا جاتا ہے جیسے پاگل جب بکنے پرآتے ہین تو دم ہی نہین لیتے - بلی بچاری
تو گھڑیال کی آواز کو کیا سمجھتی - لڑکا بلی کیطرف سے خود ہی جواب دیتا تھا -
"ٹن ٹن ٹن ٹن - وٹینگٹن وٹنگٹن" وٹنگٹن اُس لڑکے کا اپنا نام تھا - گھڑیال
کہتا ہے: ٹن ٹن ٹن ٹن - وٹنگٹن - لارڈ میئر آف لن ڈن" ذرا خیال کیجے گا
یتیم خانہ سے بھاگ کر آیا ہوا تو ذرا سا لڑکا اور اپنے خواب کہان تلک دوڑا
رہا ہے ! گھڑیال کی آواز مین بھی اپنے لارڈ میئر ہونے کے گیت سن رہا ہے
واہ ! ٹن ٹن ٹن ٹن - وٹنگٹن وٹنگٹن - لارڈ میئر آف لن ڈن - اتنے مین
لارڈ میئر صاحب بھی اپنے باغ مین ہواخوری کرتے وہان آنکلے لڑکے سے پوچھا
ارے تو کون ہے اور کیا بکتا ہے ؟ لڑکا مستی وا نند بھرا جواب دیتا ہے
" لارڈ میئر آف لنڈن - لارڈ میئر آف لنڈن " - بچہ پر غصہ تو کیا آتا ؟
اُلٹی آزادانہ حالت لڑکے کی لارڈ میئر کے دلمین کُھب گئی اور آزادی بھلا
کس دل کو پیاری نہین لگتی ؟ لارڈ میئر نے پوچھا اسکول مین داخل ہونا
چاہتا ہے ؟ لڑکے نے جواب دیا کہ اُستاد اگر مارا نہ کرے تو وہ لڑکا
اسکول مین ترقی کرتے کرتے پھر رفتہ رفتہ کالج کی سب جماعت پاس
کرکے باعزت گراجویٹ ہوگیا اتنے مین لارڈ میئر کے مرنے کا دن آگیا

اُسکے کوئی اولاد نہ تھی۔ لارڈ میئر نہایت زیادہ حصہ اپنی جائداد کا اس لڑکے (وٹنگٹن) کو دے گیا۔ یہ لڑکا اُس جائداد کو بڑھاتے بڑھاتے ایک دن خود لارڈ میئر آف لنڈن بن ہی گیا آپ لارڈ میئرون کی فہرست مین اُسکا نام پاوین گے۔

یہ دنیا اور اُس کا آپ کے ساتھ سلوک۔ آپکی ہمت اور من بھاؤ کا جواب ہے وٹنگٹن کی بچپن مین ہمت بلند تھی اور دل کے بھاؤ اونچے اور سچے تھے اُسکو ویسا ہی پھل کیون نہ ملتا؟ نیت پر مراد ملتی ہے جیسا دل مین بھروگے۔ ویسا پاؤگے۔ جیسا اپنی زمین خیال مین بوؤگے ویسا باہر کاٹوگے۔

چین مین ایک طالب علم بہت نادار تھا رات کو پڑھنے کے واسطے اُسکو تیل بھی میسر نہ ہوتا تھا۔ جگنو اکھٹا کرکے ایک پتلے ململ کے کپڑے مین باندھکر کتاب کے اوپر رکھ لیا کرتا اور اُسکی چمک مین پڑھا کرتا تھا۔ کسی نے کہا کہ اتنی محنت کیون کرتے ہو کیا چین کے وزیر ہوجاؤگے؟ اُسنے جواب دیا کہ اگر طاقت خیال کے متعلق خدا کے قانون سچے ہین تو ایک روز مین ضرور وزیر ہوجاؤنگا۔ چین کی تاریخ مین دیکھئے ایک دن آیا کہ یہی لڑکا وزیر بنگیا۔

تذکرہ آب حیات مین پروفیسر آزاد نے ایک عجیب واردات لکھی ہے۔ لکھتے ہین کہ لکھنو مین ایک شاعر نواب صاحب وتمام دیوان ومصاحبون کو اپنے اشعار سے خوش کر رہا تھا محل مین نواب صاحب دیر سے پہونچے بیگمون نے پوچھا کہ کیون دیر ہوئی نواب صاحب نے فرمایا کہ عجیب وغریب چٹکلے اور شعر وسخن سنتے رہے بیگمات نے سفارش کی کہ ہمکو بھی سُنوائیے گا۔ دوسرے دن پردہ کیا گیا اور شاعر بلوایا گیا بیگمات بہت ہی محظوظ ہوئین اور فرمائش کی کہ محل مین ایک کمرہ اسکو رہنے کو دیا جاے۔ شاعر بھانپ گیا کہ اگر مین محلات مین رہونگا تو اس خیال سے کہ مستورات کو دیکھ سکونگا نواب صاحب کو ناگوار گذرے گا۔ نواب صاحب کو تامل مین دیکھ کر خود آپ ہی شاعر نے

گلہ شروع کیا کہ اور تو مین سب باتون اچھا ہون لیکن صرف ایک ہی بات کی کسر ہے مجکو دکھائی مطلق نہین دیتا آنکھون سے معذور ہون۔ دیکھ نہین پڑتا۔ شاعر کی یہ شکایت تیر بہ ہدف ہوئی حیلہ ٹھیک اُترا اور نواب صاحب کے دل مین جو کھٹکا تھا وہ دور ہوگیا اور اجازت دیدی کہ محل مین ایک کمرہ اسے رہنے کو دیا جاے۔ لیکن ناپاک شاعر جھوٹ موٹ دھوکا دے رہا تھا کہ مین اندھا ہون۔ دل مین یہ بری نیت بھری تھی کہ اس بہانہ مین بے کھٹکے عورتون کو بڑا جھانکون یہ دھوکا تو انجام کار سواے اپنے آپ کے اور کسیکو دینا ممکن نہین اور برائی مین کامیابی تو گویا زہریلا شراب ہے ایک روز رفع حاجت کے لیے شاعر جانا چاہتا تھا لونڈی سے لوٹا پانی کا مانگا لونڈی نے کہا کہ مین لوٹا نہین ہے کہان سے لاؤن (قاعدہ ہے خادم لوگ ایسے مہمانون سے دق آجاتے ہین) شاعر کو جلدی لگی تھی رہا نہ گیا۔ بے اختیار بول اُٹھا۔ "وہ کھونٹی نہین ہے؟ کیا اندھی ہے؟ وہ کیا لوٹا رکھا ہے" سچ ہے بھلا کہانتک چھپے؟ یہ سنتے ہی لونڈی بھاگی اور بیگم صاحب سے پاس پہونچا کہا کہ یہ موا تو دیکھتا ہے اندھا نہین ہے۔ بیٹے تیان جھوٹ موٹ اندھا بنا تا ہے۔ اُسی روز محل سے نکال دیا گیا۔ لیکن کہتے ہین کہ دوسرے ہی روز وہ سچ مچ اندھا ہوگیا۔ کیا عبرت ناک معاملہ ہے۔ جیسا کہ تم کھوگے اور خیال کروگے ویسا ہی ہونا پڑے گا۔ ع

گر در دل تو گل گذرد گل باشی — ور بلبل بیقرار بلبل باشی

سودا ے بلارنج و بلامی آرد — اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی

لڑکپن مین اکثر دیکھا گیا کہ بعض لڑکے آنکھین بند کرکے اندھے بنکر اُلٹے چلا کرتے تھے اُنکی مائین یہ دیکھ اُن کو مارتی تھین و منع کرتی تھین کہ صبح صبح مرادین مانگو اندھون کی نقل کرتے ہو کہین اندھے نہ ہوجاؤ۔ سچ کہا ہے: "گرشن گرشن مین کرتی تھی تو مین ہی گرشن ہوگئی"

آپ نے دیکھ لیا۔ اندھا کہنے سے اندھا۔ وزیر کے دھیان سے

وزیر لارڈ میئر کے خیال سے لارڈ میئر بن جاتے ہین - پس اپنی مدد آپ کرنے کے لئے اپنی طرف اپنا فرض کرنے کے لئے سب سے ضروری امر آپ لوگون کے لئے ہے - خیالات کی پاکیزگی - بلند ہمتی - شبھ سنسار - پونتر بھاؤ "اور مین سب کچھ کرسکتا ہون" ایسا خیال - فراخ حوصلگی اور استقلال :-

۵

گر بہ فرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار | چین پیشانی نہ بیند گوشہ ابروے ما
اگرچہ قطب جگہ سے ٹلے تو ٹلجاے | ہمالہ باد کی ٹھوکر سے گو پھسل جاے
اگرچہ بحر بھی جگنو کے دم سے جلجاے | اور آفتاب بھی قبل غروب ڈھل جاے
کبھی نہ صاحب ہمت کا حوصلہ ٹوٹے | کبھی نہ بھولے سے اپنی جبین پہ بل آئے

عالی ہمتی اور خیالات کی بلندی کے یہ معنی نہ سمجھ لین کہ اپنے تئین تو تئیں ماں زمان ٹھان لین اور دوسرون کو حقیر ماننے لگین - ہرگز نہین بلکہ اپنے تئین نیک اور بزرگ بنانے کے لئے اورون کی محض نیکی اور بزرگی ہی کو دل مین جگہ دینا لازم ہے -

بدھ بھگوان کہا کرتے تھے "جیسا کوئی خیال کریگا ہو جاے گا" اُن کے پاس دو شخص آئے - ایک نے پوچھا مہاراج یہ جو میرا ساتھی ہے اگلے جنم مین اسکا کیا حال ہوگا یہ کتے سے خیال رکھتا ہے - کتے کے سے کرم کرتا ہے - کتا ہی تو ہے اگلے جنم مین کتا نہ بنے گا ؟ دوسرا پہلے کی بابت کہتا ہے "یہ مرے ساتھ کا ہر بات مین بلا ہے - کیا اگلے جنم میں یہ بلا نہ ہوگا" ؟ مہاتما بولے کہ بھائی جیسے تمہارے سنسکار (خیال) ہونگے ویسے ہی تمکو پھل ملین گے - لیکن تم لوگ اس اصول کو غلطی سے لگا رہے ہو وہ تمکو بلا کہہ رہا ہے تم اُسکو کتا - اب غور کرنا وہ شخص جو اپنے ساتھی کو دیکھتا ہے کہ کتا ہے اوسکا اپنا دل کتے کی صورت قبول کر رہا ہے - وہ خود ایسے خیال سے کتے کے سنسکار دھارن کرتا جاتا ہے - پس جب ایسا شخص مریگا تو چونکہ اُسکے انتھ کرن مین کتا سما رہا ہے لہذا خود کتا بنے گا اور اسی طرح اپنے پڑوسی کو بلا سمجھنے والا خود بلا بنے گا - اس اصول کو ذرا غور سے سمجھنا وہ نقص جو ہم اورون مین لگاتے ہین وہ ہم مین ضرور داخل ہونگے - رام کہتا ہے کہ اپنی مدد آپ کرنے کے لئے آتم کریا اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم لوگ اورون کی نکتہ چینی کو چھوڑین اور اپنے متعلق بھی عرصہ خیال مین سوائے نیکی اور خوبی کے اور کچھ

نہ آنے دین جیسے گنبد مین سے ہماری ہی آواز لوٹ کر آتی ہوئی گونج بن جاتی ہے۔ ویسی اس گنبد نیلوفری (آسمان) کے نیچے ہمارے ہی خیالات لوٹ کرتے ہوئے قسمت کہلاتے ہین۔ ؎

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنی
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنی

اپنے خیالات کو درست رکھو۔ ناحق فلک کو ناہنجار اور چرخ کو کجرفتار کہنا بچون کی طرح گنبد کو الزام لگانا ہے۔
اگر سب کچھ کہین باہر ہی کی قسمت سے ہے تو شاستر بدھی نشیدہ (امر ونہی) کے کلمات کو جگہ نہ دیتا۔ جب شاستر یہ جانتا تھا کہ تمہارے اختیار مین کچھ نہین ہے۔ سب کچھ قسمت ہی مین ہے تو شاستر نے کیون کہا کہ "یون کرو اور وون نہ کرو" اور تم پر جوابدہی کس متعلق سے عاید کی گئی ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامان تر مکن ہشیار باش

تمہارے اندر وہ طاقت ہے کہ جو چاہے کر سکتی ہے اور سچ پوچھنے ہو رام کہتا ہے ؎

بن لے ماناد ہر کو حق نے کیا پیدا۔ وے
میں وہ خالق ہون مرے کن سے حدا پیدا ہوا

पौरुषाद्दृश्यते सिद्धः पौरुषाद्धीमतांक्रमः दैवमाश्वासनामात्रं दुःखे पेलवबुद्धिषु ॥

ترجمہ) ہمت ہی سے کامیابی ہوتی ہے اور ہمت ہی سے عاقلون کے کاروبار چلتے ہین۔ قسمت کا لفظ تو مصیبت مین نازک دلون کے آنسو پوچھنے کے لئے ہے۔ اوم! اوم! اوم!
پرمیشر اُن کے سہاتیا کرنے کو حاضر کھڑا ہے جو اپنے سہاتیا آپ کرنے کیلئے تیار رہون۔ یہ ایک قانون قدرت، ایشوری نیم ہے۔ یہ اٹل قانون قدرت ہے کہ جب آدمی پورا مستحق ہوگا اور اس کا حق ہوگا۔ اُس کا حق سے خود بخود اسکو ڈھونڈ لیگا۔ یہان آگ جل رہی ہے۔ آکسیجن کھنچ کر اسکے پاس آجائیگی۔
انگریزی مین ایک مقولہ ہے: "پہلے تم لایق ہو۔ پھر تم خواہش کرو"

رام کہتا ہے کہ جب تم لایق ہو گے تو خواہش بغیر ہی وہ مراد آ ملیگی جسکے آپ لایق ہو۔ ع

باندھے ہوے ہاتھوں کو باہید اجابت
رہتے ہین کھڑے سیکڑون مضمون مری تگ

جو پتھر دیوار مین لگنے کے لایق ہے بازار مین کب رہنے پائیگا" اسیطرح سے جب آپ پورے ادھکاری ہون گے تو آپ کے لایق منصب ہے اور آپ ہین ۔ منصب کی تلاش مین وقت ضایع مت کرو۔ اپنے مناسب بنانیکی فکر کرو۔ ع

بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم
اب جو نفرت ہمنے کی وہ بیقرار آنیکو ہے
گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب
نقاب چہرہ مقصود بود مطلبہا

بھیک منگے کو ہر کوئی دُور دُور کرتا ہے ۔ غنی دل کے پاس مرادین خود بخود سلام کو حاضر ہوتے ہین ۔

جاپان مین تین تین سو چار چار سو سال کے پرانے دیودار کے درخت دیکھے جو صرف ایک ایک بالشت کے برابر یا کچھ زیادہ اونچے تھے آپ خیال کرین کہ دیودار کے درخت کتنے بڑے ہوتے ہین مگر کیا باعث ہے کہ اُن درختوں کو صدیون تک بڑھنے سے روک دیتے ہین ۔ جب ہم نے دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ ہم ان درختون کے پتون کو یا ٹہنیون وغیرہ کو بالکل نہین چھیڑتے بلکہ جڑ کاٹتے رہتے ہین نیچے بڑھنے نہین دیتے اور قاعدہ ہے جب جڑ نیچے نہین جائیگی تو درخت اوپر نہین بڑھیگا ۔ اوپر اور نیچے (یا اندر اور باہر) دونون مین اس قسم کا تناسب ہے جو لوگ اوپر بڑھنا چاہتے ہین دنیا مین پھلنا پھولنا چاہتے ہین اُنہین نیچے اپنے اندر ۔ باطن (آتما) مین جڑین بڑہانی چاہئین ۔ اندر اگر جڑین نہ بڑھین گی تو درخت اوپر بھی نہین پھلے گا ۔ ع

نفس ہر چند فرو شد بلند میگردد

منصور سے پوچھی کسی نے کوچہ جاناں کی راہ

صاف دلمیں راہ بتلائی زبان دار سے

سرہمچو تار سبحہ بہ صد در کشیدہ ایم

آخر رسیدہ ایم بخود آرمیدہ ایم

"اپنے آپ کے ساتھ فرض" اسکے معنی کسیطرح کی خودی - خود پسندی یا خود غرضی نہین ہے - اسکے معنی ہین تربیت روحانی - اور آتم کریا یا تربیت روحانی کا جزو عظیم ہے - توسیع دل یعنی صفائی قلب اس حد تک پیدا کرنا کہ ہمارا ضمیر ملک بھر کے ضمیر کا نقشہ ہو جاے - شیشۂ جہان نما کا کام دینے لگے - ملک بھر کی حاجتون کو ہم اپنے نج کی حاجتین محسوس کرنے لگیں جب لوگون کی نگاہ مین ہم سارے ہندوستان یا دنیا بھر کے بھلے کا کام کر رہے ہون ہمین وہ کام صرف نج کا کام معلوم دے - پس اپنے دل کو ایسا فراخ کرتے جانا کہ یہ دل ساری قوم کا دل ہو جاے - آتم اُنتی (ترقی ذات) ہے - ذاتی ترقی کا معراج ہے سب کے ساتھ یہ ہمدردی کہ - ؎

خون رگِ مجنون سے نکلا فصد لیلیٰ کی جو لی

عشق مین تاثیر ہے پر جذبِ کامل چاہئے

جو رام نے کہا ہے "آتم بل" وہ اور لفظون مین ایشور بل ہی ہے - آپ کی جو ذات حقیقی ہے وہ سب کی ذات ہے اور وہ اصل مین خدا ہی کی ذات ہے - ؎

ما نور چند ایم درین خانہ فتادہ

ما آب حیاتیم درین جوے روانیم

یہ جسم و اسم اُس ذات حقیقی کے ناپائدار سایہ کی طرح ہین - اپنے تئین جسم و اسم ٹھان کر جو کام کیا جاتا ہے وہ خودی و خود غرضی کا اُکسایا ہوا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ دُکھ اور دھوکا ہوتا ہے - لیکن جو کام مستی و وحدت مین ہوتا ہے یعنی جو کام بحثیت ذات جہان کے جاتا ہے وہ خودی سے نہین بلکہ

خدائی سے نکلتا ہے اور اس کا نتیجہ ہمیشہ راحت اور کامیابی ہوگا۔ سارے لکچر کی غرض یہ ہے کہ بجائے خودی کے خدائی کی آنکھ سے سب تعلقات کو دیکھو۔ اور بجائے جسم واسم مین لنگر ڈال بیٹھے کے ذات حقیقی مین گھر کرو شعر

بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا دار دنیا سے
اُٹھا لینا یہان سے اپنی دولت اور وہان کہنا

جو شخص جسم و اسم (یعنی جسمانیت و نفسانیت) کی بنیاد پر کار و بار کا سلسلہ چلا رہا ہے وہ ہوا کی نیو پر قلعہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ جینا وہی ہے جو دنیا کی ترقی و اقبال۔ ذلت و زوال وغیرہ کو دریا کی جھاگ کی طرح اور بادل کے سایہ کی طرح غیر حقیقی مانتا ہے اور ان کا بھروسا نہین کرتا۔ ع

سایہ گر سایہ کو ہست سبک می باشد

آنکھوں والا صرف وہی ہے جسکی نگاہ نمود دنیا کو چھوڑ کر اشیا کی اقرار و انکار کو نظر انداز کر کے لوگون کی دھمکی اور تعریف کو کاٹ کر ایک حقیقت پر جمی رہتی ہے "نہین ہے کچھ بھی سوائے اللہ کے"۔ "برہم ہی ست ہے۔ جگت متھیا ہے"۔ ہوش و حواس والا صرف وہی ہے جو ہر وقت عین خوبی۔ کمال حسن۔ یعنی ذات حقیقی کو دیکھتا ہوا حیرت کا پتلا ہو رہا ہے۔ بھولے معصوم کیطرح سراپا تعجب بن رہا ہے۔ ؎

(۱) کاش دیکھو مجھے دیکھو
ہر سر موئے چشم حیرت ہو

(۲) چھپ گیا دل مین جبکہ حسن مرا
دنگ سکتے کا ایک عالم تھا

خواب مین کسیکو خزانہ ملا اس دولت کے بھروسہ پر جو امیر بنے وہ احمق ہے۔ اسی طرح اس خواب دنیا کے اعتبار پر جو جیتا ہے وہ جیتا ہی مر گیا۔

فرض اولیٰ اور آتم کرپا کا کمال یہی ہے کہ۔ ؎

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے

اور تجھ مین دوئی کی بو نہ رہے

یہ محدود مانی اس کا نام تک مٹ جاے نام ونشان تک نہ رہنے پائے

ع تو مباش اصلا کمال اینست وبس

ف

نہ دار آخرت نے دار دنیا در نظر دارم

زعشقت کار چون منصور با دار دگر دارم

ع تو خود حجاب خودی ایدل از میان برخیز

انانیت کو قائم رکھکر جو بڑا بنتے ہین۔ فرعون و نمرود ہین انانیت کو مٹانے والا خود خدا انا الحق ہے۔

رسی مین کسیکو سانپ کا وہم ہوگیا۔ اب اگر اسکے لئے رسی ہے تو سانپ نہین۔ اور سانپ ہے تو رسی نہین۔ ایک ہی رہیگا۔ خودی ہے تو خدائی نہین خدائی ہے تو خودی نہین۔ ف

تیر نگاہ نشست مسکن خود جان گذاشت

طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت

تا شانہ صفت سر نہی در تہ آرہ

ہرگز بسر زلف نگارت نہ رسی

جب تک کہ شانہ (کنگھی) کیطرح سر آرہ کے نیچے نہ رکھو یار کی زلف تک نہین پہونچ سکتے۔

تا سرمہ صفت سودہ نگردی تہ سنگ

ہرگز بہ صفا چشم نگارت نہ رسی

جب تک سرمہ کی طرح پتھر تلے پس نہ لوگے یار حقیقی کی آنکھون تک نہین پہونچ سکتے۔

اگر کہو کہ آنکھین نہین تو یار کے کانون تک ہی کسیطرح رسائی حاصل کرلین تو بھی۔ جب تک خود غرضی دور نہ ہوگی جب تک یہ آہنکار مر نہ لیگا جب تک خودی گم نہ ہوگی یار کے کانون تک نہین پہونچ سکتے کیونکہ کان پر رہتا ہے

موتی ذرا اسکی کیفیت دیکھ لو۔

تا ہیچو در سفتہ نہ گردی با تار
ہرگز بہ بنا گوش نگارت نہ رسی

جب تک موتی کی طرح تار سے چھید سے نہ جاؤ یار کے کان تک بھی ہرگز نہین پہونچ سکتے۔

تا خاک ترا کوزہ نسازند کلالان
ہرگز بہ لب لعل نگارے نہ رسی

پس از مردن بنائے جائین گے ساغر مری گل کے
لب جانان کے بوسے خوب لین گے خاک مین مل کے

تشریح:۔ ان اشعار مین آنکھ۔ کان۔ لب وغیرہ کے معنی یہ نہین ہین کہ پرمیشر کے آنکھ۔ کان۔ ناک ہین۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک ہی دلدار کو خوش کرنے کے لیئے اُسکے کان کو راگ سنا سکتے ہین۔ یا اوسکی آنکھ کو سندر روپ دکھا سکتے ہین۔ یا ناک کو پھول سونگھا سکتے ہین۔ وغیرہ۔ کوئی کسی ذریعہ سے اس محبوب کو خوش کر سکتا ہے کوئی کسی اور ذریعہ سے لیکن کوئی طریقہ ایسا نہین کہ جس مین ہیر بن خودی کی موت کے بغیر کام نکل سکے۔ بیشک کوئی ویشنو بنکر پرمیشر کو پوج سکتا ہے۔ کوئی شیو۔ رہکر بھگتی کر سکتا ہے۔ کوئی مسلمان کی حیثیت مین پرستش کرے۔ کوئی عیسائی کی حالت مین بندگی کرے۔ لیکن ویشنو۔ شیو۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ کوئی ہو دیدار حق وصل خدا تب ہی ہوگا جب نفسانی زندگی کی موت ہو لیگی۔

پرمیشر اور آتمن تک پہونچنے کے بہت سے طریقے ہین۔ مگر ایک چیز سب مین لازمی ہے آہنکار رہت ہوجانا خودی کا دور ہوجانا۔

اگر کہو کہ زلف۔ آنکھ۔ کان۔ اور سب نہین تو کاش! یار کے ہاتھ تک ہی ہم پہونچنے۔

تا ہیچو قلم سر نہ نہی در تہ کارد
ہرگز بہ سر انگشت نگارت نہ رسی

جب تک مانند قلم کے سر چھری کے نیچے قلم نہ کروالو ہرگز سر انگشت یار تک نہین پہو سکتے - اگر کہو کہ ہمین سب سے نیچے رہنا منظور ہے یار کی پاؤن تک ہی کسیطرح رسائی ہوجاے تو

۵۶ تا ہمچو حنا سودہ نگردی نہ سنگ
ہرگز بہ کف پاے نگارت نہ رسی

جب تک مثل حنا (مہندی) پتھر کے نیچے گھسے ہرگز کف پاے یار تک نہین پہونچ سکتے - الغرض

۵۷ تا ہمچو حنا سودہ نگردی نہ سنگ
ہرگز بہ کف پاے نگارت نہ رسی

جب تک پھول کیطرح شاخ (تعلقات) سے کاٹے نہ جاؤگے یار تک کسی صورت سے نہین پہونچ سکتے -

بانسری سے پوچھا کہ ارے بانسری کیا بات ہے کہ وہ کرشن وہ پیارا مرلی منوہر جسکے ابرو کے اشارہ سے شہنشاہ کانپتے تھے - بھیم - ارجن - دریودھن ایسے مہاراج دہراج جسکے چرنون کو چھونے کے بھوکے پیاسے ہین - جسکی خاک پا کو ابھی تک راجہ مہاراجہ لوگ جاکر مستک پر دہارن کرتے ہین اور ماہ جبینان سیمین ساق جسکے مندمسکان (تبسم شیرین) کو دیکھنے کے ترستی ہین وہ کرشن چاہ و پیار سے خود بارم بار چومتا ہے ایک ذرا سی بانس کی لکڑی! تو نے ایسے بھگوان کرشن پر کیا جادو ڈالا ہے تجھ مین یہ کرامات کہان سے آگئی؟ بانسری نے جواب دیا کہ مین سر سے لیکر پاون تک (خودی کو آہنکار کو دور کرکے) بیچ سے خالی ہوگئی نتیجہ یہ ہے کہ کرشن خود آن کر مجھکو بوسے دیتا ہے جسکے چرنونکو چومنے کو لوگ ترستے ہین وہ شوق سے مجکو چومتا ہے - مجھ سے دلکش نغمے کیون نہ نکلین - مجھ مین رام کا دم ہے - میری سُرین اوسکی سُرین ہین -

تہی زخویش چو نے شو ز پاے تا سر خود ۔ و گرنہ بوس لب لعل نا ہے آسان نیست

اس دنیا سے منہ موڑ کر عارف لوگ جہان ابدی کو پاتے ہین -

اکبر دلی

کلاہ تاج سلطانی کہ بیم جان از و درج آست
کلاہ دلکش است اما بدر دسر نمی ارزد

خواجہ حافظ نے ہمارے شہنشاہ اکبر کو نہین دیکھا تھا ورنہ اس قسم کا اشارہ ہرگز نہ کرتے جو شیکسپیر نے بھی کیا ہے۔ ع۔

بھاری وہ غم سے سر ہی کہ جس سر پہ تاج ہی

کیا دوست کیا دشمن - کیا آئین اکبری کے شیخ صاحب (ابوالفضل) کیا خفیہ نویس حضرت ملا - کیا ہندو کیا مسلمان - کیا پرتگال کے پادری - کیا سندھ گجرات کے جینی - کیا امیر کیا غریب - کیا عالم کیا جاہل - کیا رند کیا پارسا سب کی دلون مین جسکی حکومت تھی جہان چاہے اور جس کو چاہے سرہانہ بناکر بے کھٹکے نیند مین پاون پسار سکتا تھا - ایسا کون تھا ؟ ہندوستان شہنشاہ اکبر - فرانس کے ایام غدر والے بادشاہ کی بابت ٹامس مین نے یہ رحم کا کلمہ استعمال کیا:-

ہاے ! یہ اوسکی بدنصیبی تھی کہ بادشاہ ہوا - بیشک جس بادشاہ کا راج رعایا کی زمین اور جسمون تک محدود ہو اُس سے بڑھکر غریب قابل رحم مسافر در وطن کون ہوسکتا ہے ؟

کیا اکبر کے دشمن نہ تھے ؟ تھے کیون نہین - لیکن مہارانا پرتاب ایسے عالی ہمت جانباز کے پیچھے دھرماتما چھتری کا حریف ہونا بھی اکبر کی شان کو دوبالا کرتا ہے خیر ! ہمین تو اسوقت حکومت اکبر کے کسی اور پہلو سے سروکار ہے -

کرامویل - بابر - ہمایون - رنجیت سنگھ نیز اور بھی ہزارون بادشاہون
اور ہیرون کا دستور تھا کہ جو مہم شروع کرتے صدق دل سے بارگاہ الٰہی مین
اپنا سب کچھ نذر کر کے خدا کے نام پر شروع کرتے اور اونکی فتوحات اون کی
صداقت اور یاد خدا کے تناسب تھین بہت خوب - لیکن آغاز کار پر دعا وندر
مانگنا کونسی بڑی بات ہے - ہم حقیقی بہادر اسکو مانتے ہین جسکی عقیدت اور فقیر
دلی فتح کے بعد جوش مارے - ع -

جسے عیش مین یاد خدا ہی رہی جسے طیش مین خوف خدا نہ گیا

سام وید کے کین اپنشد مین روایت ہے کہ حواس و اعضا کے عقول و ملائک
(دیوتا) ایکبار بڑے معرکہ کی مہم جیت چکے اور جیسا کہ ابھی تک دستور چلا جارہا ہے
عیش و عشرت اور رنگ رلیان فتح منانے لگے اپنشد مین غضب کی خوبی کے
ساتھ دکھلایا ہے کہ کیونکر ان دیوتاون کو سبق ملا - ایسے سبق کو یاد رکھنے
والا ہندوستان کا ایک شہنشاہ اکبر ہوا ہے -

جب فتح پر فتح پاتا رہا - اور ایک کے بعد دوسرا صوبہ ہاتھ آتا گیا
یہانتک کہ تقریبا تمام قلمرو ہند زیر تسلط ہو گیا - جب وہ مملکت کی وسعت کے
لحاظ سے اور آبادی کے لحاظ سے خاقان چین کو چھوڑ کے دنیا مین سب سے
بڑا بادشاہ ہو گیا - جب اوسکے اقبال کا ستارہ عین سمت الراس پر پہونچا
جب وہ چڑھتے چڑھتے اس چوٹی گھاٹی تک عروج پا چکا جہان ادھر تو پیچھے
کھڑے ہوئے لوگ منہ تکتے حیران کھڑے ہوئے کہتے ہین - ع

یہ جائیگا بڑھکر کہان رفتہ رفتہ

اور ادھر چلین ایسے مرد میدان پاؤن پھسلتے ہی دہم سے تحت الثرے
مین گرا - اور گرتے ہی چکنا چور! ایسی حالت مین اوس غفلت لانے والے
ساعت مین دیکھئے - ع

سبکو جب بھول گئے انکو خدا یاد آیا

سوچئے اکا یہ ہڈی چمڑے کا ذرا سا جسم! اس مین یہ طاقت کہانسے
آئی - کسکی برکت سے - ع دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

ہوتا جا رہا ہے۔ اِس دل ودماغ مین نور کہان سے آتا ہے؟

کون ہے من کو چلانا پان ہے؟

ان پرانون کو ہلاتا کون ہے؟

کیا اسرار ہے! حیرت ہے!

روزمرہ اِس قسم کے سلسلۂ خیال سے اُس نورِ اعلےٰ نورِ عین مسرور ذات باری کے شکریہ مین بادشاہ سلامت کا یہ حال ہو گیا کہ ع دل ترا جان تری عاشق شیدا تیرا۔ دن رات کا شغل ہو گیا۔؟ ع نماز و روزہ و تسبیح و توبہ استغفار۔

اکبر کے ہمعصرون مین انگلینڈ کے تخت پر ملکہ الزبتھ رونق افروز تھی۔ یہ ملکہ انگلینڈ کے دیگر حکمرانون مین ویسی ہی ممتاز ہے جیسے اکبر دیگر شاہان ہند مین۔ انگلینڈ مین عہد الزبتھ یا پروشیا جرمنی مین عہد فریڈرک اعظم علم و ہنر کی ترقی اور ملکی انتظام کی خوبی کے اعتبار سے تو ہند مین عہد اکبر کی ہمسری کر سکتے ہین اور وہ دونون تاجور اپنے اپنے ملک مین ہر دلعزیزی کے لحاظ سے اکبر کی برابری کر سکتے ہین۔ لیکن مذہبی تحقیقات خدا پرستی اور سب مذہبون کے لیے یکسان رعایت کی رُو سے اکبر کی کامرانی لاثانی ہے مہاراجہ بکرم اور بھوج کے زمانون مین بھی ایسی ۔۔۔ جس کی فلاح و بہبودی رعایا کو نصیب تھی لیکن وہ دور کے ذکر ہین۔ مہاراجہ اشوک کے زمانہ مین رعایا کو ہر طرح کا امن میسر تھا۔ خیالات اور مذہب کی پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ چین وغیرہ غیر ممالک کے لوگ ہندوستان مین آتے اور مستفیض ہو کر جاتے تھے۔ شکاگو ۱۸۹۳ء کی مدت میں جلسۂ مذاہب دنیا بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوا تھا۔ لیکن اکبر کا تو نہ صرف دربار بلکہ دل بھی گویا جلسہ گاہ مذاہب کی بنا بن رہا تھا۔ کسی مذہب یا ملت کے لیے دروازہ بند نہ تھا۔ علم۔ راستی اور حق کو خواہ کسی جانب سے آئین ہمیشہ خوش آمدید کہتا تھا اس جوانمرد کا دل صلح کل کا گھر تھا اور پیشانی کسی مخالف مذہب یا رائے کے لیے مقفل نہ تھی۔ علما۔ مُلا۔ شیخ۔ قاضی ودوان۔ پنڈت۔ شاکت۔ ویشنو۔ جینی۔ پارسی۔ عیسائی۔ پادری۔ اور کشمیر کے۔ دکن کے۔ پورب کے۔ سندھ۔ گجرات۔ فارس۔ عرب۔

پرتگال۔ اور فرانس تک کے لوگ اپنے اپنے عقیدے اور خیالات دل کھولکر بادشاہ کو سناتے ہین اور بادشاہ سلامت نہایت شوق سے سنتے ہین اور دل سے داد دیتے ہین۔ دن ہی کو نہین رات کو بھی جب لوگونکے آرام کا وقت ہی محلسرا کے چبوترے پر شہنشاہ اکبر۔ ع پے علم چون شمع باید گداخت۔ کی زندہ مثال بنے ہوے ہین۔ اُنس انسانی کی مشعل روشن کر رہے ہین بعض ناظرین کو کچھ دل لگی کی سی بات معلوم ہوگی کہ شاہی چبوترے سے رسے لٹکائے جاتے ہین اور محلون کی دیوار کے ساتھ ایک پلنگ کھنچا ہوا اوپر چڑھتا آتا ہے حتی کہ چبوترے کے قریب آپہونچا۔ رات کے وقت معلق پلنگ پر براجمان پنڈت جی مہاراج یا حضرت صوفی کرام یا کوئی اور صاحب دل اپنا مسئلہ تقریر شروع کرتے ہین اور شاہ بیدار مغز غور سے سنتے اور سوال کرتے ہین۔ اکثر ساری رات ذکر سنتے سنتے یا بحث وتفتیش مین گزر جاتی ہے واہ رے شوق تحصیل علم!

بادشاہ کے حکم سے سب مذاہب کی کتابون کے فارسی ترجمے شروع ہوگئے ترجمۂ انجیل کے شروع کا مصرع ہے ع

اے نام تو جیزز و کرسٹو

بھاگوت۔ مہابھارت اور خصوصًا بھگوت گیتا۔ وشنو پُران اور چند اُنپشدین فارسی نظم ونثر مین پروئی گئین۔ ان ترجمون کو سنتے رہنا اور خود زبان حال سے اعمال مین سُناتے رہنا اکبر کا سب سے بڑا کام تھا۔

گیتا۔ وشنو پُران۔ اور انپشدون کے یہ ترجمے ادویت ویدانت کے طرفدار ہین۔ ان ہی کتابون کے فارسی ترجمے بعد مین بھی ہوے مگر یہ اکبر والے ترجمے تھے جو فرانس کے آدمی لاطینی زبان مین (جو اُن دنون یورپ کی علمی زبان تھی) ترجمہ کرکے فرنگستان کو لے گئے۔ اسطور پر یہ کتابین پہلے پہل فرانس مین اور وہان سے جرمنی مین پہونچین۔ یورپ مین انکی ازحد قدر ہوئی۔ شلیگل۔ وکٹر کزن۔ شاپن۔ ہاور وغیرہ یورپ کی فلسفیون کی فرط جوش مین ہندو فلسفہ کی ثناخوانی ان کتابون کی قدردانی کی شاہد ہے

فرانس سے ہنری تھوروؔ کے ذریعے یہ لاطینی ترجمے امریکہ مین پہونچے اور تھوروؔ کے دوست امیرسن (امریکہ کے سب سے بڑے مُصنّف) کے ہاتھ لگے۔ امیرسن اور تھوروؔ کی تحریر پر بیدانت کا بڑا اثر ہے۔ اور زیادہ تر امیرسن کی تصنیفات کی بدولت امریکہ مین بیدانت پھیلا ہے۔ خیال تو۔چل نکلا ہے۔ جو بہت جلد عالمگیر ہونے کا امیدوار ہے۔

دُنیا کے تقریبًا سب سے بڑے دارالعلوم (ہارورڈ یونیورسٹی) کا محقق پروفیسر جیمز راے زن ہے کہ صوفی مذہب عام سلمانی پر بیدانت کے اثر کا نتیجہ ہے۔ راقم اِس راے سے اتفاق نہین کرتا۔ البتہ ہمین کچھ شک نہین کہ صوفی خیالات کے پھیلنے مین اکثر جگہ بیدانت سے بہت مدد ملی ہے۔ اور ہمین اس امر کے تسلیم کرنے مین بھی تامل نہین کہ سنسکرت کتابون کے اکبری ترجمے ہندوستان اور فارس وغیرہ مین تصوف کے بڑھانے پھیلانے جزوِ عظیم ہوے ہین۔

اکبر کا چہرہ گلِ نوبہار کی طرح کھلا ہوا تھا۔ سنجیدگی لیے ہنسی گویا لبون سے پیوند تھی۔ یہ بشاشت کیون نہوتی؟ جہان محبت خلق یا عشق الٰہی ہے غم و غصہ کی کیا مجال کہ پاس پھٹک سکے۔ ع۔ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را ؎

یاد الطاف خدا در دل نہان داریم ما ۔۔۔ در دل دوزخ بہشت جاودان داریم ما

جنکے دل ایسے وسیع اور جنکی باطنی محبت عالمگیر تھی انھین سے ایک مُلّا صاحب دربردہ بادشاہ کو یون طعن کرتے ہین ؎

خندہ کردن رخنہ در قصرِ حیات افگندن است ۔۔۔ میشود از ہر نسیمے چون گل خندان تباہ

حضرتِ ناصح! آپ تو بادشاہ کی ہر ایک سے خندان پیشانی کو موت کے سایہ کے آنچل کے تلے چھپایا چاہتے ہین۔ جائیے! موت کی گیدڑ بھبکیان اُنکو دیجئے جو محبت خلق سے بے بہرہ ہین۔ ہمارے بادشاہ کی توزبانِ حال یون پکار رہی ہے ؎

مرنا بھلا ہے اُسکا جو اپنے لیے جیے ۔۔۔ جیتا ہے وہ جو مرچکا انسان کے لیے

ع روسے کہ زود لے نکشاید ندیدنی ست "غیر مذہب والے سے بھی سلوک کرو۔ مخالف سے بھی محبت کرو۔" "شخصی عداوت کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالو" سب ہی

محبت رکھو" وغیرہ - کہنا آسان ہے - لیکن کرنا بہت کٹھن - پر ہان! کٹھن ہو خواہ کٹھن سے بھی کٹھن - عموماً ہمیشہ اور خصوصاً آجکل ہندوستان مین بغیر اس اصول کو عمل مین لائے اتفاقِ قومی اور اتحادِ ملکی ہرگز ہرگز پیدا نہین ہو سکتا - ہم یہ نہین کہتے کہ جس مذہب مین پیدا ہوے اُسے چھوڑ دو جلیل الیقین یا رکابی مذہب بنجاؤ - البتہ ہم یہ ضرور کہتے ہین کہ جس مذہب کی چار دیواری مین پیدا ہوے اُس چار دیواری سے قدم باہر نکالنے کو گناہ سمجھنا بذات خود روحانی خودکشی کا گناہ ہے - جہان ٹہرگاؤ محکم جاؤ پھسل نہ جاؤ - مگر برائے خدا قدم آگے بھی بڑھاؤ - کسی چار دیواری مین پیدا ہونا اور پرورش پانا تو امر لازمی ہے - البتہ اُسی چار دیواری مین بند رہکر اُسی مین مرنا پاپ ہے اور لوگون کے ناپائدار دنیوی خزانے تو لوٹ کر لے لینے بھی منظور ہو جاتے ہین - لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ اور لوگ جب اپنے روحانی خزانے (فلسفہ اور اصول و عقائد مذہبی) منت سے بھی پیش کرین تو نفرت ہی رہتی ہے - اس نفرت کا باعث اصلی کیا ہے؟ خامی - یعنے جس مذہب مین پیدا ہوے اسمین تحصیل کامل اور کافی تجربہ نہونا ؎

آزادی مادر گروِ پختگی ماست
آویختہ است از رگِ خامی سبطر

لیکن کوئی کچھ ہی کہے اور ونکے عقائد مذہبی کی وہی قدر و عزت کرنا جو اپنی چار دیواری کے عقیدون کی کرتے ہین از حد مشکل ہے - پیارے ناظرین! ذرا خیال تو کرو جس مذہب مین آپنے پرورش پائی اُس مذہب کے مخالف لوگونکی وعظ و تقریر سننے کی تیاری کے لیے کسقدر دل کی کرسنی پڑتی ہے - مگر بل بے اکبر اعظم اول کہ سب کا دل ہو رہا ہے - تو گویا رعیت کے سب گھرون مین پیدا ہوا تھا سب مذہبون کی گود مین کھیلا تھا - سب فرقونکے ہان پلا تھا - نہ صرف مبارک اسلام بلکہ ہندو دھرم - جین مت - پارسائی - عیسائی مذہب بھی اسی شد و مد سے تیرے پیدائشی مذہب ہو رہے ہین - ہندوستان کو انتخاب جہان نام دیتے ہین اور تو انتخاب ہندوستان بن رہا ہے - انسان کو عالم صغیر (MICROCOSM) کہتے ہین مگر تو درحقیقت انسان اکبر بن رہا ہے محبت کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ رفیق کا دل ہمارا دل ہو جائے

اور یکدلی کا پہلا سہرا یہ ہے کہ تندرستی۔ کیسے حقدار اور امداد کا خدا ہمارا ہست عقیدے سے ایک
خدا ہو جائین۔ اور پاکیزگی کی حد یہ ہے کہ یہ یکدلی کا پرلا سہرا ایک محبوب تک محدود
نہ رہے بلکہ ساری ہی خلق خدا کے سا تلاطل مین آجائے۔ وہ کونسی کرامات ہے
جو اِس پاکیزہ عشق عالمگیر کے لیے ناممکن ہے۔ وہ کونسا معجزہ ہے جو اس عاشق
حقیقی کے لیے بچون کا کھیل نہین بنجاتا؟ آج اکبر کی اسی پاکیزہ الفت عالمگیر کا
ہم نام رکھتے ہین۔

اکبر ولی

اس اکبر ولی سے کیا نہین ہو سکتا؟ آئین اکبری مین لکھا ہے کہ جب اکبر کا
جذب اندرونی بہت بڑھ گیا تو اکبر کی نگاہ سے بیمار راضی ہو جانے لگے۔ اکبر کا دھیان
کرنے سے لوگونکی مرادین بر آنے لگین۔ دور دراز کی باتین اکبر کے دلمین منکشف
ہو جانے لگین سے

عشق ہو راست کرامات نہو کیا معنی　　حسب ارشاد ہی سب بات نہو کیا معنی

یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ حضرت محمد۔ علیہ السلام۔ ہندون کے رشی
منی مہاتما۔ کن کن کی بابت ایسا نہین سنا گیا؟ اضلاع متحدہ امریکہ
مین آج ہزارون بلکہ لاکھون ایسے لوگ موجود ہین جنکے لیے امراض کا علاج
سواے خدا مین یکسو ولی کے اور کسی طریق سے کرنا سخت ترین قسم اور
اور بدترین کفر سے بھی برا ہے سے

اوشدہی کھاؤن نہ بوٹی لاؤن نہ کوئی بید بلاون
پورن بید ملے ابناشی واہی کو نبض دکھاؤن

مولانا جلال رومی سے

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے دوائے جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلاطون و جالینوس ما

حال مین سائکالوجی آف سپرٹس (علم الروح) کی علمی
تحقیقات نے امریکہ کے سرکاری شفاخانون مین علاج بلا
دوا (علاج روحی) جائز کرا دیا۔ اکبر ولی اسلام یسبوابس

اگر رائی کے دانے بھر بھی ہو تو پہاڑون کو ہلا سکتا ہے۔ میرے پیارے نوجوانان ہند! اگئی گذری اٹھارھوین صدی کے ڈیوڈ ہیوم وغیرہ کے بھرے ہین اگر جہل کا نام عِلم مت رکھو۔ بجاے اسلام اور بشواس کو کم کرنے کے راسخ الاعتقادی اور محبت عالمگیر کو بڑھاتے کیون نہین؟ اگر برق دُخان کی طاقتین بیان سے باہر ہین تو قلب انسان کیا نہین کر سکتا؟ بلا لحاظ قوم وملت و مُلک کے ہر فرد بشر کے ساتھ وہ اُنس انسانی جو سچا انسان بناتا ہے اتنا جوش سے بھرا پیدا کرو جو کتنے کے دو ایک آدمیون مین خرچ کر رہے ہو۔ مُلک کی مٹی تک کو عزیز بنا کر دیکھو۔ یہی دنیا جنّت رضوان کو نہ مات کردے تو کہنا۔ کیا تمنے دل کو عداوت سے بالکل پاک اور کینہ سے شیشے کیطرح صاف کرنے کا تجربہ کبھی کیا تھا؟

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم
کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

اگر یہ امتحان ابھی تک نہین کیا تو تم اُسکے نتیجون کو رد کرنے کے بھی مجاز نہین یوگ درشن مین لکھا ہے: جب ہم مین محبت کلّی (اہنسا) مضبوط طور پر قایم ہو جائے تو آس پاس کے جنگلی درندو گزندو غیرہ مین بھی عداوت نہین رہ سکتی۔ اگر عمل وجواب عمل (ایکشن اور ری ایکشن) کی مساویت کا مسئلہ درست ہے تو کیون ایسا نہو گا؟

عِلم نا جہل یا عقل ظاہر بین کی رہنمائی بدھمی کے دائمی ہو جانے سے شک کی مہلک تپ دق پیدا ہوتی ہے۔ یہی کفر ہے جو اسلام (شردّھا۔ بشواس) رُوحانی زندگی کو چپکے چپکے کھا جاتا ہے۔ دل مین شک ... رکھتے ہو؟ اسکے بجاے بندوق کی گولی کیون نہین مار لیتے۔

جسے عوام کشف وکرامات (خرق عادت) کہتے ہین کیا اسکی خاطر اسلام اور اکبر دلی درکار ہین؟ ہرگز نہین۔ اسلام اور اکبر دلی تو فی نفسہ مسرت ہین جب کبھی آپ اپنے بڑے افسر سے ملنے اسکی کوٹھی پر جاتے ہین تو کیا افسر کے آس

سننے کی خاطر پیاسے ہیں ۔ جو شیشے کے دروازہ پر قدم بڑھاتا ہوا [illegible] ہے [illegible] تو گلتا ہے ؎

خرق عادت کے بکار آید دل افسردہ را
گر رود بر آب نتوان گفت شد مردہ را

ایک دفعہ درباریوں کے امتحان کے لئے اکبر نے ایک خط کھینچا ۔ اور کہا اسے چھوٹا کر دو ۔ کوئی نیچے سے کوئی اوپر سے کوئی وسط سے خط کو کاٹنے لگا ۔ اکبر بولا "یوں نہیں" ! یوں نہیں ! بغیر کاٹے یا مٹائے کم کرو" بیربل نے اس سے بڑی لکیر پاس ہی کھینچ کر کہا ۔ "یہ لو تمہارا خط چھوٹا ہو گیا" واہ وا ! اسی طرح اگر تمہیں کسی مشرب و ملت کا رشک ہے تو اس خط کو مٹانے یا کاٹنے مت پھرو ۔ مذہبی دنگے ٹھیک نہیں یہ حکمت درست نہیں ۔ تم اپنے دل کو ان کے دل سے وسیع تر بنا دو اپنے پریم بھگتی کو ان کے پریم سے بڑھا دو اپنی الفت انسانی کو ان کی الفت سے دراز تر کر دو اپنی ہمت کو بلند تر کر دو ۔ اپنے خیال کو فراخ تر کر دو ۔ حقیقت (پرمیشور) اپنے یقین (وشواش) کو بڑے سے بڑا یعنے اکبر بنا دو دنیا کی ظاہری جھلک اسماء و اشکال کی چمک دمک ۔ اس نمود و پیدائی کو نا کوئی ۔ تصور تمہارے ناپائدار کی بوقلمونی خواہ کیسی آنکھوں کو اندھا کر دے ۔ فلاسفر اور پروفیسر اس سراب میں پڑے ڈوبیں حاکم اور امیر اس دام عنکبوت میں پھنسے پڑے رہیں پنڈت اور عالم لہر و نہیں الجھے رہیں ۔ جوان اور بوڑھے اس خواب میں پڑے مریں لیکن تمہیں ذات حقیقی کو کبھی نہ بھولنا تمہیں اپنی آنکھ حق مطلق سے نہ اٹھانی ۔ اے اہل یقین ! اے حقیقت بین پھر تجھ مزا رس کا رشک اور کیسے حریف ؟ ؎

قربان عاشق ہیں تیری سرو بلند ہے ترا
بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل ترا دیوانہ ہے

ظاہری ہندو پن ۔ مسلمان پن ۔ عیسائی پن وغیرہ مختلف پیالوں کی طرح ہیں جنمیں پاکیزہ عشق عالمگیر کا دودھ پلانے کی [illegible] وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے لیکن ان سب پیالوں کا دودھ ان سب شہ پاروں کی جان اُلفتی نسبت ۔ یا عشق حق ہے

مذہبِ عشق از ہمہ ملت جدا است
عاشقان را مذہب ملت خدا است

اُن پرانے پیالون کی طرح حضرت اکبر نے بھی ایک جام گڑھا یعنے نئی رسوم وقواعد مین آبِ حیات ڈالا - اس نیے جام کا نام رکھا گیا

دین آلہی

آزادروی کا مشرب تھا - ہندو و مسلمانون کو شیر و شکر کر دینا اسکا مقصد تھا - پیالہ خوب ستھرا تھا - مگر پیالون سے ہماری بھوک یا پیاس نہین بجھ سکتی پیالے تو پیشتر سے بھی بہت موجود ہین - ہمکو تو وہ چاہیئے یا شراب سہی - جگر کی آگ تو وحدت کی آبحیات سے بجھتی ہے - اکبر دلی درکار ہے - خواہ کسی پیالہ مین دیدو - پرانا ہو کہ نیا - زرین ہو کہ سفالی - ع

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا

پیالہ پرستی سے نفاق بڑھتا ہے - یہ سب پیالے بذات خود بُت ہین آخر یہ بُت پرستی کہانتک - مبارک ہے وہ جام نوشی کی ترنگ مین جس کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ گیا - اور ٹوٹ گیا - لا مذہب - ع

قدحے بلبم بود شکستی ربّی

مبارک ہے وہ دولہن جسکے سترو پردہ کو - جسکے کپڑون گہنون کو - جسکے حجاب عروسی کو عین محبت مین خاوند خود آکر اُتارتا ہے - یہ بناؤ سنگار - یہ پوشاک لباس پہنے ہی کسکے لئے تھے ؟ ع

این خرقہ کہ می پوشم در رہن شراب اولے

یہ مبارک موتیون والا جب وشنوؤن کے مندر مین جاتا ہے تو کرشن کی مورتی اُس سے موتی مانگ ہی لیتی ہے - آنسو نکلوا کر چھوڑتی ہے - ؎

ہاتھ خالی - مردم دیدہ ! ابتون سی کیا ملین
موتیون کی پنجہ مژگان مین اک مالا تو ہو

مسلمانون کی مسجد مین گزر ہو تو ؎

سجدۂ مستانہ ام باشد نماز　　مصحف روئش بود ایمان من

کا حال ہوتا ہے - بیشک کچھ نہین ہے ماسوا اللہ کے - عیسیٰ جن سے رجوع کون من
وہ خودی و جسمانیت کا صلیب پر معلق نظارہ اپنے ساتھ صلیب پر کھینچے بغیر کب
چھوڑتا ہے - ؎

نہ دار آخرت نے دار دنیا در نظر دارم
ز عشقت کار چون منصور با دار و گر دارم

کیا یہ اکبر دلی اکبر تک ہی مخصوص تھی اور ہمسے تمسے بالکل بعید ہے ؟
کیا سلطان دلی ظاہری سلطنت ہونے پر موقوف ہے ؟ ہرگز نہین - عیسیٰ
کے ہمرکاب کوئی نو سو گھوڑی تو نہین چلتی تھی لیکن اسکی برکت دل کی بدولت
لاکھون نہین کرورون یورپ کے باشندے غریب عیسیٰ کے نقش پا پر چلنے
مین نجات مانتے ہین - کیا نجر عرب اور کیا عرب کا ایک ان پڑھ یتیم جنگل مین
رہنے والا جسکے دل مین شعلہ اسلام (یقین کی آگ) بھڑک اوٹھی " نہین ہے
کچھ بھی سوا اللہ کے " ریگستان عرب کے بیجان ذرے اس آگ نے بارود کے
دانے بنا دئے اور اس ریت کی بارود آسمان تک اُچھلے اُچھلتے تھوڑے ہی عرصہ
مین ایشیا کے اس سرے سے اوس سرے تک پھیل گئی مشرق و مغرب کو احاطہ
کر لیا - دہلی سے گرینا ڈا تک گھیر لیا - ہائے غضب ! ایک دل غریب دل -
بادشاہ کا نہین - ایک اُمی یتیم کا - اور یہ خدا دلی ! اب کون کہے گا کہ بادشاہ دلی
(اکبر دلی) بیرونی بادشاہت کی محتاج ہے ؟

بیرونی بادشاہت تو بادشاہ دلی کی سد راہ اور مزاحم ہے بدھ بھگوان کو
بادشاہ دلی کی خاطر ظاہری بادشاہت کو ترک کرنا پڑا - اونٹ پر چڑھ کر اونٹ
نہ لینا تو ٹیڑھی کھیر ہے - اسباب ظاہرداری اور سامان دنیوی کے بیچ مین رہکر
پانی مین کنول کی طرح بے لوث رہنے کا سبق آجکل دشوار ہے - اور پچھلے
زمانہ مین مہاراجہ جنک - اجات شترو - بھگوان رام چندر - اور ویدان جنگ
مین نغمہ یزدانی گانے والا دے گئے تھے وہی سبق آج تین سو سال ہوئے روشن
طریق پر شہنشاہ اکبر نے ہمین پھر دیا - مصلحت وقت یہی ہے کہ خواہ کسی حالت مین ہو
اکبر دلی حاصل کر لو -

اہل ہند! مایوس نہ ہو جیئے - بیج اُگے بغیر نہیں رہ سکتے - قدرت کاملہ اس کھیتی کی دہقان ہے - بشواس (ایمان) سے خالی ہون تمہارے دشمن - یقین ہی نصیب تمہاری بلا ہو - میری جان! مٹی کے ڈھیلون مین اناج کا بیج تو اس قدرت سے اُگ آتا ہے - تو کیا تم انسانون کے ساتھ ہی خدا کو مذاق کرنا تھا کہ سرزمین دل مین تخم اکبر دلی نہ اُگیگا - ؟

میدان مار لینا تو خیر اختیاری امر ہے - لیکن دل کا مارنا تو تمہارے اختیار کا کام ہے - اور سچ تو یہ ہے کہ جو صاحب دل ہو گیا وہ صاحب دنیا بھی ہو گیا ؎

مارنا دل کا سمجھتا ہون جہادِ اکبر
وہی غازی ہے بڑا جسنے یہ کافر مارا

اور یہ کہا کرتے ہین - ع - دل بدست آور کہ حج اکبر است - وہان اپنے ہی دل کی تسخیر معنی خیز ہے - اگر ظاہری سلطنت تمہین نصیب نہین تو کم از کم ایک ولایت مین تو حکمران ہو سکتے ہو - وہ کون ؟ وہ ولایت دل! سلطنت قلبی ؎

اگر تن را نباشد دل منور زیر خاکش کن
نباشد در شبستان عزتے فانوس خالی را

حقیقی بادشاہ وہی ہے جو ؎

غم و غصہ و یاس و اندوہ و حرمان
عناد و فساد و عملہاے شیطان ؏

کو اپنی ولایت مین بھٹکنے نہ دے -

کامیابی بخش اتفاق صرف نیکی مین ہو سکتا ہے - جو لوگ غلام نفس رہکر ترقی کی امید کرتے ہین - جو لوگ برائی کی نیت سے ملتے ہین - جہالت کے قائم رکھنے کو اتفاق کرتے ہین وہ ریت کے رسّے بٹتے ہین = انہین صعود عالم (ایوولیوشن) کا بہاؤ مشیت ایزدی کا دباؤ دریاے پستی مین غرقاب کرتا ہے - یہ وہ قانون قدرت ہے کہ اسکی آنکھون مین خاک کوئی نہین ڈال سکتا زور صرف پاکیزگی مین ہے - اگر تھوڑا بہت تجھ پہ حاصل کر چکے ہو تو اپنے دل سے

پوچھو - ہے کہ نہین ؟ لارڈ ٹی سن کا سر گیلاہڈ گاتا ہے - ؎

دس جوانون کی مجھ مین ہے طاقت
کیونکہ دل مین ہے عفت و عصمت

پاکیزگی و راستی - سادہی و سچائی - یقین اور نیکی - اسلام اور اکبر دلی سے بھرا ہوا آدمی علم ترقی ہاتھ مین لیے جب قدم بڑھاتا ہے تو کس کی مجال ہے کہ آگے سے ٹل جائے ؟ اگر تمہارے دل مین یقین اور راستی بھری ہے تو تمہاری نگاہین لوہے کے ستون چیر سکتی ہین - تمہارے خیال کی ٹھوکر سے پہاڑون کے پہاڑ چکنا چور ہو سکتے ہین - آگے سے ہٹ جاؤ - دنیا کے بادشاہو! یہ شاہ دل تشریف لا رہا ہے - سخت پتھر کیطرح ملک مین صدیون کے جمے ہوئے تعصبات اسکے پاون کی آہٹ پاکر اڑ جائین گے - اہلیا کی شلا اس رام کے چرن چھوتے ہی دیوی ہو کر آسمان کو سدہارے گی - عصائے اکبر دلی قلزم کو مارو اور وہ رستہ دیدیگا - سب سے پہلے مسلمان (خود حضرت محمدؐ) کا قول ہے "اگر میرے دائین کان کے پاس سورج کھڑا ہو جائے - اور بائین طرف چاند - اور دونون مجھے ہمکا کر کہین کہ چل ہٹ پیچھے! تو بھی مین کبھی نہین ہٹ سکتا -

اگرچہ قطب جگہ سے ٹلے تو ٹلجائے | اور آفتاب بھی قبل عروج ڈھلجائے
کبھی نہ صاحب ہمت کا حوصلہ ٹوٹے | کبھی نہ بھولے سے اپنی جبین پہ بل آئے

صفا قلبی، راست باطنی، اکبر دلی مین یہ زور ہے - خوف دل اس کے بغیر دور نہین ہوتا - بیم و رجا اسکے بغیر جان کھاجاتی ہے - اور خوف وہ بلا ہے کہ مرد کو نامرد کرتا ہے - ساری طاقت کے ہوتے کچھ ہونے نہین دیتا - جیسے اندھیرے مین عموماً تیرہ فعلی کے سوا اور کوئی کام بن نہین پڑتا - اسیطرح جب دل مین یقین اور اکبر دلی کی روشنی نہو تو انسان سے کوئی کارنمایان بن نہین پڑتا جس قدر پاکیزگی اور یقین دل مین زیادہ گہرا ہوگا اوسی قدر ہمارے کام زیادہ روشن ہونگے

ع - انفس بے نیے چو فروشد بلند میگردد - دنیا کے خوف و خطر - ع -
غم و غصہ و یاس و اندوہ و حزن
اس وقت تک تمہین ضرر پہنچاتے رہین گے جب تک دنیا کے - ع -

نقش ونگار ورنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

تمہین ہلا سکتے ہین اور جب تم دنیا کے لالچون اور دھمکیون سے ہلتے تو تم دنیا کو
ضرور ہلا دوگے - اسمین جو شک کرتا ہے وہ کافر ہے -

اکبر دلی کا ہندی یا سنسکرت ترجمہ ہوگا (مہاآتما) یعنے بزرگ روح وہ آدمی اکبر
دل یا مہاتما ہرگز نہین ہوسکتا جسکا دل تنگ ایک محدود چھوٹے سے دائرے مین بند ہے
جسکی ہمدردی صرف ہندو مسلمان یا عیسائی نام سے وابستہ ہے اور اس سے پرے
نہین جاسکتی وہ تو اصغر دل ہے - اکبر دل نہین لکھو آتما ہے - مہاتما نہین - اکبر دلی کا
تو حال یہ ہے :-

ہر جان میری جان ہے ہر ایک دل ہے دل مرا — ہان بلبل ہو گل - مہرو یہ کی آنکھ مین ہے تل مرا
ہندو مسلمان پارسی سکھ جین عیسائی یہود — ان سب کے سینون مین دھڑکتا ایکسان ہے دل مرا

جاپانی بچہ جب اسکول مین جانے لگتا ہے تو ایک نہ ایک دن اوستاد شاگرد
مین ذیل کا سلسلۂ گفتگو ضرور چھڑتا ہے :-

اوستاد - تم کتنے بڑے ہو؟ جب بچہ اپنی عمر بتاتا ہے تو پھر
اوستاد - تم اتنے بڑے کیونکر ہوے؟

بچہ - خوراک کی بدولت -

اوستاد - یہ خوراک کہان سے آئی؟

بچہ - ہمارے ملک کی زمین سے پیدا ہوئی (بیشک اگر نباتی غذا ہے تو براہ راست
اور اگر حیوانی غذا ہے تو بذریعہ جسم حیوانی انجام کار زمین ملک ہی سے تو آتی ہے)

اوستاد - پس تمہارا جسم جاپانی مٹی سے پھلتا پھیلتا ہے - اور ماں باپ مین طاقت
کہان سے آئی جسکی بدولت تم پیدا ہوے؟

بچہ - غذا سے جو جاپان کی زمین سے نکلی -

اوستاد - پس جاپان کی مٹی سے نہ صرف تم پھلتے پھولتے ہو بلکہ پیدا بھی اسی سے ہوے

بچہ - جی ہان!

اوستاد - پس جاپان کو اختیار ہے جب مناسب سمجھے یہ جسم لیلے -

بچہ - جی ہان! میرا کوئی عذر جائز نہوگا -

پہونچتی بات سمجھ سے [illegible] بیٹھ تک [illegible] جاتی [illegible]
خیال ہمیشہ کے لیے کھب گیا تھا [illegible]
سی بات ذہن مین سما جاتی ہے اور عمل مین آجاتی ہے - ہمارے ملک مین ادھر
تو وہ وان پنڈت اور اُدھر عالم و فاضل ہوا کیے ہین - ان مین عموماً یہ سمجھے کہ
چونکہ ہم ہندو اور مسلمان ایک ہی مان (ہندوستان) سے پیدا ہوے ہین اور
اسی کے دودھ سے پلتے ہین - چونکہ ہم ہندو اور مسلمان دونون کی رگون مین
خون ایک ہی نباتات آب و ہوا وغیرہ سے پیدا ہو رہا ہے -

تو ہم حقیقی بھائی ہین

یورپ کے کسی ملک کا شخص جب امریکہ مین جا بستا ہے تو وہ تین سال کے قیام مین اوسکی کل ہمدردی اور محبت امریکہ کے پڑوسیون سے ہو جاتی ہے - خواہ وہ اوسکے ہم مذہب ہون یا نہون - یہ نہین کہ جسم امریکہ مین اور دل اوس کے اپنے ملک مین رہے -

یورپ کے اکثر لوگ عیسائی مذہب ہین - اور بعض ان مین حضرت عیسیٰ کے نام پر جان فدا کرنا عین راحت سمجھتے ہین - لیکن سارے یورپ مین ایک بھی ایسا نہ ملیگا جو حضرت عیسےٰ کی قوم یا حضرت عیسیٰ کے ملک کو اپنی قوم یا ملک سے زیادہ عزیز رکھتا ہو -

راقم محبت سے کہتا ہے اور محبت پریم وہ چیز ہے کہ اسکی سختی بھی گوارا ہوتی ہے - پیارے اہل اسلام! یہ تفرقہ کیون کہ بقول شاعر - ع -

سر ہے کہین دل کہین جان کہین ہے

صدیون سے ہندوستان مین رہتے ہین تو دل ہندو لوگون سے الگ کیون رکھے جائین!

ہندو پنڈتون سے ہمین یہ کہنا ہے - " مریادا پرشوتم بھگوان کے شبری کے جھوٹے بیر - غریب ملاح سے پریم - بندرون سے گرویدہ کر لینے والی محبت دشمن کے بھائی پر وہ شفقت ذرا یاد تو کرو - اور ذرا یہ بھی یاد تو کرو کہ لفظ "پنڈت" کی مندرجہ ذیل تعریف کون کر گیا ہے - دونون جانب لڑنے مرنے کو

فوجین ٹوٹ رہی ہین - سارے ہندوستان کے شہ زورون کے دل مارے غصے اور فساد کے گویا آسمان تک اچھل رہے ہین - ایسے موقع پر زبان حال سے اور قال سے نور بخش عالم (جگت گورو) کیسے صاف اور رسیلے گیت مین تمہارے لیے پیغام یا حکم چھوڑ گیا ہے - ہزار سال ہو گئے آکاش نے اپنے ڈاکخانہ مین اس چٹھی پر گرو کا نام نہ پڑنے دیا - قاصد ہوا اسے اپنے پرون سے باندھ شمال جنوب - مشرق و مغرب - پرانی دنیا - نئی دنیا - نصف کرہ شمالی - نصف کرہ جنوبی - جاپان - یورپ - امریکہ - آسٹریلیا - سب جگہ پہونچا آیا - آفرین ہے اس کبوتر کی وفاداری کو ! غیر ملک کے لوگ اس مراسلے پر عمل کر کے دن دونی رات چوگنی ترقی پا رہے ہین - پر ہائے تمنے جنکے لیے یہ شرتی یہ وحی پہلے پہل نازل ہوئی تھی اسی عملی برتاو کے وقت بہانون ہی مین ٹال دیا

پنڈت کی تعریف

ماہر علم و فن برہمن مین | گائے مین - فیل مین کہ دشمن مین
سگ مین - سگ کش مین یک نگاہی ہو | دل مین الفت ہو اور صفائی ہو

جس مین اس ایکتا کی رنگت ہے
وہی پنڈت ہے وہی پنڈت ہے
(بھگوت گیتا - ادھیاے ۵ اشلوک ۱۸)

ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوے -

پنڈت تو وہ ہے جو بنگی چشم محبت وا ہے - جو گیان اور پریم کے جوش مین حیوانات نباتات بلکہ پاشان کی پتھر تک مین بھی اپنے ٹھاکر بھگوان کو دیکھتا اور پوجتا ہے چہ جائیکہ پنڈت وہ کہلاے جسے حضرت انسان کے سایے سے نفرت ہو مسلمان کو چھونا پاپ جانے اور عملاً پتھر (پرتما) ہی مین بھگوان مانے -

اکبر کے پاس اس کے کوکا کی کئی دفعہ شکایت آئی - بار بار کی بغاوت اور کئی مرتبہ کی سازش کی خبر مین اکبر نے اس کان سے سنکر اس کان سے نکال دین - جب ہوا خواہان دولت نے سخت گلہ کیا کہ جہان پناہ ! اسقدر

نرمی و رعایت کیون روا رکھی جا رہی ہے - تو جواب دیا کہ " تم لوگ نہین سمجھتے کہ میرے اوس کوکا بھائی کے درمیان دودھ کا ایک دریا بہ رہا ہے جس کو چیرنا میرے لئے ناممکن ہے - مین بھلا کیونکر اسپر عتاب کر سکتا ہون ؟ "

کیا اکبر دلی ہے ! آفرین !

اکبر اور اسکے کوکا نے ایک ہی راجپوت مان کا دودھ پیا تھا -

کیا ہندو اور مسلمان ایک ہی مان ہندوستان کا دودھ نہین پی رہے ہین - ؟

پچھلی شکایتین بھول جاؤ - گلے شکوے سب معاف رو ٹھے یار منا ئیگی

گر زدست زلف مشکینت خطای رفت رفت | ور زہندوے شما برما جفاے رفت رفت
گر دلی از غمزہ دلدار بارے برد برد | درمیان جان و جانان ماجرای رفت رفت

تارے کب روشنی سی نیارے ہین | تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین
اے عدو ! بیٹھ لے بگڑ تن لے | سخت کہدے کہ سست ہی کہدے
جوش غصہ نکال لے دل سے | طاقت طیش آزما تو سے لو

مجھے بھی ان تری باتون سے روک تھام نہین
جگر مین دھام نہ کر لون تو رام نام نہین

(۴)
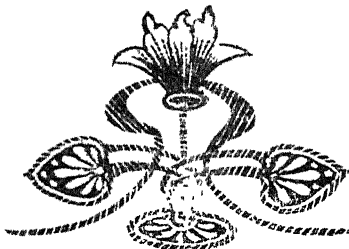
مذہب کی ماہیت

(۱) مذہب سے کیا مراد اور اُس سے کیا مدعا۔ ضرورت اور فائدہ مقصود ہے ؟

(۲) مذہب کی اعلیٰ ترین صورت۔ اور اوس کا اعلیٰ ترین طریق عمل ہے ؟

(۳) انسانی ہستی مین وہ جزو خاص کیا ہے جس سے وہ عمل مذہب اور اُس کا مدعا خاص تعلق رکھتے ہین اور وہ تعلق کس حالت مین کیا ہے ؟

(۴) مدعاے مذہب کو کامیابی سے پورا کرنے کے لیے عمل کیلئے کس کس سامان اور مدد کی ضرورت ہے ۔ ؟

(۵) (ا) کیا ذات ۔ زمانے ۔ مقام ۔ خوراک ۔ اور صحبت کا عمل مذہب پر کوئی اثر ہوتا ہے ۔ اگر ہوتا ہے تو کیا ؟

(ب) کیا صرف اندھا دہند ۔ اعتقاد (اس زندگی کے بعد کامیابی حاصل ہونے کا فرضی قیاس) اور محض کتابی واقفیت اور اون کا بار بار پڑھنا اور سننا ہی حصول مدعاے مذہب کے لیے کافی ہوگا ۔ یا کسی ایسے عمل کی (بھی) ضرورت ہے جس سے ایسے تسلی بخش آثار پیدا ہون ۔ کہ اون سے نتیجہ اعمال مذہب کی مدعاے مذہب سے مطابقت جیتے جی (موجودہ زندگی مین) پایہ ثبوت کو پہونچ سکے ۔ اگر کسی ایسے عمل کی ضرورت ہے تو وہ کیا ہے اور کیا تسلی بخش آثار پیدا کرتا ہے ۔ ؟

(ج) کیا مذہب کے مدعا کو پورا کرنے کا عمل کسی تجربہ کار عامل کی مدد کے بغیر کسی معمولی انسان کے لیے پورا پورا فائدہ مند ہوسکتا ہے ؟

(د) کیا انسانی ہستی کے تعلق مین کوئی قدرتی اسباب ایسے ہین ۔ جو مذہبی عمل کے نتیجے کی ترقی پر کوئی اثر رکھتے ہین ؟ اگر ہین تو کیا ۔ اور کیا اثر رکھتے ہین ؟ ۔

(۶) کسی مذہب کی فضیلت - اوس کا اعتقاد - اوس کا اختیار کرنا - ترک کرنا کس نتیجہ تحقیقات پر منحصر ہونا چاہیے اور اُس کا اثر عام طور پر کب محسوس ہونے لگتا ہے ؟ -

(۷) رچنا (اظہار عالم) کا اصلی باعث اور مدعا کیا ہے ؟

(۸) مذہب اور سائنس - اُن کے اعمال اور مدعاؤں میں کیا فرق اور مطابقت ہے ؟ -

جوابات

(۱) لفظ "مذہب" سے سب لوگوں کی ایک ہی مراد نہیں ہوتی - زمانہ - ملک اور لیاقت کے موافق "مذہب" کا مفہوم بھی بدلتا رہا ہے - رتم کا "مذہب" سے چت (قلب) کی وہ بڑھی چڑھی اوستھا (حالت) مراد لیتا ہے جس کی بدولت شانتی (سرور روحانی استوکل راستی - بشاشت) ادارتا (فیاضی) پریم (محبت عالمگیر) شکتی (طاقت) اور گیان (نور معرفت) ہمارے لیے قدرتی اور ذاتی ہو جائیں - یعنی خود بخود ہم سے پرکٹ (ظاہر) ہونے لگیں - بالفاظ دیگر ہمارے حال قال اور خیال بہ حیثیت ایک محدود جسم جسمانی بندہ کے نہ رہیں بلکہ روح عالم اور جان جہان کی حیثیت ہماری حیثیت ہو جائے - ظاہری اسماء اشکال و اجسام کی حقیقت اصلی (حق) ہی براہ راست چاروں طرف جلوہ گر نظر آنے لگے -

ان معنوں میں مذہب کو لیا جائے تو تمام دنیا کی پیدائش اور وجودگی کا پھل (ثمر) مذہب ہے -

مذہب بذات خود "مدعا" ہے - کل عالم کے مدعاؤں کا مدعا ہے اور اپنا آپ مدعا - تمام عالم کا مقصد اور نتیجہ ہے - وید کا انت (انتہا) ہے ویدانت ہے - اس سے کچھ پرے یا اوپر نہیں جو اس کا مدعا ہو سکے -

"ضرورت" مذہب اسی قسم کی ہے جیسے دریاؤں کو ضرورت ہے سمندر کی طرف بہتے رہنے کی آگ کے شعلہ کو اوپر کی طرف بھڑکنے کی - پودوں

اور حیوانون کو غذا کی - زندہ جانوروں کو ہوا کی - آنکھ کو ضیا کی - بیمارون کو دوا کی -

" فائدہ ۹ " دانستہ خواہ نادانستہ مذہب کے عمل مین آئے بغیر کسی قسم کی کامیابی - عروج و ترقی - آرام وراحت - صحت و طاقت - علم و ہنر - فضل و برکت میسر نہین ہو سکتے -

(۲) کوئی بھی انسان ہو دانستہ یا نادانستہ جس درجے تک اعمال اور خیال سے مذہب کی ایکاگرتا (یکسو دلی) اور سمادھی (مراقبہ) سے گزرتا ہے اُسی درجے تک عروج و اقبال پاتا ہے - اور مذہب کی " اعلیٰ ترین صورت " یہ ہے کہ انسان مین عملاً اور علماً خودی مٹ کر خدائی مین اس حد تک سمادھی (مراقبہ اور یکسو دلی) آجاے کہ بجاے شخصی فلاح و بہبودی کے ملک کا ملک - بلکہ ملکون کے ملک اوسکی محویت کے فیضان کے بہرہ ور پڑے ہون - تمام عالم مین شکتی اور آنند کے چشمے نکلین - صلح اور سرور کی نہرین جاری ہو جائین بشاشت اور طاقت کی صبح صادق پھیل جاے -

" بہترین طریق عمل " - (۱) اپنشد اور گیتا کا بار بار بچار (مطالعہ) اور اُس پر عمل -

(۲) جس گیانی (عارف) کے پاس بیٹھنے سے حیرت محمود (آشچریہ درشا) طاری ہو اُن کے درشن اور صحبت -

(۳) دن مین کم از کم پانچ مرتبہ وقت نکال کر اپنی ذات سے اگیان اور پاپ (ظلمت و جہل) کو نفی کرنا - یعنی اپنے تئین جسم و جسمانیت سے الگ دیکھنا - اپنا آشیانہ و یرانہ تعلقات و خواہشات سے اُٹھا کر چمن حقیقت اور گلستان ذات باری مین لگانا اور اس قسم کے مہاواکیہ -

(کلام عظیم) مین محو ہو جانا :- ۵

آفتابم آفتابم آفتاب — ذرہ ہا دارند از من رنگ و تاب
منبع گفتار حق گفتار ما — چشمۂ انوار حق دیدار ما

(۳۳) انسانی ہستی مین وہ بات (حقیقت) ضرور ہے "جس سے عمل مذہب اور اُس کا مدعا خاص تعلق رکھتے ہین" لیکن وہ خاص حقیقت انسانی ہستی مین کوئی "جزو" نہین بلکہ انسانی ہستی اوسکا جزو کہلا سکتی ہے۔ اور اتنا بھی صرف نمودی۔ یہ حقیقت خاص ایک دریا ہے ناپیدا کنار۔ جس مین سریر۔ من (جسم و عقل) وغیرہ تلون۔ لہرون کی مانند غلط ان پہچان ہین۔ اس حقیقت خاص کو ہندو شاستر مین آتما نام دیا ہے۔

"تعلق کس حالت مین کیسا؟"

چیت من (خیال و گمان) کا اپنی حقیقت پر چھپنا (محو ہو جانا) کو ترک کر شکل واسم سے درگزر (آتما) مین مٹ جانا عین علم عین قوت بن جاتا ہے۔

مثال

جیسے ایک لہر یا حباب اپنے محدود شکل و اسم سے درگزر اپنی حقیقت یعنی آب کی حیثیت سے سب لہرون اور حبابون مین موجزن ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ شفاف ہے وغیرہ وغیرہ۔ یا جیسے قند کا بنا ہوا اُتتا یعنی ہاتھی اپنی حدود شکل و اسم سے درگزر اپنی حقیقت یعنی شکر کی حیثیت سے ہاتھی کے شیر۔ بادشاہ۔ دیوتا مین موجود ہے۔ اور لذیذ ذائقہ۔ سفید رنگ ہے وغیرہ وغیرہ

تفصیل

من بدھ چیت۔ آہنکار کسی دقیق مسئلے پر غور کرتے کرتے اگر ایکسوئی (ایکاگرتا) کے اس درجے پر پہونچ جائین کہ ایک لمحہ بھر کے لیے ان کا نرودھ (مٹ جانا) وقوع مین آجائے تو علم و فضل کی ذات بن نکلتے ہین۔

اگر میدان جنگ مین تعلقات کو تلانجلی دے کر (الوداع کہکر) سر سے گزر کر

کسی کے بدھ - من - چِت (عقل و فکر و خیال) اپنے محدودین سے چھوٹ جائیں تو نربھی تا (بے خوفی) بہادری - زور و طاقت کا دریا نکلتا ہے -

اور من - بدھ - اہنکار جب کسی طرح کے معشوق و مطلوب کو پاکر بیخودی محویت اور ایک گونہ فنا کو پاتے ہیں (جیسے ایک لہر دوسری لہر سے مل کر مٹ سکتی ہے تو سرور ہی سرور بن جاتے ہیں -

پس من - بدھ - چِت - آہنکار (عقل و خیال و ضمیر و خودی) کا آتما (ذات حقیقی) میں محو ہونا ہی دریچہ درونی کا کھلنا ہے - اور من کا آتما کار ہونا ہی کیا علم کیا لیاقت کیا سرور ان سب کا نشکر نور کی طرح باہر پھیلتا ہے -

جب تک من - بدھی وغیرہ کا آتما کار نہیں یعنی محدودیت (جسم و اسم - شکل و نام) سے وابستہ ہیں - چادر موج گویا چہرہ آب کو چھپا رہی ہے - برقع حباب سے دریا محجوب ہو رہا ہے - دریچہ درونی بند ہے - اور آدمی تاریکی جہل - خوف و کمزوری - عذاب و رنج میں مبتلا ہے -

حواس ظاہری اور باطنی میں بھی جو طاقت و قوت ہے - وہ سب آتما ہی کی ہے - ان کا آتما میں فنا ہونا بقا ہے - جیسے موج کا پانی میں مٹنا دریا ہونا ہے آتما سے الگ ان کا بقا چاہنا فنا ہونا ہے - بلبلہ کو پانی سے جدا کرو پھوٹ جاوے گا - ہر ایک شخص کے لیے سونا (آرام کرنا) اسی واسطے موجب زندگی ہے کہ خواب گران حواس باطنی اور ظاہری بباعث بیخودی اپنی ذات حقیقی (آتما) میں محو و مستغرق ہو جاتے ہیں -

(۴) سامان اور مدد

(۱) صرف وہ غذا کھائی اور اتنی کھائی کہ جو جلد پچ سکے اور آسانی سے ہضم ہو سکے -

(۲) نیند بھر سونا -

(۳) صبح و شام باقاعدہ جسمانی کسرت (ورزش) کرنا -

(۴) حتی المقدور ایسی صحبت سے پرہیز جو دل میں (راگ - و دلیش) عداوت یا جذبات بھر دے - اگر صحبت عارفین مل سکے تو واہ وا -

ورنہ تنہائی سب سے اچھی ہے -

(۵) راستبازی - راست گفتاری - راست کرداری - ایثار تما - (دریا دلی فیاضی) چھما (عفو) خلق (پبلک) کے بھلے کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہنا - بہت بڑے معاون ہین -

(۵) (ا) "ذات زمانہ - مقام - خوراک - اور صحبت کا اثر" ضرور ہوتا ہے ان کے موافق آدمی کی چت (قلب) کی حالت ہوتی ہے - اسی واسطے زمانہ مقام - خوراک - اور صحبت کے بدلنے سے چت کی حالت بھی بدل سکتی ہے - اور اسی واسطے تعلیم کا اثر ہونا بھی ممکن ہے - اور اسی واسطے ہر ایک کے لیے عمل مذہب مین پوری کامیابی ہونا بھی ممکنات سے ہے -

"ذات" تو ہر ایک کی آتما (خدا) ہے البتہ جات (حسب ونسب) علیحدہ علیحدہ ہین اور اُن کے اثر اور نتیجے بھی جدا جدا - اور جات (حسب ونسب) کے اثر کی طاقت درختون اور ادنیٰ حیوان مین "مقام زمانہ - خوراک اور صحبت" کی طاقت پر ہمیشہ غالب رہتی ہے - لیکن انسان کے لیے صحبت اور تعلیم کی طاقت ہر حالت مین جات (حسب ونسب کی طاقت پر غالب آسکتی ہے -

(ب) ایسا تشفی بخش عمل بھی ہے جو موجودہ زندگی مین جیون مکتی دے سکے یعنی غم وغصہ اور گناہ سے پوری نجات بخش سکے - اور وہ خیال وافعال وحال سے جسم وجسمانیت کی حیثیت کو بھول کر بہ حیثیت خدائی (سب کا اپنا آپ ہوکر) رہنا سہنا ہے -

اس "تسلی بخش آثار" کی پوچھو - تو خواہ مخواہ ع - دولت غلام من شد و اقبال چاکرم" ہو جاتا ہے - گناہ وغم کی بیخکنی ہو جاتی ہے

(ج) "معمولی انسان" سے اگر مراد اگر اس شخص کی ہے جسکے اندر شوق روحانی عشق کے درجے تک بڑھا تو اُسکو خواہ کیسا ہی پہونچا ہوا تجربہ کار عامل کیون نہ ملے - پوری طرح مدعا کبھی پورا نہ ہوگا - ہزارون ہی راجے مہاراج کرشن بھگوان سے باریاب ہوے - لیکن گیتا تو کسی نے نہ سنی - اور وہ بھی اُسوقت جب

راج عزت - جان - سر - خویش و آشنا دین و دنیا کو کرشن کے چرنون پر نثار کر
بالکل ہار کر - ویراگ سروپ (سراپا شوق) ہو رہا تھا -

اگر شوق صادق ہے تو یہ محض ناممکن ہے کہ تجربہ کار عامل یا اور کوئی مدد جو
ضروری ہے خود بخود کھچکر نہ چلی آئے - کوئلہ کو آگ لگی تو ہوائی آکسیجن کو اپنی طرف کھینچ لاتی
ہے - کیا حضرت انسان کے دل کی آگ ہی اتنی بے بس ہے کہ مرشد کامل کے
وصل سے محروم رہے -

پس یہ فرض ہی محال ہے کہ طالب صادق ہوا، اور ضروری مدد
سے محروم رہے

(د) انسان زندگی مین جتنی ٹھوکرین لگتی ہین اور تکلیفین آتی ہین - بظاہر انکا
سبب خواہ کیسا ہی کیون نہو اگر غور سے دیکھا جاے اور ان مصیبتون کا سامنا
ہونے سے پیشتر کی اپنی اندرونی حالت کو بلا تعصب - دھوکے سے آزاد ہو کر سچ
سچ اور ٹھیک ٹھیک یاد کیا جاے تو بلا ناغہ - بلا امکان استثنےٰ معلوم ہوگا
کہ آفت بیرونی تو پیچھے آئی - زوال اندرونی پہلے آچکا تھا - یعنی دل معمول سے
کہین زیادہ آتما (ذات حقیقی) کی حیثیت عالمگیر چھوڑ کر محدود جسم و اسم کی حیثیت
سے حقارت و محبت وغیرہ مین مبتلا ہو گیا تھا - اور دوسرے پہلو سے دیکھین تو یون
کہو کہ ان دنیاے عالم کی اصلی سروپ (ذات حقیقی آتما - برہم) کو نظر انداز کر کے
ان کے ظاہری اسما، و اشکال مین بری طرح سے الجھ گیا تھا مثلاً عورت کی نتھیا،
(نمودی) صورت شکل کی چاہ مین ڈوب گیا تھا - یا کسیکو دشمن گردان کر اُس
(نام روپ) فرضی سایہ کو سچ مان کر زہر اُگل رہا تھا جو اپنے ہی آپ کو چڑھا -

پیارے یار کا خط آیا - وہ خط بھی پیارا لگنے لگا - مگر اس مین محبت حقیقت در بیت
اُس پرچہ کاغذ کے ساتھ نہین تھی - یار کے ساتھ تھی - اسی طرح بیٹا - عورت -
گھربار، علم و دولت وغیرہ کو خطوط منجانب یار حقیقی (آتما برہم) جان کر اوس یار
ازلی وجہ سے اگر ہماری محبت ان سے ہو تو نبھ سکتی ہے - ورنہ جو ہین یہ چٹھیان
بجاے خود عزیز بنین اور چٹھی والے کو ہم نے چھوڑا (مذہب کے قانون کو توڑا)
تو شامت آئی -

اسس پر وید کا ارشاد ہے :- جو کوئی بھی برہمن کو برہمن کی حیثیت سے دیکھے گا اور آتما کی حیثیت سے نہ دیکھے گا (یعنی برہمن کے جسم و اسم کو محض ٹیلیفون نہ جانیگا جسکے ذریعہ سے آتما یعنی خدا خود باتین کر رہا ہے) تو وہ شخص برہمن سے دہوکا کھائے گا جو کوئی بھی راجہ کو راجہ (جسم و اسم) کی حیثیت سے دیکھے گا اور آتما کی حیثیت سے نہ دیکھے گا وہ راجہ سے دھوکا کھائے گا - جو کوئی دولتمندون کو دولتمندون کی حیثیت سے دیکھے گا اور آتما کی حیثیت سے نہ دیکھے گا وہ دولتمندون سے دہوکا کھائے گا جو کوئی بھی دیوتاؤن کو دیوتاؤن کی حیثیت سے نہ دیکھے گا وہ دیوتاؤن سے دھوکھا کھائے گا - جو کوئی عناصر کو عناصر کی حیثیت سے نہ دیکھے گا وہ عناصر سے دہوکا کھائے گا - اور جو کوئی خواہ کسی شئے کو اسم و شکل کی حیثیت سے دیکھیگا اور آتما کی حیثیت سے نہ دیکھیگا وہ اُس شئے سے دھوکا کھائے گا (یجر وید بریدارنیک انپشد)

یہی قانون زندگی ہے جسکی جو ٹین کھا کر باوجود اسس خواہش کے شہادت مخالف ہونے کے حضرت محمد وغیرہ کو ضرورت پڑی کہ مینارون پر سے پکار پکار کر سنائین :- "لا الہ الا اللہ" اور کچھ نہین ہے سوائے اللہ کے "عیسائی مت مین مصلوب ہو کر پھر جی اُٹھنے (احیاد) سے بھی اسیطرح کا زندہ بحق ہونا مراد ہے زندگی کے کڑے تجربون کی بنیاد پر بُدھ بھگوان اسی قانون روحانی کو زبان حال اور قال سے جنگلون مین سناتا پھرا کہ "جو کوئی بھی اشیائے عالم کو سچ مان کر اون پر بھروسا کریگا دھوکا کھائے گا :

پس یہ قانون روحانی" وہ قدرتی سبب ہے" جو مذہبی عمل کے نتیجے کی ترقی پر غضب کا اثر رکھتا ہے + اگر کوئی فرد بشر اس حقیقت ایزدی (آتما) کے ساتھ ہمدم وہمساز ہو گا تو تمام دنیا اُسکی ہمدم وہمساز ہے + اگر کوئی قوم بمقابلہ دیگر اقوام کے اس راستی اور صلح باطنی کو عمل مین لائیگی تو وہ قوم عروج پائیگی اور برخلاف اسکے جو کوئی شخص بھی اس حقیقت کو عملاً بھولیگا وہ شخص تباہ ہوگا اور جو قوم اسس حقیقت کو حقیر جانیگی وہ حقیر ہو جائیگی - اور جو لوگ اسس قانون مذہبی کو عقلاً جانتے ہی نہین یا عملاً بھول بیٹھے ہین وہ حرف غلط کیطرح صفحہ ہستی سے مٹ جائینگے یا زیر خط بربادی آجائین گے -

(۶) مذہب کی جان (اصلیت) تو اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ تحلیل قلب ہے۔ خودی کی جگہ خدائی کا آجانا ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے۔ اور وہ نہ اول بدل کے قابل ہی ہے۔ اب رہے مذہب کے اجسام۔ وہ کئی ہین اور ضرورت زمانہ ملک اور عوارض کے مطابق اختلاف پذیر ہین۔ عوام کے لیے تو مذہب" سے مراد جسم مذہب ہی ہوتا ہے۔ اس مین مجالس (سوسائٹی) رسم و رواج۔ کھانا پینا۔ بزرگان دین۔ کتب دینی۔ یکسودلی کا ذریعہ۔ خیالات متعلقہ اینروی موت۔ وسیلۂ نجات۔ اور بحث مباحثہ۔ نکتہ چینی وغیرہ بہت زیادہ حصہ لیتے ہین۔ بہ نسبت تحلیل قلب کے۔

جو لوگ حقیقی مذہب سے محض نابلد ہین وہ ظاہری مذہب کو بدلتے پھرتے ہین۔ اور کسی مذہب کی فضیلت۔ ایک کا اختیار کرنا دوسرے کو ترک کرنا وغیرہ" وہ کس نتیجہ تحقیقات پر منحصر" رکھتے ہین۔ اُن کی وہی جانین۔ ہم اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتے۔

(۷) "رچنا (اظہار عالم) کا باعث اور مدعا":۔

یہ سوال دوسرے لفظون مین یون بیان کیا جاسکتا ہے:۔ دنیا کیون بنی؟ دنیا کب بنی؟ دنیا کہان بنی؟ دنیا کس طریقہ سے بنی؟ وغیرہ۔ یا زیادہ تصریح کیجائے تو سوال کی صورت یہ ہوگی:۔

دنیا کس علت (سبب) سے بنی؟ کس زمانہ مین بنی؟ کس مقام پر بنی؟ کس ذریعہ سے بنی؟ وغیرہ۔

جواب:۔ ذرا غور کیا جائے تو دنیا (عالم کے بڑے بڑے ارکان خود سلسلۂ علت و معلول" زمانہ"۔ "مکان"۔ "تعلقات" وغیرہ ہی ثابت ہون گے اس لیے اس سوال کے ضمن مین کہ دنیا کس علت سے بنی؟" یہ سوال شامل ہے کہ "سلسلۂ علت و معلول کس علت سے توع مین آیا؟ اور یہ سوال ناجائز ہے + اسمین چکر دوش (گردش قیاس) ہے۔

اس سوال کے ضمن مین کہ دنیا کس زمانہ مین بنی؟ یہ سوال شامل ہے کہ۔ "زمانہ" کس زمانہ مین پیدا ہوا؟ یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اس سوال کے ضمن مین

کہ "دنیا کہاں پر بنی؟" یہ سوال شامل ہے کہ "کس مکان میں" ظاہر ہوا؟ یہ بھی ناجائز ہے۔

پس آدمی بحیثیت آدمی کے اس مسئلہ پر مغز پچی کرتا ہوا بے فائدہ تضیع اوقات کرتا ہے۔

ع کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا + یہی فرمایا ہے۔

( ) مذہب اور سائنس :-

عمل :- (ا) سائنس کا علم تجربہ و مشاہدہ - قیاس و استقرا پر موقوف ہے اور اس میں طریقہ نفی و اثبات سے رشتہ علت و معلول قائم کیا جاتا ہے مذہب قانون روحانی بھی جو سوال ۵ (د) کے جواب میں مندرج ہو چکا ہے - تجربہ اور مشاہدہ و قیاس اور استقرا سے ثابت ہوتا ہے - اور طریقہ نفی و اثبات پر مبنی ہے کوئی بھی شخص اپنے چیت کی او ستھا (حالت دل) کا صحیح بیان بلا کم و کاست لکھتا جائے اور جو سانحہ یا صدمہ وقوع میں آتا جائے اسی بھی قلمبند کرتا جائے - علم کیمیا و علم الاجسام والے طریقے کو برتاو میں لائے تو مذہب کے قانون روحانی کی صداقت کا معتقد خواہ مخواہ ہونا پڑیگا۔

(ب) :- سائنس اور مذہب کے علموں میں فرق اتنا ہوگا کہ سائنس باہر کی چیزوں پر تجربہ اور مشاہدہ برتے گا جو مقابلۃً بہت آسان ہے - اور بج کی اندرونی کیفیتوں پر تجربہ اور مشاہدہ کام میں لائے گا جو بہت مشکل ہے -

(مدعا) :- سائنس کا مدعا ہے اختلاف میں اتحاد کو دکھانا اور دنیا میں وحدت کا ظاہر کرنا - مثلاً درخت سے گرتے ہوئے سیب میں اور زمین کے گرد پھرتے ہوئے چاند میں ایک ہی قانون (کشش ثقل) کا دریافت کرنا - اور مسئلہ ارتقاد (صعود عالم) کے ذریعے ادنے سے ادنے نباتی بیج ست لیکر حضرت انسان تک رشتہ وحدت اور رسائی دکھلانی اور مذہب کا مدعا بھی (بلکہ خود مذہب) ہے ظاہری اختلاف و مخالفت میں اتحاد و اتفاق بلکہ ساری دنیا میں وحدت و توحید کا دیکھنا اور برتنا -

فرق اتنا ہے کہ سائنس عقلی اور علمی طور پر وحدت کا رنگ دکھاتا ہے -

کہ "دنیا کہاں پر بنی ؟" یہ سوال شامل ہے کہ "کس مکان میں" ظاہر ہوا ؟ یہ بھی ناجائز ہے۔

پس آدمی بحیثیت آدمی کے اس مسئلہ پر مغز پچی کرتا ہوا بے فائدہ تضیع اوقات کرتا ہے۔

ع کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمار ا + یہی فرمایا ہے۔

(۱) مذہب اور سائنس :-

عمل :- (ا) سائنس کا علم تجربہ و مشاہدہ - قیاس و استقرا پر موقوف ہے اور اس میں طریقہ نفی و اثبات سے رشتہ علت و معلول قائم کیا جاتا ہے مذہب قانون روحانی بھی جو سوال ۵ (د) کے جواب میں مندرج ہو چکا ہے - تجربہ اور مشاہدہ قیاس اور استقرا سے ثابت ہوتا ہے - اور طریقہ نفی و اثبات پر مبنی ہے کوئی بھی شخص اپنے چپت کی اوستھا (حالت دل) کا صحیح بیان بلا کم و کاست لکھتا جائے اور جو سانحہ یا صدمہ وقوع میں آتا جائے اسے بھی قلمبند کرتا جائے علم کیمیا اور علم الاجسام والے طریقے کو برتنا و میں لائے تو مذہب کے قانون روحانی کی صداقت کا معتقد خواہ مخواہ ہونا پڑیگا۔

(ب) :- سائنس اور مذہب کے علموں میں فرق اتنا ہوگا کہ سائنس باہر کی چیزوں پر تجربہ اور مشاہدہ برتے گا جو مقابلۃً بہت آسان ہے - اور یہ اندرونی کیفیتوں پر تجربہ اور مشاہدہ کام میں لائے گا جو بہت مشکل ہے -

(مُدّعا) :- سائنس کا مدعا ہے اختلاف میں اتحاد کو دکھانا اور دنیا میں وحدت کا ظاہر کرنا - مثلاً درخت سے گرتے ہوے سیب میں اور زمین کے گرد پھرتے ہوئے چاند میں ایک ہی قانون (کشش ثقل) کا دریافت کرنا - اور مسئلہ ارتقاد (صعود عالم) کے ذریعے ادنے سے ادنے نباتی بیج سے لیکر حضرت انسان تک رشتہ وموت اور رسائی دکھلانی اور مذہب کا مدعا بھی (بلکہ خود مذہب) ہے ظاہری اختلاف و مخالفت میں اتحاد و اتفاق بلکہ ساری دنیا میں وحدت و توحید کا دیکھنا اور برتنا۔

فرق اتنا ہے کہ سائنس عقلی یا علمی طور پر وحدت کا رنگ دکھاتا ہے۔

اور مذہب عملی اور حالی طور پر توحید مین غوطے دلاتا ہے۔

ادھر ارنسٹ ہیکل - پال کیرس - روسے نیز وغیرہ سائنس دانان حال بیرونی دنیا مین وحدت ہی وحدت پکارتے ہین - ادھر اپنشد - تاؤ - ازم تصوف وغیرہ مذاہب متقدمین توحید ہی توحید ہمارے رگ وریشہ مین اُتارتے ہین -

سائنس زیادہ تر پرتکیش پرمان (ثبوت نظری) پر چلتا ہے -

مذہب بھی ساکشاتکار (مکاشفہ - حق الیقین) پر مبنی نہو تو مذہب ہی نہین بلکہ سنی سنائی کہانی ہے یا پکش پات (تعصب) ہے -

پر فرق اتنا ہے کہ سائنس چونکہ اسما و اشکال سے زیادہ تعلق رکھتا ہے حواس خمسہ کی مدد کا زیادہ محتاج ہے اور مذہب چونکہ (واحد ہیولے آتم ستا) کو براہ راست انوبھو (ضمیر) مین لاتا ہے اسلیے اُس درونی آنکھ کو برتتا ہے جو بیرونی آنکھ کی آنکھ (نور) ہے - آجکل سائکالوجی (علم الروح) کی اصطلاح مین مذہب (قلب و باطن) کو روشن کرتا ہے -

(۵)

خود مستی ـ تمسک عروج

آج ست اُپدیش کے ایک پرچے کو گویا ہوا اُڑا لائی اُٹھا یا اسمین ایک مضمون بدین عنوان تھا :- "رام بادشاہ کے نام خط" واہ ! ع

اے کبوتر می پری بر کوی بام آن پری
نامہ بر گردنت بندم گر بآنجا بگزری

از حقیقتی آئی۔

اب آتے ہین اون اعتراضونکے جواب :-

(۱) بھگوے کپڑون سے سادھو (ساہدو) ہوتا ہے ؟

کہین رنگے کپڑون مین رنگا دل بھی پایا جاتا ہے۔ متوالا جوگی بھی نظر آجاتا ہے۔ رام کا دیوانہ مستانہ بھی جلوہ کہاجاتاہے۔ لیکن ہر کس و ناکس پر روشن ہے کہ روشن ضمیری لباس فقیری مین اسیر نہین وہ حقیقی آزادی کسی طرح سے راہ مت اور ڈہنگ فیشن کی عادی نہین ہے۔ جہان جاتے ہوے پاون تھرا جاتے ہین۔ اور سر چکرا جائین وہان بھی یہ بجلی چمک جاتی ہے۔ یہ آفتاب اونچے ہمالیہ کے پوتر برفستان کے اندر صاف شفاف نیلی جھیلون مین جھانکتا ہوا پڑا پایا۔ اور گہری کھائی کے گدلے پانی مین یا آن ہمہ شان درخشان نظر آیا قید خانہ مین وہ آجاتا ہے۔ اور فولاد کی کڑی زنجیرین پڑی رہ جاتی ہین۔ بلکہ اون سے زیادہ سنگین ہاتھ پیر جسم و اسم کی بیڑیان دھری رہ جاتی ہین۔ اندھیری کوٹھری مین بند قیدی پنچھی در پنجہ خدا ادائے شش جہت عالم مین آزاد ٹہلتا ہے یا آٹھوین عرش پر اس اکیلے کی نیلی کھیڑی کے سم کی ٹاپ سنائی دیتی ہے۔ بیچ بازار مین لوگ

چل رہے ہون - اوپر چھت پر گھر والے کام کاج مین لگ رہے ہون ایک کونے
مین بیٹھا کوئی پڑھ رہا ہو - اسے لو! پڑھتے پڑھتے وہ حرف پڑھا جو لکھنے ہی مین
نہین آسکتا - ع - وہ کتاب عشق کی طاق مین جو دھری تھی یون ہی دھری رہی
خلوت در انجمن ہوگئی - مشکل ہی مین جنگل کا مزا آگیا -

سیر کو نکلے خوش قسمتی سے کوئی ہمراہ نہ ہوا - چاندنی کھل رہی تھی یا شفق پھیل
رہی تھی - ہوا سنسنا رہی تھی - سڑک پہ چلتے چلتے یک بیک یہ کون آ شریک ہوا؟
وہی جو وحدہ لاشریک ہے - اُدھر شفق کی لالی آئی - ادھر نرالی شراب رگ و
ریشہ مین سمائی ؎

آن مے کہ ز دل خیزد با روح در آمیزد
مخمور کند چوشش صد چشم سیاہی را

ریل گاڑی مین بیٹھے تھے پہیون کی گھڑگھڑاہٹ کا لگاتار راگ جاری تھا
بات کرنے والا کوئی تھا نہین - کھڑکی کا پردہ جو گرایا تو یکایک دل و جان مین نشہ سا
اُتر آیا - ریل مین بیٹھے بیٹھے جسم و جان (جسم و جہان) جانے کہان کا ٹکٹ لے گئے!
روحانی تیاگ (ترک دنیا و مافیہا) طاری ہوگیا - سچی فقیری بہار دکھا گئی ؎

کہے گردھر کوی راے چڑھی جن خود مستی پ
تن گیان گنگ مین دینی بہائے فقیری گرہستی

(۲) کیا اگنی کے رنگ والے بھگوے کپڑون سے سادھو (سادھو) ہوجاتا ہے؟
سادھو وہ ہے جسکے اندر گیان اگنی ایسی بھڑک رہی ہو کہ دیہ ابھمان یا ریل
تار وغیرہ سے نفرت یا پرانے ڈھنگ سے محبت مطلقاً جل جائے ساری دنیا کو
اُسکے نور معرفت کے شعلے سے اُجالا پڑا ہوا اور آگے چلنے کا رستہ نظر پڑا آئے
اگر یہ نہین تو گیلا ایندھن ہے جو دھوان ہی دھوان کر رہا ہے - جس سے سب
لوگون کا ناک مین دم ہو رہا ہے - جبتک سوکھے گا نہین نہ آپ روشن ہوگا نہ کسی کو
اُجالا کریگا - دل نہین رنگا تو کپڑے رنگنے سے اپنا یا پرایا دُکھ کہان دور ہوسکتا ہے؟
لوگ کہتے ہین گیان اگنی (نور معرفت) کا شعلہ بھڑکانے کے لیے ایندھن کو
پہلے دھوپ مین سوکھا لو یعنی کرم اُپاسنا (شریعت و طریقت) کے ذریعے ادھکاری

(قابل) بنالو۔ رام کہتا ہے جو لکڑی کٹ چکی (جو آدمی سادھو ہو چکا) اوسکے لئے اِس آگ کے پاس پڑے رہنا ہی بہت جلدی سوکھا کر ادھکاری بنا دیگا۔ البتہ جو ابھی ننھے پودے ہین اونکو اُگنے دو۔ اُگین گے نہین تو لکڑی ایندھن کے لیے کہان سے آیگی؟ بکری کی اُون اُتارنے سے ہی اونی کپڑے بنتے ہین پر اون بڑھنے تو دو۔ آئے ہی گی نہین تو پشم کہان سے لاؤگے؟

اسی طرح جن لوگون کے خیالات (انتہ کرن) ابھی کچے پودون کی مانند ہین وہ نہال امید تو نہ کاٹنے کے لایق ہین نہ جلنے کے لایق ہین جن پر اُون آئی ہی نہین اُتارین گے کیا؟ وہ مونڈ ہین گے کیا؟ ایسے لوگون کے لیے کرم مارگ (جادۂ اعمال) قدیم زمانہ سے مقرر چلا آتا ہے کہ وہ امیدون کے کھٹے میٹھے پھل تھوڑی مدت ذرا چکھین اور کرم (اعمال) کی بھول بھلیان مین ٹھوکرین اور ٹکرین کھا کھا کر گیان اور تیاگ کے جادۂ مستقیم کو خود بخود ہو لین۔

ذرا اب غور کیجیے پودھا اُسی صورت پر بڑھے گا جس قسم کا بیج ہوگا۔ کرشن نے دیکھا کہ ارجن کے اندر بیج تو ہے انتقام (بدلہ) لینے کا اور اوپر سے اس وقت باتین بنا رہا ہے۔ دیالو برہمچاری کی سی۔ بیج تو بویا کانٹےدار ببول (کیکر) اور پھل پایا چاہتا ہے آم۔ نہ چار اُسے دیالو ارحم کیطرف سے ہٹا کر جنگ و جدال پر آمادہ کیا۔ پیارے کھاتو لیا جمال کو ٹہ (جنیو ہوٹہ) اور اب جنگل جانے مین عار مانتے ہو؟

کرم کانڈ (جادۂ اعمال) کے متعلق یہی کیفیت زمانۂ حال کے ہندستان کی ہے۔

بیج یعنی خواہشین تو سرزمین دل مین بوے بیٹھے ہین بیسوین صدی والی۔ اور باتین بناتے ہین بیسوین صدی قبل مسیح والی متعلق کرم کانڈ جیسی چاہ (خواہش) ہوگی ویسا ہی چاہیے ... (فرض) ... ہوا رہیگا اگر راجسویہ۔ اسویہ۔ اشومیدھ۔ ... پورن ماس ... وغیرہ یگیون والی چاہ اب دلون مین نہین تو ان یگیون کا کرنا چاہیے ... نہین ہوگا۔ آج ... ہے یورپ۔ امریکہ۔ جاپان۔ آسٹریلیا وغیرہ کے

مقابلہ مین جون توں کرکے جان بچانے کی ''پس آج'' چاہئے ہندوستان کو اس قسم کی تعلیم پانا اور صنعت وحرفت کو عمل مین لاتا جس سے روز افزون بے سروسامانی کے عذاب سے بچ سکین -

کرم کانڈ زمانہ اور ملک کے ساتھہ ہمیشہ پیچھے بدلتا چلا آیا ہے اور آیندہ بدلتا رہیگا پر آتما (حقیقت) تبدیلی سے بری ہے اور اسکا گیان (علم حقیقت) ہمیشہ ایک رہیگا جو لوگ اپنے سودھرم کو (یعنی اپنے متعلق کے کرم کانڈ کو) اپنی موجودہ ڈیوٹی (فرض) کو نشکام ہوکر (نتیجہ کے خیال کو نظر انداز کرکے) پوری ہمت سے - دل وجان سے - محنت اور دھیان سے نباہتے ہین وہی ایک آتم گیان (نور معرفت) کے جلال سے درخشان ہوتے ہین (دیکھو بھگوت گیتا) -

آتم گیان وشنو ہے جو ہمت اور شیر مردی کے گرڑ (شاہین) پر بیٹھتا اور سواری کرتا ہے - یہ آتم گیان اپنے گرڑ (ہماے ہمت) پر سوار جب ہندوستان کی ہوا پر لہراتا تھا تو خاوند حقیقی کی نگاہ ناز کا شکار ہونے کے لیے لکشمی (دولت) چارون طرف ناچتی تھی - بلکہ کوہ وصحرا مین لوٹتی پھرتی تھی - زمین نے چھپے چھپاے خزانے اور جواہرات قدمون مین پیش کئے - کوہ نور اُگل دیے - چرنون پر نثار کئے شگفتہ بہار نے کف پا (ننگے تلوون) کے بوسے لیے - ع -

دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

جہان سرو شمشاد ہون گے قمری آ بیٹھے گی - گل ولالہ ہون گے بلبل آ چہچہائیگی تم ہند مین علم وحرفت کی خوراک کھلا کر شاہین ہمت (گرڑ) تو پالو - وہ ہی عملی گیان (حقیقی معرفت) روپی وشنو پھر یہان موجود پاؤ گے -

او عین عرفان! گیان سروپ! آنند روپ! اگر ہندوستان کے باون لاکھ سادھو سنتون مین ایک ہزار بھی ایسے ہون جنکے سینون مین آپکی گیان گنگا کی ایک ذرا جتنی نہر لہرین مار رہی ہو تو ہندوستان تو کیا تمام دنیا نہال ہوجائیگی - ؎

ایہ جگ اُٹھ داجا تداستنان نون خبر کرد
سنت نہ ہوندے جگت مین جل مرداسنسار

جن لوگون کو علم سیاست مدن (علم الاقتصاد - پولیٹکل ایکونومی) کے زور سے برہم نشٹھ مہاتماؤن کی موجودگی گران گزرتی ہے - وہ اپنا ہی برا چاہتے ہین - لع -

سنگے زنی بر آئینہ بر خود ہمیزنی

جو فقیر اپنے رنگ مین رنگا ہوا نشۂ عرفان مین متوالا مستانہ ہو رہا ہے - وہ تو شاہونکا بھی شاہ ہے - کس کو مجال ہے - اس رنگیلے چھبیلے شاہ حقیقت کے آگے چون بھی کر جاے - ماہ نو اسی کے قدمون مین سجدہ کرتا ہوا دنیا مین عید لاتا ہے - آفتاب اسی کی نگاہ نور بخش سے منور ہو کر چمکتا پھرتا ہے - سمندر کا طوفان اسی کا ایک ادنی ولولہ ہے - کس کو مجال ہے اس طوفان جلال کیطرف آنکھ بھر کے تک جاے - مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ایک آنکھ نہین تھی - کہتے ہین فقیر نے بر دیا کہ کسی مین یہ سا ہش نہ پڑیگا کہ تیرے چہرے کیطرف نگاہ اٹھا سکے - چہ جائیکہ عیب جوئی کرے - جب راجہ رنجیت کی پیشانی کے عیب و صواب کوئی نہین دیکھ سکتا - تو مہاتما سادھو - سچے بادشاہ کی طرف نگاہ عیب بین رکھتے وقت کیا اندھی نہ ہو جائیگی ؟ - ع

سحر خورشید ازان بہ در کوئی تو می آید

دل آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

سچے سادھو - فقیر (گیانی مہاتما) کے برخلاف اگر کسی کی زبان بولنے لگیگی تو گنگ ہو جائیگی - ہاتھ چلنے لگے گا - تو سوکھ جاے گا - دماغ سوچنے لگے گا تو جنون آجاے گا - کوئی شک و شبہ والی بات تو رام کہتا ہی نہین - چشم دید حقیقت بیان کرتا ہے - سچے سادھو کی توہین ہو اور رام ست ؟ سیر ہر ہر - خواب مین بھی ممکن نہین - کیا کرم کانڈ کے قیدی اور کیا سچ مچ آزاد سادھو - سب کو پرنام - رام - رام - رام سلام -

سادھو فقیر کو یہ مشورہ دینا کہ توحید کا آب حیات پینے پلانے کے بجاے ریل - تار - جہاز - بندوق وغیرہ بنانے کی فکر مین ڈوب مرین - یہ صلاح و مشورہ رام کے دل و زبان سے تو نہ نکلا - نہ نکلتا ہے - نہ نکلے گا -

ہان جب سادھو لوگ اپنے سروپ کو بھول کر اپنی حقیقی سلطنت (اصلی جگدی

سے نیچے اُتر آتے ہین تو اُن کو کتے بھی پھاڑ کھاتے دوڑین گے اس حالت ہین اپنی توہین وہ خود کراتے ہین بے حرمتی اور دکھ کو ایک گونہ لالچ دیکر بلاتے ہین۔
اندر جب خواب ہین سو کر (خوک) بنگیا تو باقی دیوتا اپنے راجہ کی یہ گت (درشا) دیکھکر نادم ہوے۔ اس کو جگانے کی فکر ہین پڑے۔ لہذا اندر کو خواب بد مین کھجلی۔ بھوک مار پیٹ وغیرہ طرح طرح کے درد و رنج کا شکار ہونا پڑا۔"
سورج گرہن کے موقع پر سورج کی شبیہ الوان (اسپیکٹرم) ہین کالی دہاریان دیکھی جائین تو سفید نظر آتی ہین۔
جانتے ہو یہ دہاریان کیا بتاتی ہین۔ اون سے یہ پتا لگتا ہے کہ سورج ہین کون کون سی دہات وغیرہ عناصر ہین۔ سورج کی جائداد کا کھوج ملتا ہے۔ گرہن کے اندر جائداد روشن معلوم ہوتی تھی۔ سایہ اُترا تو وہ تاریک خسوف کا لاکلنک (سیاہ الزام) نظر آنے لگا یہی حال ہر ایک "ہین میری" (یعنے قبضہ تصرف) کا ہے۔ اگیان کا تاریک خسوف بذات خود بڑے سے بڑا کلنک ہے لگا رہے تو یہ چھوٹے چھوٹے کلنک یعنی ہمارے دعوے اور تصرفات (خواہ مال و دولت کے متعلق ہون۔ خواہ علم و عقل کے اور خواہ سیناس وغیرہ آشرم کے) روشن اور پیارے سے لگتے ہین۔ لیکن وہ بڑا عیب (اگیان۔ جہل ذات) جب اُٹرا۔ دعوے قبضے بیٹھے نہین لگ سکتے۔
سیاہ دہاریون کا درشٹانت تو خواہ غلط بھی ہو جائے لیکن یہ امر بہر حال دائم و قائم ہے کہ دلی تعلقات و تصرفات۔ اندرونی دعوے و امساک سخت ظلمت کے جگنو ہین۔ شاستر اور عرفان کی بات تو دور رہی معمولی تجربہ کی روشنی ہین ان کا داغ سیاہی (کلنک) ہونا بلکہ پاس و حرمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔
توجہ :- ذیل کی تحریر کو پڑھتے ہوے یہ دھیان رہے کہ دعویٰ۔ قبضہ تصرف امساک وغیرہ کا حقیقی واسطہ صرف دل (قلب) سے ہے جسم سے نہین بیرونی افلاس اور چیز ہے اور دل کی فقیری اور چیز۔ کپڑا رنگنا اور بات ہے اور حقیقی سیناس اور بات ہے۔

دعوی اور سپاہی :- یہان دعوے (کچھ جکڑ) ہے وہین سپاہ دلی ہے
تباہی ہے - یاس وحرمان ہے - ناکامی ہے - نامرادی ہے - خرابی ہے -
بربادی ہے - دل کی اوستھا تغیر پذیر ہے - اور باہر کے سامان بھی متغیر ہین
اتنا تو ہر کوئی جانتا ہے - اب رہی یہ بات کہ آیا باہر کی تبدیلیان اور اندرونی
تغیر آپس مین کچھہ تعلق بھی رکھتے ہین کہ نہین - اگر رکھتے ہین تو کیا ؟ -

اتنا تو ہر کوئی مان لیگا کہ بوجہ موسم - مکان صحبت - خوراک کے بدلنے
سے من (باطن) مین تبدیلی واقع ہوتی ہے - اور بری یا بھلی خبر سے دل
شاد یا مغموم ہو جاتا ہے - پر ایک بات اور بھی ہے جس کا پورے طور پر
عملی یقین آنا ہی چشم باطن کا وا ہونا ہے - جسکی بیخبری سے "نانک دکھیا سب سنسار
ہو رہا ہے" وہ بات کیا ہے ؟

اٹل قانون روحانی :- جب تک -

دل سے پنڈ جکڑت — باہر رگڑ جھگڑے
دل سے چھوڑ آس — مرادین آئین پاس

گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب ۵

مطلب طلب - ۵

مانگا کرین گے ہم بھی دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ

یہ قانون عمل سائنس والے قیاس - استقرا - تجربہ - مشاہدہ - اور
طریقہ نفی اثبات سے بلا امکان استثنا ثابت ہوتا ہے - الزام اورون
کے سر چڑھانے کی - جوابدہی اورون کے منڈھنے کی عادت کو چھوڑ کر اگر
ہم بے رو و رعایت اپنی زندگی کے رنج و راحت آمیز تجربون کی جانچ و بن پڑتہ
کرین تو معلوم ہوگا کہ دل کا دنیا کی کسی شئے مین اُلجھنا (یعنی اوسے عملاً ستیہ یا
یا حقیقی ماننا) ضرورت مین پڑنا - کدورت مین اُڑنا یا کسی طرح کی بھی اہم وشکل ہو
دل بستگی کا نتیجہ بلا ناغہ سرگشتگی اور دل خستگی ہوتا ہے - اور یہان جب بھلے
برے عوارض او حوادث ارد گرد کے حالات اور اسباب شفاف کی طرح

نگاہ حق بین کو نہیں روکتے۔

دنیا کے سب بکھیڑے — جھگڑے فساد جھیڑے
دل بین نہیں رڑکتے — نہ نگاہ کو بدل سکتے
گویا گلال ہین یہ ++ — سرمہ مثال ہین یہ

جب یہ جلالِ ذات سحاب حاجات کو اُڑاتا ہے۔ جب مہر و ماہ بین اپنا ہی نور نظر آتا ہے۔ جب اس بات کا حق الیقین آتا ہے کہ ماضی حال اور مستقبل کے عارفان و کاملان بین میرا ہی پرتو ذات جگمگاتا ہے۔ جب قلب اس معاملہ کو ہیچ پاتا ہے کہ ؎

مجھ بحر خوشی کی لہرون پر دنیا کی کشتی رہتی ہے
از سیل سرور دھڑکتی ہے چھاتی اور کشتی بہتی ہے

جب جسم و اسم کی محدود حیثیت سے آزاد ہو کر برتر از بیان سرور روحانی بین طبیعت محو ہو جاتی ہے۔ جب وہ شراب حقیقی رنگ لاتی ہے۔ ع

کان ہمیشہ دبے دست و لب از کام جانہار یختہ

جب سامان ظاہری اور اسباب دنیوی کو بے اعتنائی اور لاپروائی کی ترنگ بحر استغنا بین بہا لیجاتی ہے۔ اور قہقہا لگاتی ہے۔ ع۔

این دفتر بیمعنی غرق مے ناب اولی

یعنی جب نشہ سماوی آتی ہے۔ تب دنیا کی متاع و مال۔ فتح و اقبال۔ بھوت۔ پریت۔ گھنون کیطرح اسما، اشکال کی شمشان عمومی (قبرستان) بین شورو پ مہاتما (صاحبدل) کے اردگرد جھمگٹ مچاتے ناچنا شروع کردینے بین جھمگھٹ کرتے ہین۔ دھما چوکڑی مچاتے ہین۔

کیا شک و شبہ کی گنجائش ہے؟

او ہت کوڑی کے کنگن پہنے ہوے مجرم! اگر اسوقت بھی تو ایک لمحہ بھر کے لیئے یا حقیقت بین جسم و جہان کو سچ مچ بھول جائے۔ اپنی بیخود ذات بین جاگ پڑے تو سزا کا فتویٰ دینے والے جج کا دماغ رُک جاے۔ اظہار لکھنے والے مسلفوان کا

قلم رک جاے - پکڑنے والے کوتوال کا ہاتھ رک جاے - جرح کرنے والے وکیل کی زبان رُک جاے - کون دماغ ہے جو تیرے بغیر سوچ سکتا ہے - کون زبان ہے جو تیرے بغیر بول سکتی ہے - کون ہاتھ ہے جو تیری قوت بغیر چل سکتا ہے؟ یہ ہی جان! سب قصوروں کا قصور (سب پاپوں کی جڑ) اپنی ذات پاک کو عملاً یا علماً بھولنا ہی تھا - دراصل اگر قصور ہے تو فقط اتنا ہی ہے باقی سب جُرم اور قصور اسی کے مختلف بھیس ہیں - کیوں ہو مجرم اہلکاروں کی خوشامدین پڑے یہ کچہری وہ نہیں -

لکھا ہے بھرگو نے وشنو کے بام انگ میں (بائیں پہلو میں) لکشمی (یعنی دولت دنیا کو) بڑے زور سے لات جڑ دی - وشنو نے اوٹھ کر بھرگو کے چرنوں کو پریم کے آنسوؤں سے دھویا - سر کے کیشوں (بالوں) سے پونچھا - اور چشم سر و دل میں جگہ دی - اور اُس چوٹ کے نشان کو سرٹیفکٹ (سند فاخرہ) جان کر تا ابد پہلو میں اختیار کیا واہ! جو برہم نشٹھ (محو فی الذات) لات مارتا ہے دولت دنیا کو اُسکے چرن (قدم محبت بسر و چشم) خدا کے بھی سر پر کیوں نہ ہونگے اور جو کوئی بھی دولت دنیا (لکشمی) سے لپٹ کر خواب غفلت میں لوٹتا وہ بھکھاری (گدا) سے بھی لاتیں کھاے گا شہنشاہ عالم اور نہ ابھی کیوں نہ ہو پس یہی قانون ہے - یہی ویدانت کی عملی تعلیم کا لب لباب ہے - اس میں سنیاسی فقیروں کا ٹھیکہ نہیں - اس روشنی کی تو سب کو ضرورت ہے کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی - کیا موسائی - سکھ - پارسی - عورت مرد - چھوٹا بڑا ادنے اعلیٰ - ہر کوئی اس نور حق سے فیضیاب ہونے کا مستحق ہے - اس آفتاب کی روشنی بغیر کسی کا جاڑا نہیں اُترےگا - اس دھوپ بغیر کسی کا پالا نہیں دور ہوگا اس میں خالی ماننے کی تو بات ہی نہیں - ٹھیک ٹھیک جاننے کا معاملہ ہے یہاں بحث مباحثہ کی گنجائش ہی نہیں - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟ اتنے علم کی عملی واقفیت نہ ہونے سے سب کا ناک میں دم ہوتا ہے:-

"قانون کی لاعلمی عذر معقول قرار نہیں پا سکتی"

پس تیاگ - ویراگ (آتم گیان) کو لے لو - باقی سب کچھ خود آے گا -

اسیواسطے وید کہتا ہے۔

आत्मानं वा बिजानीयात
अन्या वाचं विमंचथ

آتما کو پورا جان لو۔ اور کسی چیز کی پرواہ مت کرو۔

علم را و عقل را و قال و قیل جملہ را انداختم در آب نیل
اسم را و جسم را در باختم تا کمال معرفت دریافتم

کلج مین ایم۔اے۔پاس کرکے بعض نوجوان تو کالج مین پروفیسر بنجاتے ہین۔ جوکچھ پڑھا اُسی کو پڑھاتے رہنا اُن کا پیشہ ہو جاتا ہے۔ اور کالج سے ایم۔اے۔پاس کرکے بعض نوجوان وکیل یا مجسٹریٹ وغیرہ بن جاتے ہین۔ اب وہ کالج کے مضامین (ریاضی وغیرہ) دوبارہ دیکھنے کا شاید کبھی بھی موقع نہ پائین۔

ایم۔اے۔پاس کرنا سب نوجوانون کے لئے ضروری تھا۔ لیکن پروفیسر بننا لازمی نہین۔ اسی طرح "آتما کو پورا جان لینا اور کسی چیز کی دل سے پرواہ نہ کرنا" تو ہر فرد بشر کا فرض ہے۔ لیکن رات دن ادھیاتم بچار اور سمادھی مین لین رہنا۔ سچانند (سرور ذات) مین موجزن رہنا (لہرین مارنا) یہ خوش قسمتی ہر ایک کا حصہ نہین۔ یہ پروفیسری کام ہے جسے سنیاسی فقیر لوگونکا۔ وہ لوگ جو حسب اقتضائے فطرت ادھیاتم ودیا ردیی (یعنی معرفت ذات کا) ایم۔اے۔پاس کرکے اُسی ودیا کی تعلیم و تعلم اور علم کو پیشہ نہین بنا سکتے اُن کے لئے وید کا فرمان ہے۔

कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतं समाः । एवं त्वयि
नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे —

(ایشاواسیہ اپنشد)

"اگر کام کاج (افعال) مین لگے ہوئے بھی تم زندگی کے سو سال بسر کرو۔ تو بدین شرط (علم حقیقت اور فقیر دلی ہونے پر) تم عیب سے مبرا اور نقص سے معرا ہو۔ لیکن کسی اور صورت سے نہین"۔

"اگر کام کاج (افعال) مین لگے ہوئے بھی تم زندگی کے سو سال بسر کر دو۔ تو بدین شرط (علمِ حقیقت اور رفقیر ولی ہونے پر) تم عیب سے مبترا اور نقص سی معرا۔ لیکن کسی اور صورت سے نہین"۔

کسی بڑے جاگیردار کا بیٹا گو مجبور نہین کیا جاتا لیکن پھر بھی وہ عموماً ٹینس کرکٹ فٹ بال یا شطرنج گنجفہ وغیرہ کھیلو نین مصروف پایا جاتا ہے۔ اور اس کھیل کود کے کام کاج مین لگنے سے وہ اپنے پیدایشی حق (امارت) سے گر کر مزدورون کے زمرے مین بھی نہین گنا جاتا۔ اسی طرح جنھون نے اپنے حقیقی پیدایشی حق۔ (خدائی شہنشاہی) کو لے لیا ہے وہ اگر شغلاً ریل تار مشین وغیرہ کام کاج کے کھیل مین ہٹ (چوٹ پر چوٹ) مارتے ہین اور آسمان تک گیند کو اُچھالتے ہین۔ اُنکی شاہزادگی سے کون منکر ہو سکتا ہے؟ اور کھیل مین بازی جیتنا بھی صرف خدا ہی کا حصہ ہے۔ کیونکہ وہ بے فکر ہے۔ اور جسکا فکرون کے بوجھ سے دم نکل رہا ہے وہ لدو دنیا کے کھیل کو کیا خاک کھیلے گا؟ کرم کا نشکام (بلا چشم صلہ) ہونا گیانی (عارف) سے خود بخود وقوع مین آتا ہے اور جہان سوبھاوک (خود بخود) کرم نشکام ہے۔ کامیابی غلام ہے۔ اور یہی عارف جو نشکام کرم مین یہی ہین جن کو سیناس کا وہ گاڑھا رنگ چڑھتا ہے کہ اندر سے پھوٹ کر باہر نکل آتا ہے۔ باہر رنگے کپڑون سی اندر نہین جاتا۔ جو لڑکے خوب کھیلتے ہین نیند بھی اُنہین کی گاڑھی ہوتی ہے۔ اس چھوٹی سی دنیا مین بے فکری سے کھیلنے والے بیفکری سے سوئین گے۔ نیشکرم ہوئین گے۔

مہاتما دیوسین کی رائے تو ہے یون کہ ادھیاتم ودیا پیشتر اسکے کہ برہمن لوگون مین اُترے جو کرم کانڈ مین ازبس مصروف رہتے تھے۔ راجہ لوگون کے اندر پرگھٹ ہوئی۔ اور لبعد مین برہمنون نے اسے سنبھالا۔ اِس بات کو خاص وید کے کئی حوالے دیکر اور مختلف دلائل سے وہ اپنی طرف سے پایۂ ثبوت کو لیجاتے ہین اب گو رام اُن سے اتفاق نہین کرتا۔ اور اُن کے حوالہ جات کو کافی نہین جانتا اور اُن کے دلائل کو ناقص جانتا ہے۔ تاہم اس بات سے انکار نہین سکتا راجہ اجات شترو۔ برداآہن جیبلی۔ آشوپتی۔ کیکیہ۔ پرتردن۔ جنک۔ کرشن

رام تیرتھ ۔ شنکر ۔ دھروج ۔ الرک وغیرہ سینکڑون راجے مہاراجے اس درجے کے بے تعلق فقیر دل ہو گزرے ہین کہ کون سنیاسی اُن کی برابری کرے گا ۔ اشوک ۔ نجرپت سنگھ ۔ بابر ۔ اکبر ۔ کرام ویل ۔ الزبتھ ۔ واشنگٹن ۔ بلکہ چارلس اعظم جسے نادان لوگ ناستک قرار دیتے ہین ۔ وغیرہ کی اندرونی زندگی پر جب غور کی نگاہ ڈالی جاتی ہے تو اُن کی باطنی بے تعلقی ۔ فقیر دلی ۔ قلبی درویشی کو دیکھکر بُدھ اور عیسیٰ یاد آتے ہین ۔

علم تاریخ کی جو کتاب اس قانون کو واضح نہین کرتی ۔ جو قومون کے عروج و زوال ۔ خاندانون کی تباہی اور اقبال ۔ شاہون کی پستی اور کمال مین سبب حقیقی ہے ۔ وہ کتاب فقط کانٹون کی باڑھ ہے جس کے اندر کھیتی نہین یا بیج دھج کر آئی ہوئی برات ہے جسمین دُلہا نہین ۔

بات تھی جو اصل مین وہ نقل مین پائی نہین ۔ اسلئے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین
ایک سے جب دو ہوے تو لطف یکتائی نہین ۔ اسلئے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین
ہم ہین مشتاق سخن اور اُسمین گویائی نہین ۔ اسلئے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

لوگ کہتے ہین ۔ گو باقی علوم و فنون مین بھارت ورش کبھی سب ملکون سے آگے رہ چکا ہے ۔ لیکن ہندوستان مین اہل مغرب کی طرح صحیح تاریخ نویسی کا مادہ نہین تھا ۔ ہو گا ۔ مگر یہ جو سن ولادت ۔ سال فوت ۔ خاکۂ جنگ ۔ انقلاب حکومت ۔ شجرۂ نسب ۔ خاندان شاہی ۔ دوران تباہی ۔ واقعات ملکی ۔ غدر و سرکشی وغیرہ کی تشریح و تصریح سے دفترون کے دفتر کالے کر دیئے گئے ہین کیا یہ صحیح علم تاریخ مین شامل ہو سکتے ہین ؟ علم تاریخ مین تو نہین لیکن عظیم تاریخ مین البتہ داخل ہین ۔ اہل مغرب کے قلمبند کئے ہوے اس قسم کے واردات اور حالات تاریخ کی خشک ہڈیان کہلا سکتے ہین ۔ اور وہ بھی عموماً بے ترتیب اور بے محل ۔

سر آرتھر ہیلپس ۔ ایک جگہ لکھتا ہے :۔ "تاریخ میرے سامنے مت پڑھو ۔ مین جانتا ہون کہ سوائے غلط اور جھوٹ ہونے کے کچھ نہین ہوگی " ۔
"ہنری تھورو" کا مقولہ ہے :۔ "میتھالوجی (علم متھیا کتھا ۔ قدیم فسانہ وغیرہ) مین

زیادہ سچائی پائی جاتی ہے بہ نسبت تاریخ کے۔"
شاپن ہاور۔ کا قول ہے:۔ "تاریخ زمانہ کے لئے اخبارات منٹ بلکہ اکثر دفعہ سیکنڈ کی سوئی کا کام دیتے ہین۔ جس گھڑی کے منٹ ہی درست نہین گھنٹے کہان ٹھیک ہون گے۔"
ایمرسن:۔ "بیر کا حال وہ لکھتے جو اُسی درجے کا بیر ہو" گھائل کی گت گھائل جانے۔ اور جگہ لکھا ہے:۔ "ملٹن کو وہ سمجھے جو خود ملٹن ہو"   ع
ولی را ولی می شناشد

جو بیانات پیش کئے جاتے ہین۔ اگر صحیح ہون تو عموماً ایسے بالائی سطح پر کے ہوتے ہین جیسے کوئی گھڑی کی ڈائل۔ کیس اور سوئیون کا حال تو کہدے۔ لیکن اُس کے اندر کی بناوٹ (کلا) کا کچھ پتہ نہ دے۔ اتنے بیان سے کسی کی بگڑی گھڑی نہین سنور تی۔ فقط اتنا علم عملی طور پر کچھ فائدہ نہین دیگا۔ بلکہ دماغ پر بوجھ کی طرح پڑکر "نیم حکیم خطرہ جان۔ نیم ملا خطرہ ایمان" والی صورت لائیگا۔ میان مورخ! اگر بتاتے ہو تو وہ بات بتاو جو میرے کام بھی آئے۔ اجنبی نام اور سنہ یاد کرنے سے میرا کچھ نہین سدھرتا۔ بے روح ہڈیان کوئی سبق نہین دتین۔ علم بے خدا تاریخ تاریکی کو نہین ہٹاتا۔ آدمی کا لکھا ہوا افسانہ پڑھنے کو بیٹھین تو چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ کیا خدا کا ناٹک (دنیا) ایک معمولی فسانہ کے برابر بھی لطف نہین رکھتا ہے اور اس لطف اور دلچسپی کو دکھانا صحیح تاریخ نویسی کا کام ہے۔

ایسی تاریخ کا مصنف وہ ہو سکتا ہے جو عالم کے مصنف کو سچ مچ پہچانتا ہو۔ قدرت کے قانون روحانی کو پوری طور پر جانتا ہو۔ قدرت کے روحانی قانون کو کون جان سکتا ہے؟ جو اپنی ہی روزمرہ زندگی کے مد و جزر پر غور کرتا کرتا اُس قانون کو جان جائے۔ جس سے رنج و راحت۔ خوش کامی۔ ناکامی وغیرہ وابستہ ہین۔ عالم کے مصنف کو کون پہچان سکتا ہے؟ جو اپنی ذات حقیقی کو سچ مچ پہچان جائے۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ۔

جسے اپنی بھی نہ نہین وہ غیر زمانہ والون کا۔ غیر حیثیت والون کا۔ غیر ملک

اور قوم والون کی خبر کیا خاک دیگا۔

کسی کتاب مین لطف اور دلچسپی کب ہوتی ہے؟ جب اُسمین ہم اپنے دل کی سنین اور اپنے ہی کسی خفیہ تجربہ کا پتہ پائین۔ اور تاریخ عالم اگر راست راست لکھی جاے تو کیا ہے؟ تمھارے ہی کسی نہ کسی وقت کے تجربون کی تزک۔

اپنے کارنامے کس کو پیارے نہین لگتے؟ تاریخ عالم مین سرزد ہوئی غلطیان بھی خالی از لطف نہین۔ آج جو بدہی سے پلا بچا کر تم اُن سے سبق لے سکتے ہو۔ یہ نہ کہنا کہ واشنگٹن۔ چارلس اعظم۔ قیصر روما۔ میکاڈو وغیرہ کے تجربے بھلا میرے ساتھ کیا تعلق رکھ سکتے ہین؟ چھپ کر رونے والی ہندوستان کی عورت کی آنکھ سے ٹپکتا ہوا آنسو کا موتی جو کسی نے بھی گرتے نہین دیکھا اُسی قانون (کشش ثقل) کا مظہر ہے۔ جس کا آسمان مین ٹوٹتا دوڑتا ہوا مارا سب کو نظر آنیوالا شہاب ہے۔ شاہی قلعون مین اندھی بڑھیا کے جھونپڑے مین دل کی خواہشین تو ایک جیسی ہین اور اندرونی رنج و راحت بھی ایک جیسے۔ اور قانون کامیابی بھی ایک ہی ہے۔ اس ایک قانون کو جان لیا تو تم گویا تاریخ عالم کو جان گئے۔

اِس لاء (قانون) کو عملی طور پر سب مذہبون نے جانا۔ لیکن علمی بنیاد صرف ویدانت نے قائم کی۔ علم کے خزانے مین کوئی تازہ خبر اس کیلئے نہین۔ چھاندگ اُپنشد مین قدیم بزرگون نے اس عرفان کو پاکر یون کہا:-

”آج سے کوئی ہمکو ایسی بات نہین بتا سکتا جو ہم پہلے سے نہ جانتے ہون ایسی کوئی خبر نہین لا سکتا جو ہمکو پہلے سے معلوم نہ ہو۔ ایسی کوئی چیز نہین دکھلا سکتا جو ہمنے پہلے نہ دیکھی ہو“ کیونکہ اس عرفان کے پانے سے سب آن دیکھا دیکھا گیا۔ سب بے سنا سنا گیا۔ سب نہ جانا ہوا جانا گیا۔

ایسے عارف کا ثانی (غیر) ہے نہین تو اُس کے آگے دم کون مارے؟ سیاپا تو اُن کے لئے ہے جو اس عرفان سے بے بہرہ ہین اور بدین وجہ پارہ

کی طرح بیقرار ہین - ایسے لوگ خالی علماً وعقلاً ویدانت پڑھ کر دریاے معاصی
اور قلزم غم کو عبور نہین کر سکتے ۔ "شوک (غم وغصہ) کو آتم وت (عارف حق)
تیر جاتا ہے" یہ ویدکی بتلائی ہوئی کسوٹی (محک) ان کو زر خالص نہین ثابت
کرتی - پس کامل صفائی کے لیئے اور پوری طرح میل اور ملاوٹ اُتارنے کے لئے
دھندون کی آگ مین پڑنا اور کرم (افعال) کے تیزاب مین سے گزرنا بیجا نہین ہے
قدر عافیت کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید -

جس سے وید نکلے ہین اُسی سے دنیا کا اظہار ہے - پس وید (شرتی - ویدانت)
کی تعلیم تو کچھ اور ہو اور زندگی کے کڑے تجربے کچھ اور سبق دین یہ کبھی ممکن نہین -
دونون ایک دوسرے کے معاون ہین - جو کچھ علماً اور عقلاً شرتی (ویدانت) کا
اپدیش ہے وہی عملاً مکتب زندگی مین سبق ملتا ہے -

کیا تمھارا وشواس (اعتقاد) ویدانت متو (تلقین حقیقت) پر اتنا ہی کچا ہے
کہ واقعات زندگی سے اس کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو گیا ؟ ذرا سنبھل کر دیکھو -
کوئی طاقت ویدانت کی مخالف نہین ہے - کوئی مذہب ویدانت کا دشمن
نہین - کوئی فلسفہ یا سائنس اسکا حریف نہین - سب خادم ہین خادم - البتہ
بعض دانستہ خادم ہین اور بعض نادانستہ -

اگر عام لوگون کو پہلے کیطرح وہ بیکنٹھ اور سورگ کے لالچ آج کھینچتے
ہی نہین اور نہ سورگ لوگ کے حصول کے مناسب کرم (افعال) بلکہ
جیتے جی بچنے کی خواہش زیادہ غالب ہے - یا دنیا کے آرام زیادہ دلکش
ہین - یا اور سب طرح سے بھی اُن کے ارادے اور مطلوب بدل رہے
ہین تو کہیئے کیا یہ نام روپ کے احاطہ کے نمودی اشیا ، ایک رس (بریکحال)
بھی رہ سکتی تھین ؟ ان کو قائم دائم رکھنے مین کوشش کرنا تو نمود بے بود مین
دل لگانا ہے - منتھیا اسماء واشکال کو آتما کی شان دینے کی جہد ہے - ع
کوشش بے فائدہ وسمہ بر ابروے کور

ہندو شاستر کی اصلی تلقین کرم کانڈ کی صورت کو آبادی بنانے مین
نہین ہے - بلکہ ابدی آتما کو ہر صورت مین اور ہر کرم مین - ہر موسم اور زمانہ

(ریک) مین انوبھو (حق الیقین) مین لاتا ہے۔ پس آج ریلون تارون جہازون کلون سے دولیش (دشمنی) چھوڑو۔ اگر رات ہے تو رات کے ساتھ مت لڑو بلکہ اسی رات مین دیپک جلادو۔ اماوسیا (شب ظلمت) کو دیوالی (دیپ مالا) کی رات کردو۔ چراغان کا عالم کردو۔ جب دن آیا تو رات بھی آئیگی۔ اور یہ تو کہو۔ رات کس بات مین دن سے بُری ہے ؟ دن مین اگر ایک قسم کا سُکھ ؟۔ پر اس سے فائدہ اُٹھانے والا چاہئے۔ کلجگ اگر برا ہے تو صرف اُس کے لئے جو اسکو برہم دیکھنے (دیدارِ حق) کا ذریعہ نہین بناتا۔

یہ آتما کو محدود بنانا یا بندِ اسم و شکل مین لانا نہین ہے بلکہ جسم و اسم کی محدودیت کو اُڑانا ہے۔ خواب مین بھیانک شیر وغیرہ کا مقابلہ ہو تو آنکھ کھل جاتی ہے۔ خواب ہی کا شیر خواب کے سارے اشیاء کو کھا جاتا ہے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے تن پرور جب ایکدفعہ بھی اپنا جسم سارا ہندوستان دیکھے گا۔ تو چھوٹے سے جسمانی قبر مین جی نہ لگے گا۔ دائرہ وسیع ہو جائیگا اور رفتہ رفتہ خط مستقیم مدار بنجائیگا۔ بھومکا چڑھ جائے گی۔

اچھا جی! کچھ بھی کہو رام تو ہر رنگ مین رمنا رام ہے۔ ہر جسم مین پران ہے۔ ہر پران کی جان ہے۔ سب مین سب کچھ ہے۔ پر اسوقت قلم بن کر لکھ رہا ہے۔ سورج بن کر چمک رہا ہے۔ گولی گنگی (جس کو لوگ شری گنگا جی کہتے ہین) بنکر گا رہا ہے۔ پربت بن کر سبز دوشالے اوڑھے کمبھ کرن کی طرح پیر لپیارے۔ سُستی (خوابِ غفلت) مین لیٹ رہا ہے۔ مگر اپنی ایک صورت بہت ہی زیادہ بھا رہی ہے:۔ مین ہوا ہون بے حس و حرکت۔ بے جان۔

میری ستا (قوت) پائے بغیر پتا نہین ہل سکتا۔ مجھ بن سب کچھ دیمک (سُسری) کی طرح سو جاتا ہے۔ جلی ہوئی رسّی کی طرح ڈھے (گر) جاتا ہے۔ کام بگڑنے لگا ؟ مین کس کو الزام دون۔ میرے بغیر اور کچھ ہو بھی ؟۔

اودہوت! بیشک اُڑا دے اِس ایک جسم کو۔ میرے اور اجسام ہی مجھے کم نہین۔ صرف چاند کی کرنین۔ چاندی کی تارین پہن کر چین سے کاٹ سکتا ہون۔ پہاڑی ندی نالون کے بھیس مین گیت گاتا پھرونگا۔

بحرِ مواج کے لباس مین لہراتا پھرونگا۔مین ہی بادِ خوش خرام نسیمِ مستانہ گام
ہون - میری یہ صورت سیلانی ہر وقت روانی مین رہتی ہے - اس روپ
مین پہاڑون سے اُترا - مرجھاتے پودھون کو تازہ کیا گلون کو ہنسایا بلبل کو
رُلایا - دروازون کو کھڑکھڑایا - سوتون کو جگایا - کسی کا آنسو پونچھا کسی کا
گھونگھٹ اُڑایا - اِس کو چھیڑ - اُسکو چھیڑ - تجھکو چھیڑ - وہ گیا - وہ گیا -
نہ کچھ ساتھ رکھا - نہ کسی کے ہاتھ آیا -

حالات ماتم

سوامی رام تیرتھ

چند حالات

از بنسپتی

سوامی رام تیرتھ کا سانحۂ بیوقت ابھی کل کی بات ہے۔ اِن کے غریق رحمت ہوتے ہی حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کی بہت سی امیدون پر پانی پھر گیا ہے۔ اور بہت سی آرزون کا خون ہوگیا ہے۔ بہت سی تمنائین دل کی دل ہی مین رہ گئین اور بہت سے ولولے اُبھرتے اُبھرتے بیٹھ گئے۔ اس مین شک نہین ہے کہ کئی سالون سے ہمارے رہبرون۔ نامورون اور مایہ فخر بزرگوارون کا قافلہ حد درجہ کی سرعت کے ساتھ سوے عدم روان ہے۔ ایک ماتم بہ مشکل ختم ہونے پر آتا ہے کہ یک بیک دوسرا برپا ہوجاتا ہے۔ اظہار رنج ومحن کیلئے نہ آنکھون مین آنسو باقی رہے ہین اور نہ نوک قلم اور زبان مین طاقت گویائی مصیبت پر مصیبت اور صدمات پر صدمات۔ پھر ایک سے ایک بڑھکر۔ آخر انسان ہے کہان تک صبر کے ساتھ برداشت کرے۔ الفاظ بھی اس موقع پر ایسے نحیف و ناتوان نظر آتے ہین کہ ان سے کام لینا ایک طرح اپنے غم والم کی سنجیدگی اور وزن کو کم کرنا ہے۔ بہرکیف رضاے حق کے روبرو سواے سر تسلیم خم کرنیکے اور کوئی چارہ نہین ہے۔

سوامی رام تیرتھ اُن قدسی نفوس مین سے ایک تھے کہ جنکی ذات سے بہت سے اصحاب کو روحانی فیض پہنچا ہے۔ اگر ان کی عمر کچھ دن اور وفا کرتی تو ایک جم غفیر کی اندرونی تاریکی بہت کچھ دور ہوجاتی ممالک متحدہ جہان اُن کی زندگی کا آخری دور

ختم ہوا ہے۔ تھوڑے دنون اُنکے قرب وقیام سے بہرہ اندوز ہوا۔ اُن کی زیست کا بڑا حصہ پنجاب مین گذرا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بڑا حصہ عوام کی نگاہون مین بظاہر زیادہ دلچسپ اور معنی خیز نہو مگر ارباب دانش وبینش ابتدائی حالات سے علت و معلول کے مسلسل سلسلہ سے بڑے بڑے عقدے حل کرلیا کرتے ہین۔ شروع ہی سے انسان کا بہمہ جہت مکمل ہونا (جیسا کہ انسان مکمل ہوسکتا ہے) قرین قیاس نہین ہے مگر عروج اور تکمیل کے آثار دل دانا اور چشم بینا کے مطالعہ کیلئے ازبس سرور جان اور راحت قلب کا باعث ہوا کرتی ہین۔ بمصداق اینکہ۔ ع

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

سوامی رام تیرتھ جی کی سوانح عمری لکھنے کی ممکن ہے کہ خاص تیاریان ہو رہی ہون مگر اس موقع پر اُنکی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ ضبط تحریر مین لانا غالباً بے سود ثابت نہ ہوگا۔

راقم کا مرحوم کے ساتھ جبکہ وہ طالب علم تھے ایک عرصہ تک یکجا رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جن دنون وہ فورمن مشن کالج لاہور مین پروفیسر تھے اُن دنون بھی اکثر اُن سے نیاز حاصل ہوتا رہتا تھا۔ اس وقت تک راقم کا یہی خیال ہے کہ اُس زمانہ مین جس درجہ بے تکلفی راقم کی ممدوح کے ساتھ تھی شاید ہی لاہور مین اُن کی کسی سے ہو۔ راقم کیسانھ اُن کے تعلقات دوستانہ تھے کچھ عرصہ تک ایک ہی کمرہ مین رہنے۔ ساتھ کھانے۔ پینے۔ اُٹھنے بیٹھنے کیوجہ سے ہر طرح کی گفتگو کا زیادہ موقع ملا کرتا تھا۔ اس ربط ضبط اور موافقت مزاج اور مذاق کے باعث باہم ایک اُنس ہی نہین بلکہ ایک قسم کی روحانی وابستگی ہوگئی تھی۔ اکثر موقعون پر بوجہ خاص اعتماد وہ اپنے راز دل بھی ظاہر کردیا کرتے تھے اور راقم بھی حسب موقع اپنی رائے پیش کردینے مین پس وپیش نہ کیا کرتا تھا۔ راقم کے ذاتی عقائد اور مذہبی تعلقات سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔ باین ہمہ وہ اپنے عقائد اور اپنے آیندہ طریق عمل ظاہر کرنےمین کبھی دریغ نہ فرمایا کرتے تھے۔ راقم کی یہ فطرت اور سرشت سے بعید ہے کہ وہ پاک طینت اور صداقت مآب اصحاب کے عقیدون یا طریقون کو سُست کرنا گوارا نکتہ چینی سے کام لے یا بطریق غیر موزون

اختلاف راے ظاہر کرے۔ یہ ایک خاص وجہ تھی کہ اُن سے سلسلۂ اتحاد روز افزون ترقی پر رہا۔

بوجہ خاندانی تخصیص اُن دنون سب اُنہین گوسائین جی کہا کرتے تھے۔ یون تو راقم نے انہین پہلے بھی کئی مرتبہ دیکھا ہوگا۔ مگر جب سے اُن کا قیام لاہو کے کالیستھ بورڈنگ ہوس مین ہوا تب سے خاص ضبط کا آغاز سمجھنا چاہئے۔ کالیستھ صاحبان کی فراخدلی کیوجہ سے یہ بورڈنگ ہوس اُن دنون صرف کالیستھ طلباء کیلئے ہی مخصوص نہ تھا بعض اوقات اس مین برہمن اور ویش وغیرہ طلباء کی تعداد زیادہ ہوا کرتی تھی۔ شروع مین گوسائین جی لالہ جوالا پرشاد صاحب کے ہمراہ اس جگہ بغرض قیام تشریف لاے تھے۔ اُن ایام مین لالہ صاحب شاید امتحان بی۔ اے کی تیاریان کر رہے تھے۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ہونیکے بعد ایک عرصہ سے وہ فیروزپور مین وکالت کرتے ہین۔ گوسائین جی انہین اپنا عزیز سمجھتے تھے۔ اور ریاضی سکھایا کرتے تھے۔ اسوقت یہ ٹھیک یاد نہین ہے کہ گوسائین جی بھی انہین کے ساتھ امتحان بی اے۔ کی تیاری کر رہے تھے یا کیا۔ لالہ جوالا پرشاد صاحب ایام طالب علمی مین بھی امیرانہ مزاج کے نوجوان تھے۔ علماء کی سرپرستی کے علاوہ شعراء کے بھی کچھ کم قدردان نہ تھے۔ چنانچہ ایک آدھ شاعر ہروقت حاضر خدمت رہا کرتا تھا۔ گوسائین جی کا ذاتی صرف اقل درجہ کم تھا اور اسکے متحمل غالباً لالہ صاحب ہی ہوا کرتے تھے۔ لالہ صاحب مع گوسائین جی اسی بورڈنگ ہوس کے بالاخانہ پر رہا کرتے تھے۔ یہ بالاخانہ اُن دنون کسی قدر مخدوش حالت مین تھا۔ اس کی بعض دیوارین شق ہوگئی تھین مگر فوری خطرہ کا احتمال کم تھا۔ ایک دن بارش زورشور سے ہو رہی تھی اور بجلی خوب چمک رہی تھی۔ رعد کی گرج بھی ہیبتناک تھی۔ لالہ صاحب مع گوسائین جی حفظ ماتقدم کے خیال سے زیرین حصہ مین آکر فروکش ہوئے۔ راقم بھی وہین ایک جانب موجود تھا۔ اس موقع پر راقم کو پہلی مرتبہ یہ امر واضح ہوا کہ گوسائین جی چارپائی کی نسبت زمین پر سونے کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ استراحت کے بھی بہت کم عادی تھے۔ صبح قریب چار بجے بیدار ہو کر شغل مطالعہ جاری فرما دیتے تھے۔ لالہ جوالا پرشاد صاحب کو وہ خود بڑے پیار سے جگایا کرتے تھے۔ لالہ صاحب کا خواب راحت سے چونک

چونک کر بیداری کیلئے آمادگی ظاہر کرنا اور پھر سو جانا اور گوسائین جی کا متواتر حد درجہ محبت کے لہجہ مین شریک مطالعہ ہونے کے لیے اصرار کرنا راقم آسانی سے نہین بھول سکتا۔

اثنائے قیام کایستھ بورڈنگ ہوس لاہور مین گوسائین جی کے والد بزرگوار بہت کم اور اُن کے گوروجی اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ گوسائین جی ضلع گجرانوالہ کی ایک موضع جس کا نام غالباً مرالی والہ ہے متوطن تھے۔ ان کے والد صاحب کا مزاج بہت ہی سادہ تھا اور وہ صرف دیوناگری اور سنسکرت جانتے تھے۔ راقم کو اُن سے گفتگو کا اکثر موقع ملا کرتا تھا۔ اُنہین کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ اُن کے شش (مرید) بہت دور دور تک ہین۔ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی اُن کے پاس باغستان تک جانیکا اتفاق ہوتا ہے۔ گوسائین جی کے خاندانی گورو جنہون نے رسم زناربندی کو ادا کی تھی برہمن تھے مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمین جو کچھ روحانی فیض حاصل ہوا ہے وہ دھنا بھگت جی سے ہوا ہے۔ انہین کو وہ گوروجی کہا کرتے تھے۔ بلحاظ خاندان شاید یہ اروڑے تھے اور شہر گوجرانوالہ مین رہا کرتے تھے۔ گوسائین جی اُن کے حد درجہ معتقد تھے اور کبھی کبھی راقم سے اُن کی کشف و کرامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے جن ایام کا یہ ذکر ہے ان دنون گوسائین جی کے صرف ایک صاحبزادہ تھا۔ اس وقت بفضلہ وہ بالغ ہوگا۔ راقم نے اُسے دیکھا ہے گو اب شناخت مشکل سے کر سکے۔ گوسائین جی اپنے وطن چند روز کیلئے ایام تعطیل مین جایا کرتے تھے۔ گو وہ کسی حالت مین فرائض خانہ داری سے بےخبر نہ رہتے تھے مگر راقم نے اُنکی تقریر اور رجحان طبع سے یہ نتیجہ نکال لیا تھا کہ اغلب ہے کہ یہ ان تعلقات سے بوجہ احسن جلد سبکدوش ہو جائین۔

امتحان بی۔ اے پنجاب یونیورسٹی مین گوسائین جی اول رہے تھے۔ اسلئے اُنہین ؁ ساٹھ روپیہ ماہوار کے وظائف مل گئے تھے۔ اس رقم مین سے کچھ وہ اپنے ذاتی صرف کیلیے رکھ لیا کرتے تھے باقی گھر بھیجدیا کرتے تھے یا حسب موقع اپنے گوروجی کی مختصر ضروریات کیلئے نذر کر دیا کرتے تھے۔ گوسائین جی کو کتابین خریدنے مین بہت کچھ صرف کرنا پڑتا تھا۔

جس سال امتحان بی۔اے مین گوسائین جی نے نمایان کامیابی حاصل کی تھی شاید اُسی سال پنجاب یونیورسٹی کیلئے لازمی تھا کہ انگلستان جانیکے لئے اپنے کسی ممتاز طالب علم کو نامزد کرے۔ کامیاب امیدوار کیلئے شاید سو پونڈ سالانہ کا وظیفہ منجانب سرکار مخصوص تھا۔ راقم نے گوسائین جی کو مجبور کیا تھا کہ اُس کے لئے کسی قدر سعی فرمائین۔ پہلے اُنھون نے ایک حد تک استعجاب ظاہر فرمایا اور کئی طرح کی اندرونی بیرونی مشکلات دکھائین۔ مگر بدلائل قاطع انہین کسی نے وقیع نہین سمجھا۔ آخر بدرجہ مجبوری اُنھون نے اس جانب اُس جانب التفات فرمائی۔ خاندانی مخالفت کو اُنھون نے جلد اپنے آیندہ طریق عمل کے اظہار سے رفع کر دیا اور باقاعدہ اُسی وظیفہ کے لئے امیدوارون کے زمرہ مین شریک ہو گئے۔ جہانتک خیال ہے گوسائین جی کے علاوہ صرف ایک امیدوار اور تھا۔ مسٹر بل جو اُن دنون سررشتہ تعلیم پنجاب کے ڈائرکٹر ہین اُن ایام مین گورنمنٹ کالج کے پرنسپل تھے۔ گوسائین جی کی صاحب موصوف ہر وقت تعریف کیا کرتے تھے۔ اُنھون نے انہین بہت بڑی امید دلائی تھی۔ مگر نتیجہ خلاف امید فہو المراد بر آمد نہین ہوا۔ گوسائین جی کی قابلیت اور حقوق کے لحاظ سے یہ نتیجہ مقبول عام نہین تھا۔ تاہم گوسائین جی کو اس ناکامی کا مطلق خیال نہین ہوا اور نہ وہ کبھی شکایت کا ایک لفظ زبان پر لاے۔ انگلستان جا کر محض ریاضی کی مزید تحصیل کا اُنہین شوق تھا۔ سول سروس بیرسٹری یا کسی اور صیغہ کو وہ خارج از بحث سمجھتے تھے۔ نتیجہ بر آمد ہونے سے پیشتر انگلستان کی سکونت کا بھی ذکر ہوا کرتا تھا وہ مختصر جواب یہ دیدیا کرتے تھے کہ وہان جا کر بھی موجودہ خوراک و پوشاک مین تبدیلی واقع نہین ہو سکتی۔

امتحان ایم۔اے کیلئے اُنھون نے مضمون ریاضی انتخاب فرمایا تھا اور اسی کی جانب شروع سے اِنکا میلان طبع تھا۔ گورنمنٹ کالج لاہور مین اوقات معیّنہ پر وہ بغرض تحصیل تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین راے بہادر میلا رام صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند راے رام سرنداس صاحب رئیس اعظم لاہور نے انہین اپنا اتالیق مقرر فرما لیا تھا۔ اُن کی کوٹھی مین ایک وسیع بالاخانہ پر وہ ہاکرتے تھے

راقم کبھی کبھی وہان اُن سے صبح کے وقت ملنے جایا کرتا تھا اُس وقت بالعموم وہ ایک ورزش کیا کرتے تھے جو اُن کے سوا اے راقم نے اور کسی کو کرتے نہین دیکھا۔ ایک چارپائی کو وہ سیدھی دیوار کے سہارے کھڑی کر دیا کرتے تھے۔ ازان بعد دونون ہاتھون سے دونون جانب وسط سے پکڑ جہانتک اوپر لیجا سکتے لیجاتے اور اسی طرح نیچے لے آتے تھے۔ مُنہ بند کر کے جلد جلد اس ورزش کو دیر تک کرتے رہتے تھے۔ رائے رام سرنداس صاحب کے چھوٹے بھائی لالہ ہری کشن داس صاحب سے بھی جو پچھلے دنون عین عنفوان شباب مین قضا کر گئے ہین گوسائین جی کو بہت محبت تھی۔ ایک دن راقم کے ساتھ وہ کوٹھی کے باغیچہ سے آ رہے تھے راستہ مین لالہ ہری کشن داس جی انگورستان سے انگور توڑ کر چکھ رہے تھے۔ گوسائین جی فرمانے لگے کہ کیا شغل ہو رہا ہے۔ لالہ صاحب نے بجای جواب دینے کے خوشے پیش کر دیئے۔ جس سے مراد یہ تھی کہ آپ بھی اس مین شامل ہو جیئے۔

گوسائین جی کی خوراک محض دودھ قرار دینی چاہیئے۔ کبھی کبھی دن مین وہ کھانا بھی کھا لیا کرتے تھے۔ اکثر قریب بیٹھ کر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔ یاد نہین ہے کہ کبھی اُنہون نے پتلی پتلی دو چپاتیون سے زیادہ تناول فرمائی ہون۔ متواتر کئی کئی دن دونون وقت وہ صرف دودھ پر اکتفا کرتے تھے۔ اگر راقم کبھی اُنہین فواکہات کھانے مین شریک ہونے کے لئے مجبور کرتا تھا تو بپاس خاطر وہ برائے نام کچھ لیا کرتے تھے۔ ادویات استعمال کرتے راقم نے اُنہین کبھی نہین دیکھا۔ البتہ جب کبھی شاذ و نادر اُنہین ذکام کی زیادہ شکایت ہوا کرتی تھی تو انارکلی کے ایک ہندو کارخانہ کی ایک آدھ سوڈے کی بوتل نوش فرما لیا کرتے تھے۔ گوشت خوری کو وہ علانیہ گناہ عظیم قرار دیا کرتے تھے اور اسکے ذکر سے بھی اُنہین سخت کراہیت آیا کرتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر راستہ چلتے اس کی کہین سے بو بھی آ جائے تو دماغ دیر تک پراگندہ رہتا ہے۔ اسیطرح منشیات کو وہ زہر ہلاہل سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

پوشاک اِن کی حد درجہ سادہ تھی۔ ایام گرما و برسات مین گزی کی سادہ دھوتی اور کرتہ پہنتے تھے۔ اور سر برہنہ رکھتے تھے۔ حجامت بھی پنجابی وضع کی بنواتی تھی۔ باہر جانے کیلئے معمولی ململ کا دوپٹہ باندھ لیا کرتے تھے۔ جہانتک اس وقت حافظہ کام دیتا ہے

ٹوپی اُنکے فرق مبارک پر کبھی دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا - موسم سرما مین صرف ایک موٹی کشمیری پٹی کے کوٹ مین بسر کر دیتے تھے - رات کے وقت بھی بہت ہی مختصر اوڑھنے بچھانے کا سامان ہوا کرتا تھا - فارغ التحصیل ہونیکے بعد وہ سیالکوٹ کے مشن کالج مین پروفیسر ہو گئے تھے - فرماتے تھے کہ تمام جاڑے سوا ایک دُھسّہ کے اور کوئی گرم کپڑا استعمال نہین کیا - لحاف کا بھی وہی کام دیدیتا تھا - شہر سیالکوٹ کے تعلیم یافتہ اصحاب اور ہر ملت کے اہل ہنود اِن کے پورے معتقد تھے - وہان طلباء کو یہ صبح و شام خود ہوا خوری کرایا کرتے تھے - اور انہین ریاضت روحانی کی بھی طریق سکھاتے تھے -

انگریزی وضع کے کپڑون اور جوتیون سے حد درجہ احتراز فرماتے تھے ایکدن راقم نے انہین عالم تذبذب مین دیکھا - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یونیورسٹی کا سالانہ جلسہ دو ایک دن مین ہونے والا ہے - حصول سند کی غرض سے اُنہین شرکت لازمی ہے - فرمانے لگے کہ اس موقع پر ولایتی چغہ اور بوٹ پہننے پڑین گے - یہ امر اپنی وضع کے خلاف ہے - کچھ دیر بحث کے بعد بالآخر یہ طے ہوا کہ یہ ہر دو اشیا کالج ہی مین ذرا دیر کیلئے کسی سے عاریتاً لے لیجائین - چنانچہ بعد مین اُسی فیصلہ پر کاربند ہوے عینک ضرورتاً وہ ہر وقت لگاتے تھے -

سیالکوٹ سے واپس آنے پر وہ فورمن کرسچن کالج لاہور مین پروفیسر ہو گئے تھے غالباً امتحان بی - اے مین وہ اسی کالج سے شریک ہوے تھے - اِن ایام مین حوض آبرسانی کے متصل اُنھون نے ایک مکان لے لیا تھا اور بیوی بچون کو بھی بلا لیا تھا - امتحان انٹرنس کے کسی ریاضی پرچہ کے وہ ممتحن تھے - اس کے صلہ مین اُنہین ایک رقم ملی تھی - اِس سے اُنھون نے نفیس چوبی اسباب خرید لیا تھا - مگر لطف یہ ہے کہ خود اُسے شاذ و نادر استعمال کرتے تھے - مکان کے وسطی کمرہ مین ایک بڑا سا طاق تھا جسکی کارنس آگے کو نکلی ہوئی تھی - اُس پر اُنھون نے ایک کپڑے کا ٹکڑا بچھا لیا تھا - حسب ضرورت لکھنے کیلئے اُسی سے میز کا کام لیتے تھے اور متواتر دو دو چار چار گھنٹے اُسی پر کتابین کھول کر پڑھتے رہتے تھے - اس مکان مین اُنہین بیٹھ کر لکھتے پڑھتے بہت کم دیکھا ہے - خاص احباب کی

خاطر و تواضع دودھ سے کیا کرتے تھے۔

انہین ایام مین کبھی کبھی وہ سناتن دھرم سبھا کے جلسے مین بھی جایا کرتی تھی اور کچھ تقریر بھی کیا کرتے تھے۔ سادھو شکن چند صاحب نے بھی انہین اپنے مہوتسو کا کچھ کام سپرد کردیا تھا مگر مزید غور فرمانے پر وہ اس سے فی الفور دست بردار ہوگئے تھے۔ بعد مین سادھو صاحب کے ساتھ کی صحیح کیفیت راقم کو معلوم نہین ہے۔ البتہ یہ ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ سادھو صاحب ایک طشت شیرینی نذر کرکے گوسائین جی کے ہاتھ پر بیعت لائے تھے۔

صدمات کو بھی گوسائین جی بڑے صبر و شکر اور استقلال کے ساتھ برداشت کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے قیام گاہ مین معمول سے زیادہ دیر کے بعد تشریف لائے۔ چہرے سے آثار رنج و ملال نمودار تھے۔ راقم نے سبب دریافت کیا۔ تخلیہ مین فرمانے لگے کہ "آج بعد دوپہر کالج مین ایک خط ملا جس سے بڑی ہمشیرہ کی بیوقت وفات کا سانحہ معلوم ہوا۔ یہی ایک ہمشیرہ تھی اور اسی لئے ایام طفولیت مین مجھے بچون کی طرح پرورش کیا تھا خط پڑھکر خاموشی کے عالم مین دریاے راوی کی جانب چلا گیا۔ تنہائی مین خون کا قدرتی جوش اشک ریزی کے ذریعہ کم کرکے بارگاہ عبودیت مین دعا کی کہ اس صدمہ کو مردانگی کے ساتھ برداشت کرنیکی طاقت عطا ہو اور اس وقت سے مرحومہ کی صرف ایک پاک یادگار باقی رہجائے اور کسی طرح کا مزید رنج نہ ہوتا کہ فرائض کے سرانجام مین غفلت سرزد ہونیکا احتمال لاحق نہو"۔

گوسائین جی کے اشغال تفریح طبع بہت ہی مختصر تھے۔ صبح و شام گلگشت چمن یا دریاے راوی کی روانی آب اور تلاطم امواج کو بغور دیکھنا خاص خاص احباب سے بھی فرصت کے وقت ملنے جایا کرتے تھے۔ یاد نہین ہے کہ راقم نے انہین کبھی اخبارات یا رسالجات پڑھتے دیکھا ہو۔ البتہ کبھی کبھی وہ اردو و فارسی کی تصوفانہ اشعار راقم کو سنایا کرتے تھے۔ بعض شعراء کا کلام سنکر ان پر عالم وجد طاری ہوجاتا تھا۔ غرض یا تو گوسائین جی پڑھتے یا باتین کرتے رہتے تھے یا جب ان امور سے فارغ ہون فی الفور آنکھین بند کرکے اسم اعظم "اوم" کا ورد شروع کرکے اسکے تصور مین محو ہوجاتے تھے ان کا قول تھا کہ دل سیماب وش ہے اسے ہر لحظہ اپنے قابو مین رکھنا چاہئے

ورنہ شوخیوں پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

تسبیح خوانی کو گوسائین جی زیادہ وقعت نہین دیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک عرصہ کی مشق سے انگلیان حرکت کرتی رہتی ہین مگر دل غائب رہتا ہے۔

مناجات کے وہ ازبس قائل تھے۔ ایک دن راقم نے اُن سے تخلیہ مین ذکر کیا کہ اِس مُلک کی بہتری کے لئے مختلف کوششین ہو رہی ہین سب سے موثر تدبیر کیا ہو سکتی ہے فرمانے لگے کہ ہر ایک اچھا کام بجائے خود اچھا ہے مگر ہمارا کچھ اور خیال ہے۔ شروع مین یہ چاہیئے کہ ایک دستہ نیک اطوار اور پاک طینت اصحاب کا یکجا کیا جائے۔ کچھ عرصہ صدق نیت اور صدق دل سے مناجات کا عادی کیا جائے۔ زان بعد ایک مقررہ عرصہ تک شب و روز نوبت بہ نوبت درگاہ صمدیت مین اس مُلک کی اصل بہبودی کے لئے مناجات کا سلسلہ جاری رکھا جائے ایک ختم کرے دوسرا اُس کی جگہ بیٹھ جائے۔ ۲۴ گھنٹون کے اندر ایک لمحہ بھی ایسا نہو کہ ایک نہ ایک شخص جائے پر مناجات کر رہا ہو۔ اس طرح ہماری نیک خواہشین ضرور وقت مناسب پر پوری ہو جائینگی۔ نیز ملک مین پاک نفس اور روشن ضمیر اصحاب کا ایک ایسا دستہ موجود ہو جائے گا کہ جو ہر صیغہ مین دلیری اور راستبازی کے ساتھ کام کر سکے گا۔ ساتھ ہی ایک صندوق مین کچھ زر نقد رکھدیا جائے اور اس دستہ کے فرد کو مطلع کر دیا جائے کہ اشد ذاتی ضروریات کے لئے بلا دریافت اس نقد کو استعمال کر لیا کرین۔ زان بعد قوت بازو سے پیدا کرین۔ جس قدر لیا گیا تھا بمقدار یا اس سے کچھ زیادہ پھر صندوق مین ڈال دیا کرین "۔

ایک دن راقم نے گوسائین جی سے دریافت کیا آپ کا دلی منشاء کیا ہے۔ آیا کالجون مین طلباء کو پڑھانا یا کچھ اور۔ فرمانے لگے کہ " یہ سلسلہ عارضی ہے۔ بیوی بچون کی ضروریات کے لئے کچھ مہیا کر دینے کے بعد شب و روز تمام ملک مین ست اپدلس (وعظ حسنہ) میرا آخری مقصد ہے۔ جس جگہ جایا کرین گے طالبعلون کو کچھ پڑھا کر صرف دودھ کیلئے کچھ لے لیا کرین گے اور

ہین کسی شے سے سروکار نہ ہوگا۔ وعظ حسنہ کے ذریعہ اس ملک کی روحانی تاریکی کو دور کرانا مقدم سمجھتا ہون۔

مسٹر روزولٹ پریذیڈنٹ (یا شہنشاہ) ممالک متحدہ امریکہ کا خود اُن کی زیارت کو آنا ثابت کرتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی خاک ہند کے مرتاض اور فقرا مین وہ جوہر موجود ہین کہ جن کے روبرو دنیوی جاہ وحشمت۔ جبروت۔ وسطوت سرنگون ہین۔

راقم کو گوسائین جی نے دو انگریزی کتابین لطور یادگار مرحمت فرمائین تھین۔ ایک سٹوری آف دی انگلش لٹریچر۔ یہ غالباً انگلستان کی کسی عالمہ خاتون کی تصنیف ہے۔ گوسائین جی اس عالمہ کو مادرِ مہربان کہا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جس طرح مان اپنے بچون کو اچھی کہانیون کے ذریعہ علمی اور مفید باتین سکھاتی ہو اسی طرح اُنھون نے مجھے انگریزی ادب کی تواریخ سے ماہر کیا ہے۔ دوسری کتاب لائیٹ آف ایشیا۔ مصنفہ سر اڈون آرنلڈ تھی۔ یہ مہاتما بودہ کی سوانح عمری ہے۔ اسے بھی اکثر گوسائین جی پڑہا کرتے تھے۔

قصہ کوتاہ۔ اب ان باتون مین کیا رکھا ہے یاد کرنے سے اور دل کو رنج ہوتا ہے۔

ایک عالی دماغ تھا نہ رہا
ملک مین اک چراغ تھا نہ رہا

از منشی درگا سہائے صاحب سرور

کونسا موتی ہے گنگا! تیرے دامن مین نہان — قطع ہے قامت پہ کس کی چادر آبِ روان
حلقہ گرداب ہے کیون آہ! چشم خونفشان — کسکے ماتم مین لبِ ساحل ہین سرگرم فغان

تیری موجون نے یہ کسکو لے لیا آغوش مین
جوشش گریہ کا عالم ہے تری سرجوش مین

کسکے غم مین تیرے ساحل کا ہی دامان تار تار — تیری موجین آج کیون ہین رام گنگا بیقرار
شاہد خوابِ اجل سے آہ! ہو کر ہمکنار — سو گیا یہ کون جانبازِ وطن زیرِ مزار

لینے آئی آسمان سے رحمتِ باری کسے
تھی گران ای موج! ساحل کی سُبکساری کسے

منزلِ خورمین ہے ذرہ خلوت آرا کونسا — دوش بر دوش صدف ہے دُرِ یکتا کونسا
آشنا بحرِ حقیقت کا ہے ایسا کون سا — ہو گیا دریا مین دریا مل کے قطرا کونسا

صف اُلٹ کر کون یہ بزم جہان سے اُٹھ گیا
شمع و پروانہ کا پردہ درمیان سے اُٹھ گیا

قیدِ ہستی سے تھی کسکو سرگرانی ہائے ہائے — کر دیا شوق بقا نے کسکو فانی ہائے ہائے
کس پہ ٹوٹا دستِ جورِ آسمانی ہائے ہائے — نذرِ طوفان ہو گئی کسکی جوانی ہائے ہائے

ساحل گنگا پہ روتی ہے قضا کسکے لئے
خاک اُڑاتی پھرتی ہے سر پہ صبا کسکے لئے

آسمان گردش مین ہے کسکو مٹانیکے لئے — پھر رہا ہے اک نہ اک فتنہ اُٹھانیکے لئے
چادرِ آبِ روان مین منہ چھپانیکے لئے — جا رہا ہے کون یہ گنگا نہانے کے لئے

لیچلا موجِ فنا بنکر یہ کس کو جوشِ شوق

حلقۂ گرداب ہی کھولے ہوی آغوش شوق

کس کا بیڑا غرق امواج فنا ہونیکو ہے　　کسکا سایہ. تجھسے او ساحل! جدا ہونیکو ہی
دل مین ماتم آرزونکا بپا ہونیکو ہے　　آہ! اے دردِ تمنا! آج کیا ہونیکو ہے

دل یہ کہتا ہے کہ آنکھونسے ٹپک جاؤنگا مین
صبر کہتا ہی کہ پہلو سے کھسک جاؤنگا مین

کہتے ہین آنکھونکے فوارے اُچھل جائینگے ہم　　اشک کہتے ہین کہ دامن پر مچل جائینگے ہم
دل کے داغون کا تقاضا ہی کہ جل جائینگے ہم　　نالے کہتے ہین کہ گھبرا کر نکل جائینگے ہم

دستِ ماتم کا اشارہ ہے کہ دامان چاک ہو
پنجۂ وحشت یہ کہتا ہے گریبان چاک ہو

بیکسی کہتی ہے صحرا مین اُڑا کر سر پہ خاک　　جا رہی ہے خلد کو یہ آہ! کسکی روح پاک
ہی لہو کی بوند پہلو مین دلِ اندوہ ناک　　جامۂ صبر و سکون ہی کسکے غم مین چاک چاک

آ شرم سونا پڑا کس کا لبِ ساحل ہی آج
کسکی چھوٹی سی کٹی اُجڑی ہوئی منزل ہی آج

خلد سے ہی کسکو لینے کو قضا آئی ہوئی　　ساحل گنگا پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی
ڈوبتی ہی کسکی کشتی آج چکرائی ہوئی　　موج قسمت کیطرح اک اک ہی بل کھائی ہوئی

آشنا دریا سے قطرہ کولنا ہونیکو ہے
اشتیاق مہر مین شبنم فنا ہونیکو ہے

آہ! اک تشنہ لبِ ذوقِ تمنا ہاے! ہاے!!　　ہو غریقِ رحمتِ حق رام گنگا ہاے! ہاے!!
کھا کے طوفان حوادث کا تھپیڑا ہاے! ہاے!!　　تیری موجون مین ہو گم اک دُرِ یکتا ہاے! ہاے!!

ہاے! اب کیا کہکے سمجھائین دلِ ناکام کو
رَم رہا ہے رام مین لائین کہان سے رام کو

خاک مین کس کو ملایا آہ! تو نے آسمان　　کس پہ ٹوٹا ہاے! تو اے دستِ مرگِ ناگہان
شرق مین جسکی چمک تھی زیبِ تاجِ عز و شان　　خاک مین ہی آہ! اب وہ گوہرِ یکتا نہان

موتیون سے یون ترا اے قوم خالی تاج ہو
حیف تیری آرزون کا چمن تاراج ہو

ہمنفس جبتک نالۂ آہ و بکا کوئی نہو ؎ دستگیر اے دست بیداد قضا کوئی نہو
جوش طوفان ہو بپا اور آشنا کوئی نہو موج دریا ہو کمین مین ناخدا کوئی نہو

ہو فنا طوفان مین اک زندۂ جاوید قوم
آہ! یون گنگا مین ڈوبے کشتی امید قوم

اپنا بیڑا ہو گیا جب غرق طوفان فنا ہمکو کیا! باندھا کرے باد مراد اپنی ہوا
قوم کی کشتی کا کشتی بان ہی جب اٹھ گیا سر کو موجین آکے اب ساحل سے ٹکرائین تو کیا

ہمکو کیا لاکھون برس شور و فغان اٹھا کرے
ساحل گنگا سے آہون کا دھوان اٹھا کرے

ایسا نقش دلنشین اور تو مٹائے آسمان ایسا موتی اور مٹی مین ملائے آسمان
ایسا رخشندہ چراغ اور تو بجھائے آسمان ایسا تابندہ ستارہ! ڈوب جائے آسمان

جس نے قومی آسمان کو ہون لگائے چاند چاند
خاک مین چھپ جائے وہ اے چرخ ناہنجار چاند

بے نشان ہو آہ! ایسا تاج شہرت کا نگین ایسا دُر بے بہا ہو آہ! پیوند زمین
ایسا عارف گوشۂ مرقد مین ہو خلوت گزین ایسا نفس مدعا پامال ہو چرخ برین

خاک کا پیوند ایسا گوہر نایاب ہو
ایسا بیڑا آہ! گنگا مین غریق آب ہو

جان نثار قوم ایسا غرق طوفان آہ ہو ایسا جان باز وطن آنکھو لسے پنہان آہ ہو
ایسا مجموعہ تصوف کا پریشان آہ! ہو بیچراغ اے قوم! یون تیرا شبستان آہ ہو

داغ ہو تیرے جگر کا تیری منزل کا چراغ
بجھکے ہو پانی مین ٹھنڈا تیرے محفل کا چراغ

بے صدا زیر زمین اے قوم! تیرا ساز ہو اور شوق شمع مین تو گوش بر آواز ہو
حلقۂ گرداب ہے ہے دیدۂ غماز ہو ؎ غرق دریا ہو وہ موتی جس پہ تجھکو ناز ہو

ڈوب جائے یک بیک جی تیری جان باز کا
دل نہ پگھلے آسمان تفرقہ پرداز کا

نذر طوفان اجل اک گوہر نایاب ہو تیری موجون کا نہ زہرہ رام گنگا آب ہو

جوشِ یم ہو۔ شورِ طوفان ہو۔ کفِ سیلاب ہو   آسمان کی آہ گردش۔ گردشِ دولاب ہو

غرق ہو اک نوجوان افسوس ساحل کے قریب
بیٹھ جائے اک مسافر تھک کے منزل کے قریب

قوم کی چوٹی کا ہو اک پھول پیوندِ زمین   اُف! تری نیرنگیان اے گردشِ چرخِ برین
جسکی منزل آہ! ہو جلوہ گہِ نورِ یقین   ہو گہن مین وہ سپہرِ قوم کا ماہِ مبین

جسکے دلمین گرمیٔ حبِّ وطن کا جوش ہو
وہ چراغِ قوم اے بادِ اجل خاموش ہو

جسکی کرنین چارسو مغرب مین تھین نور فشان   ایسا سورج ڈوب جائے شرق مین یون ناگہان
ہو محبِّ قوم ایسا خاک مین ہے بے نشان   ایسا پروانہ ہوا اے سوزِ فنا! آتش بجان

آہ! ایسا بلبلِ رنگین نوا خاموش ہو
ایسی دلکش! ایسی جانپرور صدا خاموش ہو

نذرِ طوفان آہ! یون اک جان نثارِ قوم ہو   شامِ ماتم۔ جلوۂ صبحِ بہارِ قوم ہو
اے زمین! یون تیرے [illegible]   اے فلک! یون غم سے تیرہ روزگارِ قوم ہو

ہو سیہ قوم پر غم کی گھٹا چھائی ہوئی
سر پہ ہو یون جوشِ ماتم کی گھٹا چھائی ہوئی

آہ! ایسے پھول پر بیوقت چھا جائے خزان   ایسا نخلِ آرزو ہو آہ! ماتم کا نشان
ایسا دُرِّ بے بہا پانی مین ہو یون رائگان   خاک مین ہو دفن ایسا آہ! گنجِ شائگان

ہاتھ سے گم آہ! ایسی دولتِ جاوید ہو
شامِ غم۔ صبحِ بہارِ جلوۂ امید ہو

ایسا ظلِّ عاطفت اُٹھ جائے سر سے آہ! قوم   ایسا محسن در پنہان ہو نظر سے آہ! قوم
باز آ اے آسمانِ دون نہ شہرت آہ! قوم   ہو کدورت ایسے پاکیزہ گہر سے آہ! قوم

ایسا موتی [illegible] شہرت سے ٹپک کر گر پڑے
جسکے آنسو یون [illegible] ایسا گوہر گر پڑے

منزلِ ہستی سے ایسا رہنما جاتا رہے   چارہ سازِ قوم اے دستِ قضا جاتا رہے
غرقِ دریا ہو کے ایسا آشنا جاتا رہے   قوم کی کشتی کا ہی ہی! ناخدا جاتا رہے

ہو گنہگارون کا بیڑا پار کیونکر دیکھئے
موج ہے اک اک گلی جا نیکو اثر در دیکھئے

چھا رہی ہے سر بسر تا سر نحوست کی گھٹا   اور مسلّط قوم پر ہے خواب غفلت کی گھٹا
رنگ لائے دیکھئے کیا جوش نکبت کی گھٹا   اُٹھ گئی افسوس سر سے ابر رحمت کی گھٹا

قوم کے سوکھے ہوے دہانونکو اب سینچیگا کون
ایسے وحشت خیز میدانونکو اب سینچیگا کون

دیکھئے ہمسے گنہگارون کا کیا ہوتا ہے حشر   حشر کے دن ہم سیہ کارونکا کیا ہوتا ہی حشر
دشمن جان ہے فلک یارونکا کیا ہوتا ہی حشر   قوم کے مایوس بیمارون کا کیا ہوتا ہی حشر

کہہ رہا ہے اُٹھ گئے دردِ جان گداز قوم حیف
اُٹھتے جاتے ہین جہانسے چارہ ساز قوم حیف

آہ! ای ہند! آہ! اے شوریدۂ سودائے غم   آہ! اے خانہ خراب! اے بادیہ پیمائے غم
سر بہ ہامون دادہ و آوارۂ صحرائے غم   خارِ حسرت زیر پا و آبلہ فرسائے غم

تیرے خواب عیش کی افسوس یہ تعبیر ہو
نقش ماتم تو ہو غم کی آہ تو تصویر ہو

غم کی چھریان یون ترے قلب و جگر کے پار ہون   تیرے پہلو مین شگفتہ زخم دامن دار ہون
خارِ حسرت آہ! یون تیرے گلے کے ہار ہون   خاک کا پیوند تیرے محسن غمخوار ہون

آشنا یون آہ! ڈوبین تیری ساحل کے قریب
تیرے پروانون کا خاکستر ہو محفل کے قریب

تیری ہیرو آہ! ہون شہر خموشان کے مکین   تیرے حامی گوشۂ مرقد مین ہون عزلت گزین
اپنے غمخوارون کے غم مین تو ہو یون ماتم نشین   دل مین ہو دردِ تمنا - لب پہ ہو آہِ حزین

ہو پریشان تیری جان بازونکی ویرانے مین خاک
یون اُڑے اے شام غم تیرے سیہ خانے مین خاک

اُٹھنے والے آہ! اُٹھ جائین تری محفل سے یون   لوٹتا ہو خاک پر تو اضطراب دل سے یون
اُٹھ رہا ہو شورِ آواز جرس منزل سے یون   قوم کے موتی جدا ہون دامن ساحل سے یون

تیری کشتی آہ یون گنگا مین بھر کر غرق ہو

تیری آیندہ تمناؤن کا دفتر غرق ہو

آہ! یون کاہش مین ہون اے ہند تیرے باکمال ۔ نکلے چمکین آسمان پر بدر رغیر ونکے ہلال
جنکا سایہ قوم وملت کے لیے ہو نیک فال ۔ جلوہ گاہ قوم سے اُٹھ جائین وہ روشن خیال

انجمن خاموش ہو اور انجمن آرا نہ ہون
تشنہ لب ہون بادہ کش اور ساغر و مینا نہ ہون

قوم ہو گم کردہ رہ اور رہنما کوئی نہ ہو ۔ جز صدائے نالہ آواز درا کوئی نہ ہو
ہو نہ فرسخ کا نشان اور نقش پا کوئی نہ ہو ۔ کاروان غول بیابان کے سوا کوئی نہ ہو

قافلہ گم گشتہ ہو - وادی پر خار ہو
خضر منزل ہو نہ کوئی کاروان سالار ہو

آہ! اے ہند! آہ! اے آماجگاہ تیر غم ۔ آہ! اے صید جراحت خوردہ نخچیر غم
آہ! اے نشت پذیر نالہ شبگیر غم ۔ آہ! نقش نامرادی! آہ! اے تصویر غم

بیکسی کا تو ہو غم آلود پتلا خاک پر
نقش حسرت ہو ترا نقش تمنا خاک پر

تیری کشت آرزو سے آسمان کو لاگ ہو ۔ برق خرمن سوز کو - باد خزان کو لاگ ہو
شہرگ جان سے تری نوک سنان کو لاگ ہو ۔ تیرے بیمارون سے مرگ ناگہان کو لاگ ہو

چارہ ساز قوم ہون یون وقف بیداد اجل
تاک کر یون تیر مارے دل پہ صیاد اجل

آسمان ہو درپئے عل گزند قوم حیف ۔ ہو لبسان بید جاگیر اپند بند قوم حیف
درد دل سے لوٹتے ہون دردمند قوم حیف ۔ سو رہے ہون بیخبر درمان پسند قوم حیف

بادہ کش خون جگر پیتے ہون اور ساقی نہ ہو
خم مین کچھ دو چار قطرون کے سوا باقی نہ ہو

سرور جہان آبادی

✳───✳───✳
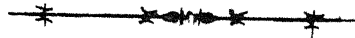
وفات سوامی رام تیرتھ

از ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی بیرسٹر لاہور

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بیتاب تو
پہلے گوہر تھا بنا اب گوہر نایاب تو

آہ کھولا کس ادا سے تو نے راز رنگ و بو
میں ابھی تک ہوں اسیر امتیاز رنگ و بو

مٹ کے غوغا زندگی کا شورش محشر بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتشخانہ آذر بنا

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا

چشم نابینا سے مخفی معنئے انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ سیماب سیم خام ہے

توڑ دیتا ہے بت ہستی کو ابراہیم عشق +
ہوش کا دارو ہے گویا مستی تسنیم عشق

کیا کہوں زندوں سے میں اس شاہد مستور کی
دار کو سمجھے ہوئے ہیں جو سزا منصور کی

رباعیات

از پنڈت نراین پرشاد صاحب بیتاب دہلوی

دنیا سے عجب مرد خوش اسلوب گیا
جو ملک کا تھا محب و محبوب گیا
اب ہند کے بیڑے کا خدا حافظ ہے
افسوس کہ رام ناخدا ڈوب گیا

کیوں سر پہ نہ تیغ اصفہانی پھر جائے
کیوں در سے نہ دور شادمانی پھر جائے
جب رام سا رہبر ہو غریق رحمت
امید و نیر کسطرح نہ پانی پھر جائے

مر کر بھی وہی مشن ہے اے رام ترا
آغاز کی مانند ہے [آغاز] انجام ترا
تو گاہیکہ تہ نشین دریا ہوتا
سوتوں کو جگانا ہی مگر کام ترا

بہ اجازت مصنف و ایڈیٹر صاحب مخزن۔